



U1381

22-12-20

Title - USOL SHASIHAT MADAN (Part-1) .

Author - Prof Balabhadra Pandit Dharam Dasain  
Dehli

English - Institute Press (Allahabad)

Year - 1869

Pages - 257 .

Subject - Miscellaneous .



NO. 12.

THE  
RUDIMENTS OF POLITICAL ECONOMY  
PART I.

Compiled from the well known learned work of Jo  
Stuart Mill, and from other sources,

BY

PUNDIT DHURM NARAIN OF DELHI.

*"Industry and Frugality are the means by which one  
rises to distinction."*

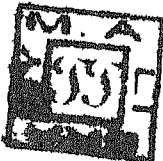
Contributed to and Published by the Allypore  
Scientific Society.

1869.

Printed at the Institute Press. — Allypore.

أصول سیاست مدن  
مقاله اول

مؤلفہ رائے بہادر پنتت دھرم نارائن دھاروی  
کتاب پر عدیل عمدۃ الکرامہ جون سنورٹ مل صاحب سلمۃ الرحمٰن  
و دیگر مآخذ  
جسکا حق طبع مؤلف نے سین ٹیفک سوسائٹی کو مرحومہ فرمایا  
اور  
سوسائٹی نے اُسکو بطور انعام عام چھاپ کر مشتہر کیا  
(محنت اور تقایید ذریعہ ہی سعادت کا)



علی گڑھ

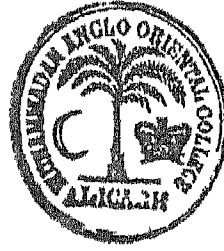
مطبعہ انسٹیٹیوٹ پریس

سنہ ۱۸۶۹ ع

Price per Copy.  
1 Rupee 4 annas,

جلد ۱۲





DEDICATED  
TO  
**HIS GRACE THE DUKE OF ARGYLL,**  
BY  
THE SCIENTIFIC SOCIETY.



اس کتاب کو  
بنام نامی

جناب مولی القاب ہزگریس دیوک آف آرگائل

کے

سید ٹیغک سوسائٹی نے معزز کیا

URDU SECTION

*[Handwritten signature]*

1000  
1000

1000  
1000

1000

1000

1000  
1000

M.A.LIBRARY, A.M.U.



U1381

# فہرست مطالب رسالہ سیاست مدن

مضمون

صفحہ

## دیدیچہ

### ۵ مقدمہ اولی

۱۵	...	...	پیدایش یا صنعت کاری
۱۶	...	...	مبادلہ
۱۷	...	...	تقسیم
۱۸	...	...	صرف یا خرچ

### ۱۹ مقدمہ ثانی

### مقالہ اول

#### پیدایش

۳۶	...	...	باب اول بیچ بیان
۵۱	...	...	باب دوم در باب ہونے محنت کے عامل پیدایش
۶۲	...	...	باب سوم در باب غیر پیدا کرنے والی محنت کے
۷۳	...	...	باب چہارم در باب راس المال کے
			باب پنجم در باب چند مسائل اصولی کے جو راس المال
۸۱	...	...	سے تعلق رکھتے ہیں
۱۱۳			باب ششم در باب راس المال متعدی اور راس المال مستقر کے



۱۲۶	...	کے مدارج کس امر پر موقوف ہیں	باب ہفتم در باب اسکے کہ عاملان پیدائش کی قوت پیدائش
۱۳۰	...	...	باب ہشتم در باب عمل بہ اتفاق کے
۱۶۱	...	...	باب نہم در باب انجام پانے عمل پیدائش کے اوپر میزان
۱۹۴	...	...	کپیرو صغیر کے
۲۰۳	...	...	باب دہم در باب قوانین افزائش معنیت کے
۲۲۳	...	...	باب یازدہم در باب قانون افزائش راس المال کے
۲۳۲	...	...	باب دوازدہم در باب قاعدہ افزونی پیدوار کے جو زمین سے حاصل ہوتی ہی
۲۳۲	...	...	باب سیزدہم در باب اُن نتائج کے جو قوانین مذکورہ اُزباب
۲۳۳	...	...	مماسبق سے پیدا ہوتے ہیں
۲۳۳	...	...	خاتمہ

# NO. 12.

---

THE  
RUDIMENTS OF POLITICAL ECONOMY.  
PART I.

Compiled from the well known learned work of John  
Stuart Mill, and from other sources,

BY

PUNDIT DHURM NARAIN OF DELHI.

---

*"Industry and Frugality are the means by which one may  
rise to distinction."*

---

Contributed to and Published by the Allygurh  
Scientific Society

---

1869.

Printed at the Institute Press.—Allygurh.

---

## أصول سياست مدن

### مقاله اول

مؤلفه راے بہادر پندت دھرم نارائن دہلوی

ار کتاب ہے مدیل عمدۃ الکلام جون سٹورٹ مل صاحب سلمۃ الرحمن

و دیگر مآخذ

جسکا حق تابع مؤلف نے سین ٹیفک سوسائٹی کر مرحمت فرمایا

اور

سوسائٹی نے اسکو بنظر افادۂ عام چھاپ کر مشتہر کیا

(صحت اور نفاذ ذریعہ ہی سعادت کا)

---

علیگٹہ

مطبعہ انسٹیٹیوٹ پریس

سنہ ۱۸۶۹ ع



## دیباچہ

### PREFACE.

The unexpected favorable reception, which my Urdu Treatise on the "Principles of Government" received from the indulgent Public, encouraged me to commence the preparation of a Work on the "Principles of Political Economy"—a science almost unknown to Asiatic Literature and yet so essential to all who aspire not only to improve the Social and Political condition of their country, but also to those who wish to see their efforts in the sphere of their own domestic economy crowned with desired success.

I had formerly translated Wayland's compendious Treatise on this Science and it was published in 1845 by the Society for the diffusion of useful knowledge then working in connection with the Government College at Delhi.

اُردو اب سائنس نے جو براہ مہربانی  
میرے رسالہ اصول حکومت کو زیادہ اُس  
سے کہ توقع تھی پسند فرمایا اُس لکھی  
جرات ہوئی کہ ایک رسالہ اصول انتظام  
میں میں ترتیب دیا جارے اُس نے  
شریف کی ضرورت صرف انہیں لوگوں کو  
نہیں ہے جو اپنے ملک کی ملکی اور  
معاشرت کی حالت کو بہتر کرنا چاہتے  
ہیں بلکہ اُن کو بھی جو انتظام امور  
خانہ داری میں کامیاب ہونے کی تمنا  
رکھتے ہیں بارجود اسقدر بکار آمد ہونے  
اُس علم کے ملک ایشیا میں اُس کو وہ  
وسعت حاصل نہیں ہوئی جو ہونی  
چاہیے تھی راقم نے بایام طالب علمی  
ویلنڈ صاحب کے مختصر رسالہ کا ترجمہ  
زبان اُردو میں کیا تھا اور اُسکو سروسٹیٹی  
اشاعت علوم مفیدہ نے کہ باعانت مدرسہ  
دہلی کے ترویج علوم میں مصروف تھی  
سنہ ۱۸۴۵ء میں چھپوایا تھا مگر چونکہ  
اُس زمانہ میں ترقی کے ایسے مختصر

Feeling that the requirements of the present time could not be sufficiently met by such a brief Treatise, I thought of preparing a more comprehensive work, and wishing not to be hampered with a strict regard to the system of any of the various English authors on this Science, my first intention was to adhere to the principle of a free compilation, which I had observed in the preparation of my "Principles of Government".

Acting on this view I made the introduction of the Present work to consist of two parts.— In the first, the purport of Wayland's Introductory remarks was embodied in an abridged form, while in the second, Mill's introduction to his work was epitomized with more or less freedom of arrangement and thought as seemed suited to my purpose.

On a second consideration of the question, however, I was afraid that independence of arrangement might lead to con-

رسالہ سے رفع ہونا ضرورت کا نظر نہ آیا  
اس ليے راقم نے ارادہ کیا کہ کوئی ایسی  
کتاب تالیف کی جاوے جو جمیع اصول کو  
اس فن کے لحاظ سے ہو اور چونکہ منظور  
نہیں تھا کہ راقم کسی خاص انگریزی مصنف  
کی ترتیب کا پابند رہے اس ليے اوایل میں  
یہ ارادہ کیا کہ مثلاً رسالہ اصول حکومت  
کے اس کتاب کو بھی اپنے ہی طور پر ترتیب  
دے اور اسی نظر سے اس کتاب کے مقدمہ  
کو دو حصص میں تقسیم کیا مقدمہ اولی  
میں دہلاد صاحب کی کتاب کے مقدمہ کو  
بطور ایجاز اور اختصار ترتیب دیا اور مقدمہ  
ثانی میں باوراء و تدریج مل صاحب کی  
کتاب کے مقدمہ کا ترجمہ کیا مگر پھر جو  
بچائے خون نک کی تو اندیشہ دامنگیر ہوا  
کہ نئی اور جداگانہ ترتیب سے مبادی بیان  
میں ایسے وسیع اور دقیق فن کے مطالب  
کے ہر واقع ہو اور چونکہ بعد مطالعہ چند  
کتابوں کے یہ یقین ہو گیا کہ وہ شکافی اور  
ترتیب میں کوئی مصنف مل صاحب سے گوسے  
سبقت نہیں لیگیا اس ليے انہیں کی  
کتاب کی ترتیب کا پابند رہنا قرین صواب  
نظر آیا اور انہیں کی کتاب کا مقالہ اول  
کے تیسرے باب کو مشتمل ہی نذر ارباب  
سحق کیا جاتا ہی ہر چند راقم صاحب

fastion in the treatment of a large and deep subject such as the science of Political Economy necessarily is, and being convinced that Mr. Mill had surpassed all other writers not only in the depth and the exhaustiveness of thought, but also in the regularity of its arrangement, I determined to keep strictly to his system in the division of my work, the first book of which therefore with which I am now venturing to appear before the Indian Public, contains 13 chapters arranged exactly as those of the original author.

Although resolved to adhere to the arrangement of Mr. Mill I had nevertheless prepared the first three chapters of my first Book with that freedom of translation which I thought essential to its acceptance by the Public of my country, when from the communication which I then had with my respected friend Moulvee Syed Ahmed Khan, the Life Honorary Secretary to the Allypore Scientific

موصوف کی ترتیب کا پابند رہا ہے مگر اس خیال سے کہ لفظی ترجمہ عام فہم نہیں ہوتا اور اُسکی پابندی سے لطف کتاب بگڑ جاتا ہے اس لیے اول کے تین باب میں اصل مطلب سے غرض رکھی اور جس پیرایہ میں مضمون کو ادا کرنا مناسب معلوم ہوا اُس میں ادا کیا اس اثنا میں مکرمی معظی سید احمد خاں صاحب بہادر انریوی سکریٹری سین ٹیفک سوسائٹی علیگڑہ کی تعزیرات سے معلوم ہوا کہ سوسائٹی مل صاحب کی کتاب کے ایسے ترجمہ کی طلبگار ہے جو پڑھوسکتی کی تعلیم میں کام آئے اس لیے راقم نے اس خیال سے کہ جہاں تک ہوسکے برآمد مدعا میں سوسائٹی کی مدد دینی چاہئے باب چہارم سے مصنف کے بیان کی بھی پابندی اختیار کی اور ہرچند اصل کتاب کے مطالب میں کچھ انحراف اور تقریب نہیں کی مگر اس بات کا بہت خیال رکھا کہ پڑھنے والوں کو مطلب کے سمجھنے میں وہ دقتیں پیش نہ آئیں جو لفظی ترجمہ کے سمجھنے میں اکثر لاحق ہوتی ہیں باب اول سے ترتیب فقرات کی وہی ہے جو کہ اصل کتاب میں مصنف نے ماحوظ رکھی ہے تاہم

Society, I learnt that the Institution was anxious to have a translation of Mill's Work prepared with such a regard to the original text as might render it useful in connection with the Standard of an university training. Too glad to make my effort subservient to the views and labours of the Society, the last ten chapters of this Book have been prepared to suit the above views, but although in doing so I have generally neither abridged Mr. Mills train of thought nor altered the unfamiliarity (to a native mind) of his illustration, I have nevertheless tried to make this book free from that heaviness and ambiguity which generally attend a too strict regard to literal translating.

For the sake of facility of reference I have numbered my Paragraphs exactly as those of the original, and, I trust, that a comparison will show that the purport of the original has not been departed from.

In conclusion I have to observe that I aspire to be regarded neither as an author nor as a compiler. If my humble efforts can only aid in initiating those of my country-men into a knowledge of Political Economy, who do not enjoy the benefit of acquaintance with the English language, I shall have been sufficiently requited for my trouble.

DHARUM NARAIN.

INDORE :

The 9th June 1868.

جس وقت چاندین ترجمہ کو اصل سے مقابلہ  
کرائیں یقین ہی کہ عموماً مطلب میں فرق  
نہ پائینگے خاتمہ میں بندہ عرض کرتا ہی  
کہ مترجم کو مصنف یا مولف کہلانے کا  
شرق نہیں اُس کی غرض صرف اتنی ہی  
کہ اُس کے ہموطنوں میں اِس علم کے  
پھیلنے کی کوئی راہ نکل آئے اگر اہل سخن  
کے نزدیک وہ اِس راہ کے بتانے میں کامیاب  
ہو تو اُس نے اپنی محنت کا بدل  
کافی پایا ۔

ہیچ میرز دھرم ناراین مقام اندور

مورخہ دھرم ماہ جون سنہ ۱۸۶۸ع

# أصول سیاست مدنی

## مقدمہ ادلی

أصول حکومت کے رسالہ کے مقدمہ میں ہم بہ تفصیل بیان کر آئے ہیں کہ انسان مدنی الطبع ہی یعنی اُسکو چونکہ ہزاروں حاجتیں لاحق ہوتی ہیں اور وہ اپنی ذات سے اُن میں سے ایک کے سرانجام کا بھی اچھی طرح سے متکفل نہیں ہو سکتا اس لیے ضرورت پیش آتی ہی کہ آدمی جماعت میں رہیں اور پیشوں اور حرفوں کو آپس میں بانٹ لیں جب ایک حرفہ والے کو دوسرے حرفہ والے کی جنس کی ضرورت پیش آئے تو اُسکو مبادلہ میں حاصل کرے یہاں سے معلوم ہوا کہ مقصود جماعت میں رہنے کا یہہ ہی کہ آدمی اشیائے حاجات ضروری اور سامان عیش و کامرانی بآسانی مہیا کر سکیں اِن اشیائے حاجات ضروری اور سامان عیش و کامرانی کا نام ہم دولت رکھتے ہیں اور علم دولت کو سیاست مدنی سے تعبیر کرتے ہیں \*

۲ لغت میں علم کے معنی ہیں جاننا مگر اِس رسالہ میں علم سے فقط جاننا ہی مراد نہیں ہی بلکہ بہ ترتیب بیان کرنا اُصول کسی فن کا پس چون اُصول پر پیدائش اور اِنقسام اور مبادلہ اور صرف اشیائے حاجات اور سامان عیش و آرام کا موقوف ہی اُنکو ترتیب سے بیان کرنے کا نام سیاست مدنی ہی واسطے آسانی کے بجائے اشیائے حاجات اور سامان عیش و آرام کے ہم لفظ دولت کا برتیں گے \*

۳ جاننا چاہیئے کہ دولت کے تصور میں اول تو یہہ امر داخل ہی کہ وہ کوئی ایسی شی ہونی چاہیئے جس سے کوئی حاجت انسان کی



رفع ہو اور اشیاء دنیوی اکثر بدوں پائے کسی تبدل کے اپنی اصلی حالتوں میں اس لائق نہیں ہوتیں کہ ان سے حاجت رفع ہو اور کسی شی کی حالت میں تبدل راہ نہیں پاسکتا تاوقتیکہ وہ کسیکے قبضہ میں نہ آجائے یہاں سے ظاہر ہوا کہ دولت ایسی شے ہونی چاہیئے جو حاجت بھی رفع کرسکے اور کسی کے قبضہ میں بھی آنے کے لائق ہو جس شخص کے قبضہ میں اس قسم کی اشیاء زیادہ ہونگی وہ زیادہ دولت مند تصور کیا جائیگا \*

۴ اب جاننا چاہیئے کہ اُس خوبی کو کسی شے کی جس سے وہ رفع حاجت کا باعث ہوتی ہی اُس شے کی صفت ذاتی کہتے ہیں مثلاً لکڑی میں یہہ خوبیاں ہیں کہ اُس سے آگ جلا سکتے ہیں مکانات بنا سکتے ہیں اور طرح طرح کے سامان طیار کرسکتے ہیں ان خوبیوں کے سبب سے لکڑی انسان کی حاجتیں رفع کرتی ہی اور یہہ سب خوبیاں اُس کی صفات ذاتی ہیں مگر جب ہم اشیاء دنیوی کو غور سے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہی کہ ان میں دو قسم ہیں یعنی بعض انہیں کی ایسی ہیں کہ ان کے عوض میں ہمکو اور شے ضرورت کی ملسکتی ہی مثلاً سونا چاندی لوہا لکڑی وغیرہ یہہ سب چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ہم چاہیں تو ان کے بدلے میں ہمکو اور چیزیں جنکی ہمکو ضرورت ہو ملسکتی ہیں مگر بعضی چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی عوض میں ہمکو اور کوئی چیز نہیں ملسکتی مثلاً روشنی آفتاب اور ہوا اور بعض اوقات پانی اگر ہم چاہیں کہ ہوا کے بدل میں اور کوئی چیز لیویں تو ہمکو ہوگز نہ ملیگی اشیاء کی اُس خوبی کو جسکے سبب سے ہمکو آنکے بدل میں دوسری چیز ملسکتی ہی صفت تبادلہ کہتے ہیں اور اس صفت کو ہم آسانی کے واسطے لفظ قیامت سے موسوم کریں گے \*

۵ دیکھنے میں آتا ہی کہ بعض اشیاء میں صفت ذاتی بہت بڑی اور کارآمد ہوتی ہی مگر اُسکی قیمت بہت کم یا کچھہ بھی نہیں ہوتی مثلاً لوہا دیکھنا چاہیئے کہ اُس کی صفات ذاتی کتنی بہت ہیں یعنی وہ

کٹنی حاجتوں انسان کی رفع کر سکتا ہی مگر اُس کی قیمت اشیاء اور  
 اشیاء کی کٹنی تھوڑی ہی جانے کام لوہے سے نکلتے ہیں اتنے چاندی سے  
 نہیں نکلتے مگر قیمت میں چاندی لوہے سے کہیں زیادہ ہی علیٰ ہذا القیاس  
 ہوگا کٹنی نیکار آمد ہی یعنی انسان کی حیات کا مدار اُسپر موقوف ہی  
 مگر اُسکی کچھ بھی قیمت نہیں اب اگر اُن اشیاء کو جنکی قیمت ہی  
 مقابلہ میں اُن اشیاء کے دیکھا جائے جنکی کچھ قیمت نہیں تو پایا جائیگا  
 کہ اُن میں دو فرق ہیں یعنی اول جو موصوف بصفات ذاتی ہیں مگر  
 قیمت نہیں رکھیں وہ ہر جگہ باقراط تمام موجود ہوں اور ہر شخص کو  
 بلا تردد اور محتنت مل سکی ہیں مگر اشیاء قیمتی مقامات مخصوص  
 میں ہمدار معدن ہوتی ہیں اور اُن کے حصول میں تھوڑی بہت محتنت  
 ضرور کرنی پڑتی ہی اول قسم کی اشیاء میں انسان کی محتنت سے  
 کچھ تبدیل راہ نہیں ہاتا جو صفت اُن میں ہوتی ہی وہ خداوند تعالیٰ  
 کی دی ہوئی ہوتی ہی بخلاف اُن کے دوسری قسم کی اشیاء کو قیمتی  
 بنانے میں ضرور محتنت صرف ہوتی ہی مثلاً ہوا میں امداد حیات کی  
 جو صفت ہی بخشیدہ خداوند تعالیٰ ہی آدمی کی محتنت کا اُس  
 میں کچھ دخل نہیں بخلاف اُس کے لڑھا جو قیمتی ہوا وہ انسان کی  
 محتنت کے سبب سے ہوا ورنہ حالت اصلی میں پنہر سے بہتر نہیں  
 جب تک آدمی نے لوہے کو کان سے کھود کر باہر نہ نکالا اور اُس کے  
 بل کو اُس سے دور نہ کیا تب تک وہ کسی کام کا نہ تھا اور کوئی آدمی  
 اُس کے بدل میں کسی شے کے دینے کو راضی نہ ہوتا کان سے کھودنے اور  
 میل سے جدا کرنے اور فروخت کی جگہ تک لانے میں جو محتنت  
 لگی وہ اُس کی قیمت کا باعث ہوئی \*

۶ جب آدمی اپنی محتنت سے کسی شے کو قیمتی بنانا ہی نو  
 اُس کو بوجہ محتنت کرنے کے اُس شے پر باشندہ اوروں کے حق دہشہ  
 حاصل ہو جانا ہی یعنی وہ شے اُس کی ملک خاص سے ہو جانی ہی

اگر کسی دوسرے آدمی کو اُس شے کی خواہش ہو تو لازم آتا ہے کہ یا تو وہ آپ محنت کر کے اُس کو بنائے یا وہ شخص جس کے پاس وہ ہے بڑھے خود اُس کو دیدالے مگر جب آدمی محنت کر کے کوئی قیمتی شے بناتا ہے وہ اسے دوسرے کو مفت نہیں دیدالتا وہ تو جب بھی دیتا ہے کہ دوسرا اُس کو عرض میں کوئی ایسی قیمتی شے دے جس پر اُس نے بھی اتنی ہی محنت کی ہو جتنی شخص اول نے اپنی شے پر مثلاً ایک آدمی نے دن بھر محنت کر کے قلمتراش بنا یا وہ اس آلہ قیمتی کو دوسرے آدمی کو مفت ندیگا اور نہ عرض میں کسی ایسی شے لے جسکو وہ نصف روز کی محنت سے بناسکے اگر کسیکو اس آلہ کی ضرورت ہو تو اُس کو کوئی ایسی شے اُس کی عرض میں دینی ہوگی جو دن بھر کی محنت سے بنائی جائے یہاں سے معلوم ہوا کہ انسان نعمائے دنیوی کو بے محنت حاصل نہیں کرسکتا اب جاننا چاہیئے کہ ہر آدمی کسی خاص قسم کی محنت کا کرنا پسند کرتا ہے اور اسکا فائدہ بھی اسی میں ہے کہ وہ ایک ہی قسم کی محنت کرے کیونکہ اگر دو چار دس پانچ قسم کی محنت کریگا تو کسی کام کو بھی اسلوب اور درستی سے انجام ندیسکیگا اور کسی قیمتی شے کے بنانے پر بھی قادر نہوگا چونکہ ہر آدمی بذات خود ایک قسم کی محنت کرتا ہے یعنی اشیاء قیمتی میں سے ایک ہی قسم کی شے بنانا ہے اور اُسکو بہت سی چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے اس سبب سے جو شے وہ آپ بناتا ہے اُس میں سے وہ ایک حصہ کا مبادلہ دوسرے لوگوں کی اشیاء سے کرنیکو آمادہ ہوتا ہے اور جب یہ نوبت پہونچ جاتی ہے کہ جو شے ہم نے بنائی اُسکی عرض میں دوسرا آدمی اپنی بنائی ہوئی شے کے دینے کو آمادہ ہو جائے تو ہماری محنت سے جو چیز بنائی جاتی ہے وہ قیمت پاتی ہے یعنی وہ قیمتی ہو جاتی ہے \*

۷ معلوم رہے کہ عموماً قیمت کسی شے کی بانداز اُس محنت کے ہوتی ہے جو اسکے بنانے میں لگتی ہے اگر ہم دو دن محنت کر کے

## رسالہ سیاست مدر

ایک شی قیمتی بنائیں تو ممکن نہیں کہ ہم اُسکو عوض میں اُس شے کے دیدالیں جو ایک ہی مقدار ہنر سے دن بھر کی محنت سے بن سکے اگر ہمکو اُس دوسری شی کی ضرورت پیش آئیگی تو ہم بجائے اسکے کہ اُسکو بعوض اپنی شی کے جو در دن کی محنت سے طیار ہوئی ہی ہیں خرد دن بھر محنت کر کے اُسکو آپ بنالینگے \*

۸ جو محنت کسی شی کے بنانے میں لگتی ہی اُسکو اکثر اُسکی لاگت کہتے ہیں اور ہمیشہ قیمتی شی کی قیمت کا انداز اُسکی لاگت سے ہوتا ہی شاید چند روز کے واسطے قیمت لاگت سے کم یا زیادہ ہو جائے مگر ہمیشہ قیمت لاگت کے انداز پر رہتی ہی بعض صاحب یہہ فرمائینگے کہ قیمت تو بانداز لاگت کے ہوتی ہی مگر لاگت میں مصالحہ اور اور چیزیں بھی داخل ہوتی ہیں اکیلی محنت ہی لاگت نہیں ہوتی اسکے جواب میں کہا جاتا ہی کہ یہہ اعتراض درست ہی مگر معلوم رہے کہ مصالحہ قیمتی جو کسی شے کے بنانے میں لگتا ہی وہ بھی محنت ہی میں شامل ہو سکتا ہی اور اب تک ہم نے فقط محنت کا ذکر کیا ہی اور مصالحہ وغیرہ کی کیفیت کا حال پھر بیان کرینگے ناظرین اوراق یاد رکھیں کہ تقریر صدر میں ہر صورت میں مبادلہ کی محنت ایک ہی قسم کی مفہوم ہی یعنی جب یہہ کہا جاتا ہی کہ ایک شے دن بھر کی محنت سے بنائی گئی اور دوسری دو دن کی محنت سے تو مراد ہماری یہہ ہی کہ دونوں صورتوں میں محنت ایک ہی قسم کی ہی فرق اُس کی مقدار میں ہی نہ اُس کی کیفیت میں \*

۹ ہم نے اوپر ذکر کیا ہی کہ ہر شے کی قیمت کا انداز ہرے درام اُس کی لاگت سے ہوتا ہی بعضے اسباب چند روز کے واسطے اُس انداز قیمت میں فرق پیدا کرتے ہیں یعنی قیمت کو لاگت سے بڑھا یا گھٹا دیتے ہیں مگر یہہ فرق چند ہی روز رہ سکتا ہی اور قیمت کا میلان ہمیشہ لاگت کی طرف ہوتا ہی یعنی قیمت ہمیشہ موافق لاگت کے ہوا کرتی

ہی چار فرق چند روز کے واسطے آجاتا ہی اُس کے اسباب ہم بیان کرتے ہیں فرض کرو کہ فی الحال دوسیر مچھلی کا مبادلہ سیر بھر ہرن کے گوشت سے ہوتا ہی \*

اب اول صورت اگر کسی وجہ سے رسد مچھلی کی زیادہ ہو جائے یعنی فرض کرو کہ ایک آدمی دن بھر کی محنت سے بجائے دوسیر کے چار سیر مچھلی پکڑے تو شکاری اب سیر بھر گوشت جو اُس کے دن بھر کی محنت کا نتیجہ ہی دوسیر مچھلی کی عوض میں دینے کو راضی نہ ہوگا وہ اپنے سیر بھر گوشت کے واسطے چار سیر مچھلی طلب کریگا یعنی قیمت مچھلی کی گھٹ جائیگی سیر بھر مچھلی کے واسطے پہلے جتنا گوشت ملتا تھا اب اتنا نملے کا مگر قیمت کے گھٹ جانے سے مچھلی کی مانگ زیادہ ہو جائیگی یعنی نسبت سابق کے اب اُس کے زیادہ خریدار ہونگے اور مقدار مطلوبہ سابق سے اب زیادہ مقدار کی مانگ ہوگی اور اِس مانگ کے زیادہ ہوجانے سے مچھلی والہ اپنی جنس کو نصف قیمت پر نسبت سابق کے نہ بیچے گا یعنی نصف سے زیادہ قیمت لیگا شاید بعوض سیر بھر گوشت کے اب وہ تین سیر مچھلی دیگا نتیجہ اِسکا یہ ہوگا کہ نسبت سابق کے مچھلی والوں کو دن بھر کی محنت کے عوض میں زیادہ گوشت اور گوشت والہ کو زیادہ مچھلیاں ملیں گی یہاں سے ظاہر ہی کہ ایک شخص کا نفع جمیع اشخاص کے نفع کو حاوی ہی اور اِس تقریر سے یہ بھی ظاہر ہی کہ اور باتیں اگر ایک سی رہیں تو جتنی رسد کسی شی کی زیادہ ہوگی اُنہی اُسکی قیمت کتنی ہوگی یعنی وہ اپنی عوض میں اور اشیائے کی کم مقدار دلا سکے گی \*

دوسری صورت فرض کرو کہ نسبت سابق کے اب مچھلی پکڑنے کی محنت دوچند ہوگئی یعنی دن بھر کی محنت سے اب مچھلی والہ سیر بھر مچھلی پکڑ سکتا ہی اِس حال میں وہ سیر بھر مچھلی کو کہ اُسکی دن بھر کی محنت کا نتیجہ ہی آدہ سیر گوشت کی عوض میں

جو نصف روز کی محنت سے بہم ہوتا ہی ندیکا وہ سیر بہر مچھلی کے واسطے سیر بہر گوشت مانگے گا مگر چونکہ نرخ کی گزاری کے سبب سے اُسکے خریدار کم ہو جائیں گے اور جو خریدینگے وہ بھی نسبت سابق کے مقدار میں کم لینگے اِس سبب سے اُسکو اپنی جنس کے فروخت کرنے میں دقت پیش آئیگی اور اِس دقت کے باعث سے وہ بجائے سیر بہر کے تین پاؤ گوشت سے سیر بہر مچھلی کا مبادلہ کرنے پر راضی ہوگا نتیجہ اِس کا یہہ ہی کہ مچھلی والہ کو دن بہر کی محنت کی عوض میں نسبت سابق کے کم گوشت ملیگا اور گوشت والہ کو کم مقدار مچھلی کی یعنی ایک فریق کا نقصان دونوں فریق پر پڑیگا یعنی ایک کے نقصان میں سب کا نقصان ہی یہاں سے ظاہر ہوا کہ جتنی ایک جنس کی رسد کم ہوگی اتنی ہی اُس کی قیمت زیادہ ہوگی \*

تیسری صورت فرض کرو کہ محنت میں مچھلی پکڑنے کے تو کچھ فرق نہیں آیا مگر پہلے کی نسبت سے اُس کی مانگ دوچند ہوگئی مثلاً اگر پہلے سو خریدار تھے اب دو سو ہوگئے اور بازار میں جنس آدھے خریداروں کی حاجت کی برابر ہی اب ظاہر ہی کہ خریداروں میں رقابت پیدا ہوگی جو زیادہ دام دیگا وہی خریدیگا پس مچھلی کی عوض میں زیادہ گوشت ملیگا یعنی قیمت مچھلی کی چڑھ جائیگی اور جب تک مانگ نہ گھٹے گی یا بہت سے آدمی مچھلی پکڑنے میں محنت کر کے اُس کی رسد کو مانگ کی برابر نہ کر دینگے تب تک قیمت چڑھی رہیگی یہاں سے ظاہر ہی کہ جتنی مانگ کسی شی کی زیادہ ہوگی اتنی ہی اُس کی قیمت زیادہ ہوگی \*

چوتھی صورت اب فرض کرو کہ مچھلی پکڑنے کی محنت میں کچھ فرق نہیں آیا مگر کسی سبب سے تعداد خریداروں کی گھٹ گئی یعنی فرض کرو کہ سر آدمی کی ضرورت کے موافق بازار میں مچھلیاں ہیں مگر خریدار پتھاس ہی رہے اِس صورت میں مچھلی والوں کے اندر رقابت

پیدا ہوگئی اور اس خیال سے کہ اُنکی جنس بڑی نرہ وہ سستی بیچنے لکینگے یعنی نسبت سابق کے اب وہ کم گوشت کو مچھلی دینگے پس قیمت مچھلی کی گھٹتیگی اور یہہ حال اُس وقت تک رہینگا جب تک یا تو مانگ زیادہ ہو جائے یا بہت سے مچھلی والے اپنا کام چھوڑ کے اور ہمیشہ میں لگیں اور اس وجہ سے رسد ہمتدار مانگ کے رہ جائے خلاصہ یہہ کہ اگر رسد میں کسی جنس کے فرق نہ آئے تو جتنی اُس جنس کی مانگ کم ہوگی اتنی ہی اُس کی قیمت بھی کم رہیگی \*

۱۰ جو اصول اوپر بیان ہوئے ہیں انہیں کے عمل سے سارے جہاں میں رسد ہر شے کی بانداز اُسکی مانگ کے رہتی ہی دیکھ لو کہ ہر بستی میں ہمیشہ رسد ہر جنس کے موافق اُس کی مانگ کے رہا کرتی ہی! جب قیمت کسی جنس کی لاگت سے کم ہو جاتی ہی تو اُس کا بنانا تاروتبیکہ اُس کی قیمت نہ بڑھے موقوف ہو جاتا ہی اور جب لاگت سے کسی شے کی قیمت زیادہ ہو جاتی ہی تو فوراً پیشہ ور اُس کے بنانے میں متوجہ ہو جاتے ہیں اور اُس کی رسد کو مانگ کے برابر کر دیتے ہیں اور قیمت بھی لاگت کی برابر ہو جاتی ہی اکثر دیکھنے میں آتا ہی کہ جب قیمت کسی شے کی زیادہ ہو جاتی ہی تو اُس کے بعد اُس کی قیمت گھٹ جاتی ہی اور گھٹاؤ کے بعد قیمت بڑھ جاتی ہی وجہ اس کی یہہ ہی کہ جب کسی چیز کی قیمت اُس کی لاگت سے زیادہ ہو جاتی ہی تو اُس کے بنانے والے اُس کے بنانے میں زیادہ متوجہ ہو جاتے ہیں اور اُس کی رسد کو اُس کی مانگ سے زیادہ کر دیتے ہیں اور اس سبب سے اُس کی قیمت گھٹ جاتی ہی اور قیمت لاگت سے کم ہو جاتی ہی تو پیشہ ور اُس کے بنانے اور اُس میں پیسہ لگانے سے باز رہتے ہیں اور اسوجہ سے رسد مانگ کی نسبت سے کم ہو جاتی ہی اور قیمت بڑھتی ہی مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہہ اوتار چڑھاو عارضی ہی اور قیمت ہمیشہ لاگت کے برابر رہتی ہی \*

۱۱ یہہ گھٹاؤ اور چڑھاؤ قیمت میں اجناس کے بہت کر کے اُن کی عدم پائیداری پر موقوف ہوتا ہی جو اجناس ایسی ہیں کہ مدت تک پڑے رہنے سے خراب نہیں ہوتیں اُنکی قیمت میں بہت فرق نہیں آتا مثلاً جو لوہے کی آرسد مانگ سے زیادہ ہو جائے تو اُس کی ارزانی تو فی الجملہ ہوگی مگر قیمت اُسکی بہت نہ گھٹائیگی کیونکہ مال والے تاوقتیکہ مانگ زیادہ نہ ہو جائے یا کمی رسد کے سبب سے اُسکا بہاؤ تیز نہ ہو جائے اُسکو رکھ چھوڑینگے کیونکہ رکھ چھوڑنے میں اُنکو یہہ دغدغہ نہیں ہی کہ اُن کی جنس بگڑ جائیگی بخلاف اسکے جو جنسیں غیر پائیدار ہیں اُن کی قیمت میں جلد اور بہت سا فرق آجانا ہی مثلاً ترہ فروش کی دوکان میں اگر مانگ سے ترکاری زیادہ ہو جائے تو اُس کو یہہ تردد لاحق ہوگا کہ اگر مہرے جنس پڑی رہ جائیگی تو خراب ہو جائیگی اور کچھ بھی دام نہ آئیگی وہ اس خوف سے بہت سستی بیچ ڈالینگا اِس سبب سے بعض اوقات بعض جنسوں کی قیمت میں دن بھر کے اندر آدھوں آدہ کا فرق ہو جاتا ہی یعنی اگر صبح کو اُنہ سیر ہوتی ہی تو شام کو وہی جنس اُنہ کی دوسیر ہکتی ہی اجناس کے جلد یا دیر میں طیار ہونے پر بھی اُن کی قیمت کا اتار اور چڑھاؤ موقوف ہی یعنی جو جنس در صورت بافراط ہونے مصالحہ کے باآسانی طیار ہو سکتی ہو اُس کی قیمت میں زیادتی مانگ کے سبب سے بہت فرق نہ آئیگا جب ذرا بھی اُس کی قیمت بڑھیگی کاریگر اُس کو بافراط بنائیگی اور جلد رسد کو مانگ کی برابر کر دیگی اور خریداروں کو بھی چنداں اضطراب اُسکی خریداری میں نہوگا وہ تھوڑے دن اِس خیال سے صبر کریگی کہ رسد جلد آجائیگی اور چند روز صبر کر نیسے اُنکو جنس مطلوبہ سستی ملیگی بخلاف اسکے اگر جنس مطلوبہ بہت دیر میں طیار ہو سکتی ہو اور ضرورت اُسکی اہم ہو تو مانگ کے زیادہ ہو جانے سے اُسکی قیمت چڑھ جاتی ہی کیونکہ اُس کے بغیر لوگوں کا گذارہ نہیں ہوتا



اور ہنر میں اوسکے دیو لگتی ہی اس سبب سے خریداروں کو اضطراب ہوتا  
 ہی اور ایک پر ایک گرتا ہی اور قیمت کو اس کی بڑھا دینا ہی \*  
 یہ بھی ظاہر ہی کہ بائع اور مشتری کا جہاں تک پائو درمیان ہی  
 اس گھٹاؤ اور چڑھاؤ سے انکا نقصان برابر ہو جاتا ہی یعنی جب بیچنے والے  
 کے پاس جنس کم رہ جاتی ہی اور مانگ اس کی زیادہ ہوتی ہی تو  
 وہ زیادہ قیمت لیتا ہی اسبطوح جب جنس کی کثرت ہوتی ہی اور  
 مانگ کم تو اس کو ضرورتاً کم نفع سے بلکہ بعض صورتوں میں لاگت سے  
 کم قیمت پر اپنی جنس بیچنی پڑتی ہی ایک وقت کا نفع دوسرے وقت  
 کے نقصان کا معاوضہ کر دیتا ہی جب بائع نقصان سے بیچتا ہی اسوقت  
 خریدار اس کی ہمدردی نہیں کرتے اسلیئے جب وہ تھوڑے دنوں  
 کے واسطے معمولی بھاؤ سے زیادہ قیمت کو اپنی جنس بیچے اس وقت  
 خریداروں کو اسکا شاک ہی نہیں ہونا چاہیئے \*

۱۲ بیان صدر سے اصول عامہ جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں مستخرج

ہوتے ہیں \*

اول۔ لاگت یعنی محنت جو صرف ہوتی ہی بنیاد قیمت کی  
 ہی زمانہ دراز کے لیئے قیمت لاگت سے بہت تجاوز نہیں کرتی  
 یعنی ہمیشہ ہر جنس لاگت پر جسمیں معمولی نفع بائع کا شامل  
 ہو ملستگتی ہی مگر جو اور اسباب ایک سے رہیں تو قیمت کا  
 اتنا چڑھاؤ چند روز کے لیئے صورت ہاے ذیل پر موقوف ہوگا یعنی

دوم اگر رسد زیادہ ہو جائیگی قیمت گھٹتیگی

سوم اگر رسد کم ہو جائیگی قیمت بڑھتیگی

چہارم جو مانگ زیادہ ہوگی قیمت بڑھتیگی

پنجم جو مانگ کم ہوگی قیمت گھٹتیگی

ششم عموماً اگر لاگت ایک سی رہے تو جتنی رسد زیادہ ہوگی اتنی

قیمت کم ہوگی اور جتنی مانگ زیادہ ہوگی اتنی قیمت

زیادہ ہوگی

ہفتم اگر اس اصل کو زیادہ عام طور سے بیان کرنا چاہیں تو پہلے کہنا چاہیئے کہ قیمت ہرجنس کی زمانِ معین میں بمقدار لاگت کے بہ نفی و اثبات اس فرق کے جو رسد اور مانگ کی کمی اور زیادتی کے سبب سے ہوتا ہی رہا کرتی ہی \*

۱۳ معلوم رہے کہ اس فن میں لفظ دولت کا ان جمیع اشیاء کو حارِی ہی جو قیمت رکھتی ہیں یعنی اپنی عوض میں دوسری جنس دلا سکتی ہیں \*

زبان متعارف میں قیمت کے معنی دام ہیں یعنی وہ نقدی جو کسی جنس کی عوض میں ملے مگر اس رسالہ میں قیمت سے وہ خوبی بھی مراد لیگئی ہی جسکے سبب سے ایک جنس اپنی عوض میں دوسری جنس دلا سکتی ہی اس خوبی کو چاہے قیمت سے نامزد کرر چاہے صفت مبادلہ سے مفہوم دونوں کا ایک ہی \*

## پیدائش یا صنعتِ کاری

۱۴ جو کچھ ہم اوپر ذکر کرچکے ہیں اس سے پیدائش یا صنعتِ کاری کی تعریف بہ آسانی ہوسکتی ہی پیدائش یا صنعتِ کاری اس عمل کو کہتے ہیں جس سے کسی جنس میں کوئی خوبی پیدا کیجائے یعنی اس کو اس لایق بنایا جائے کہ اس سے کوئی حاجت رفع ہوسکے معلوم رہے کہ آدمی نہ کسی جنس کو مخلوق کرسکتا ہی نہ معدوم وہ فقط مادہ موجود کی ہیئت و مقام کو بدل سکتا ہی جب کسی چیز کی ہیئت و مقام کے بدلنے سے اس میں پہلے خوبی پیدا ہو جائے کہ وہ ایک ایسی حاجت رفع کرسکے جو پہلی ہیئت یا مقام میں اس سے رفع نہیں ہوسکتی تھی تو اس ہیئت یا مقام کے بدلنے کے کام کو اصطلاح میں اس فن کی صنعتِ کاری یا عملِ پیدائش کہتے ہیں اور عامل کو اس عمل کے پیدا کرنے والا یا صانع اور جو شے عملِ مذکور سے طیار ہو جاتی ہی اسکو مصنوع یا پیداوار تاکہ اشیاءِ دنیوی قابل رفع کرنے حاجتِ انسانی کے

ہیں ان میں ہم کو صدھا طرح کے تبدل کرنے پڑتے ہیں مگر ہر تبدل کسی ہی قسم کا ہو اگر اُس کے سبب سے کسی شے میں خوبی رفع کرنے حاجت انسانی اور دلانے کسی اور شے کے مبادلہ میں حاصل ہو جائے تو تبدل مذکور داخل عمل پیدايش ہو جاتا ہی معلوم رہے کہ بعض اشیا تو ہم کو اپنی اصلی حالت میں دستیاب ہوتی ہیں جیسا کہ پتھر اور فلزات کانوں میں اور بعض اشیاء دوسرے کاریگروں سے ملتی ہیں جنہوں نے ہم سے پہلے محنت کر کے ان میں کوئی خوبی پیدا کی ہوتی ہی اور ہم ان میں دوسری خوبی پیدا کرتے ہیں مگر دونوں صورت میں جو شے ہم کو ملتی ہی اور جس پر ہم محنت کرتے ہیں وہ ہمارا راس المال کہلاتا ہی اور بعد صرف ہونے ہماری محنت اور حاصل ہو جانے خوبی مطلوبہ کے وہی راس المال ہمارا مصنوع بن جاتا ہی یہاں سے ظاہر ہی کہ ایک ہی شے ایک کاریگر کا مصنوع ہوتا ہی اور دوسرے کا راس المال مثلاً چرم دباغ کا مصنوع ہی اور کفش دوز کا راس المال مگر معلوم رہے کہ اصطلاح اِس فن میں راس المال سے فقط مصالحۃ ہی مراد نہیں ہی بلکہ جمیع اوزار اور وہ سب اشیاء حاجات چنپر محنتی بسر کرتے ہیں داخل راس المال ہیں \*

### مبادلہ

۱۵ ہر شخص کسی نہ کسی طرح کی محنت کرتا ہی اور قسم اُس کی محنت کی اُس کے مذاق اور اُس کی صورت حال پر موقوف ہوتی ہی مگر اُسکی محنت ایک قسم خاص کی مصنوعات کے بنانے میں محدود ہوا کرتی ہی کیونکہ اِس میں اُسکا فائدہ ہی مگر اُس کی حاجات انہ کے تھیں جتنی کہ اشیاء مصنوعی کے رفع حاجات کی واسطے بنائی جاتی ہیں وہ آپ تو اشیاء حاجات میں سے فقط ایک ہی کو بنانا ہی مگر محتاج مثلاً ہزار کا ہونا ہی اِس حالت میں اُسکو دو سو فنانریں چیزیں مبادلہ میں واسطے رفع حاجات کے مہیا کرنی پڑتی ہیں اور جو

جنس وہ آپ بناتا ہی اسکے حصص مختلف آسکو واسطے حاصل کرنے اجناس آوروں کے دینی ہوتی ہیں اور یہاں سے ضرورت مبادلہ ہائے دایمی کی پیدا ہوتی ہی اور یہی سبب ہی کہ افراد جماعت میں سے اکثر فردیں اسی کام میں مبادلہ کے مصروف رہتی ہیں اور ان افراد کو بیوپاری یا تاجر یا سودا سلف کرنے والوں کے نام سے نامزد کرتے ہیں جو لوگ سامان تجارت کو خواہ براہ خشکی یا قریٰ ایک مقام سے دوسرے مقام کو نقل کرتے ہیں وہ بھی اسی کام میں مبادلہ کے مصروف ہوتے ہیں \*

### تقسیم

۱۶ بستی یا جماعت کے اوایل ہی میں عیاں ہو جاتا ہی کہ قابلیت پیدائش محنت انسانی کی بسبب اجتماع سعی اور تقسیم محنت کے زیادہ ہو جانی ہی مثلاً اگر دس آدمی جمع ہو کر محنت کریں تو ظاہر ہی کہ انکی محنت کا نتیجہ زیادہ ہوگا بہ نسبت اُسکے جو انہیں دس آدمیوں کے الگ الگ کام کرنے سے حاصل ہو خصوصاً جب کسی کام کے مختلف حصص جدا کر دیئے جائیں اور ایک ایک حصہ ایک ایک شخص کو جو لیاقت مخصوص اُس کے انجام دینے کی وقتاً ہو سونپا جائے جب اس المال جمع ہو جاتا ہی تو اکثر ایسا ہوتا ہی کہ مالک اس المال دوسروں کے ساتھ جو فقط محنت کرتے ہیں شامل ہو جاتا ہی یعنی وہ اس المال دیتا ہی اور محنتی اُسپر محنت کرتے ہیں جب چند آدمیوں کی محنت مشترکہ سے شی مصنوعہ طیار ہو جائے تو اُس کا انتفاع سب محنت کرنے والوں میں کسی واجبی طریق سے تقسیم ہونا چاہیئے مختلف محنت کرنے والوں کو مختلف انداز اجرت کے ملنے کا استحقاق حاصل ہوتا ہی اور محنت کی اجرت اور اس المال کی اجرت میں ایک واجبی نسبت قائم کرنی ہوتی ہی معلوم ہو کہ جن اصول پر تصفیہ اِس انتفاع کی تقسیم کا کیا جاتا ہی اُن کی تشریح اہل فن تقسیم کی ذیل میں کرتے ہیں \*

## صرف یا خرچ

۱۷ فرض کرو کہ ایک شی طیار ہوگئی یعنی اُس میں کوئی خوبی مطربہ دی گئی اور وہ اُس شخص کے پاس پہنچ گئی جسکو اُس کی ضرورت ہی اب یہہ شخص اُس کو اپنے صرف میں لائیکا اور صرف میں آنے سے شی مذکور کی خوبی مخصوص غارت ہو جائیگی مثلاً ہم نے بعض محنت یا روپہ یا شاہ کے ابدن لیا اور اُس کو مطہم میں چلا دیا اب ظاہر ہی کہ بعد عمل جلانے کے ابدن میں جو خوبی جانے اور گرمی پہنچانے کی تھی وہ جاتی رہی اسبطرح اگر ہم فائ بائی سے روٹی خرید کے کھالیں بعد کھانے کے خوبی مخصوص جو روٹی میں تھی جاتی رہی ناس بائی مبدہ خرید کے روٹی بناتا ہی بعد بن جانے روٹی کے جو خوبی مبدہ میں روٹی بنانے کی ہوتی ہی وہ غارت ہو جاتی ہی پس بہہ عمل جس سے ہم کسی شی کی خوبی مخصوص غارت کر دیتے ہیں اِس ص کی اصطلاح میں عمل صرف کہلاتا ہی اور وہ مخالف عمل پیدایش کے ہی بعض اوقات خوبی اشیاء کی محض بغرض حصول حظ نفسانی غارت کی جاتی ہی مثلاً اُنشباری کا جلا دینا یا کسی اور دل لگی کے کام میں روپہ کا صرف کرنا اور بعض اوقات خوبی کسی شی کی نو غارت کی جاتی ہی مگر وہ دوسری ہیئت زیادہ مفید و کار آمد و قیمتی میں نمود کرتی ہی مثلاً جب کفش دوز ادھوڑی کے چرسہ سے کفش بناتا ہی نو خوبی چرسہ کی براہ درام غارت ہو جاتی ہی مگر یہہ خوبی دوسری ہیئت میں کفشوں کے نہ زیادہ قیمتی ہی نمود کرتی ہی غذا جو ہم کھاتے ہیں نظر سے غایب ہو جاتی ہی مگر اُس کی خوبی ہماری تازگی اور قوت میں کہ باعث ہماری محنت کرنے کا ہوتی ہی نمودار ہوتی ہی اول قسم کا صرف بہر ہوندار کہلاتا ہی اور صرف ثانی ہندوار \*

۱۸ تقریر صدر سے واضح ہوتا ہے کہ عام سیاست عدنی چار حصوں پر مشتمل ہے \*

حصہ اول پیدائش کے بیان میں یعنی اُن اصول کے جنہر مصنفت اس المال کے ساتھ شامل ہو کر اشیاء عدنی کے بنانے میں صرف ہوتی ہے \*

حصہ دوم مبادلہ کے بیان میں یعنی اُن اصول کے جنہر مبادلہ کرنے والے وقت تبادلہ کے عمل کرتے ہیں یعنی جنہر وہ اپنی مصنفت کے ثمرہ سے دوسرے کی مصنفت کے نذرانہ کو حاصل کرتے ہیں \*

حصہ سوم تقسیم کے بیان میں یعنی اُن اصول کے جنہر بموجب اتفاق کسی مصنوع کا اُن لوگوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جنہوں نے شامل ہو کر اُس کو بنایا ہے \*

حصہ چہارم صرف کے بیان میں یعنی اُن اصول کے جنہر بموجب صفات اشیاء کے زائل کرنے میں کاربند ہونا چاہیئے \*

ہم ان مطالب کو بلحاظ اِس قونعہ کے اِس رسالہ میں بیان کرتے ہیں :

## مقدمہ ثانی

۱۹ واضعہ فاطرین اور اقی کیا جاتا ہے کہ بموجب تعریف مندرجہ مقدمہ اولی کے سیاست عدنی سے علم دولت مراد ہے اور دولت میں وہ جمیع اشیاء داخل ہیں جو حاجات انسانی رفع کرسکیں اور اپنے عوض میں دوسری اشیاء حاجات دلا سکیں مگر نزدیک عوام کے دولت سے فقط روپیہ مراد ہے کیونکہ جس کے پاس بہت روپیہ یا چاندی سونا ہوتا ہے اُسکو دولت مند کہتے ہیں اور جس ملک میں غیر ملکوں سے سونا چاندی زیادہ آتا ہے اُسکی نسبت ایسا کہا کرتے ہیں کہ یہ ملک دیر بروز دولت مند ہونا چاہتا ہے اور یہ تصور عوام کا بظاہر معقول بھی نظر آتا ہے

کیونکہ روپیہ یا سونا چاندی گو بذاتِ خود کوئی حاجتِ انسانی رفع نہ کر سکیں تاہم انہیں یہہ طاقت حاصل ہے کہ جب چاہیں انکے ذریعہ سے اشیائے حاجات مہیا کر لیں قطع نظر اسکے جسکو دیکھو وہ روپیہ جمع کرنے پر ہمہ تن آمادہ ہوتا ہے کرساں کھیتی کرتا ہے اور کھیتی سے جرغلہ پیدا ہوتا ہے اُسکو روپیہ میں بدلنا ہی مزدور دن بھر محنت کرتا ہے اور شام کو اپنی آجرت نقدی میں مانگ لیتا ہے تاجر سامان تجارت بیچتے ہیں اور قیمت روپیہ میں لیتے ہیں جب سارے چھان کو اِس عمل میں مصروف دیکھیں تو بہلا فقط روپیہ ہی کو کیونکر دولت تصور کریں مگر جنو نظر تامل سے دیکھا جائے تو روپیہ کا طالب ہونا اسوجہ سے نہیں ہے کہ وہ دولت ہے وہ تو ایک آلہ ہے جس سے سامانِ عیش و آرام و حاجاتِ ضروری باسانی حاصل ہوسکتی ہیں روپیہ بذاتِ خود کوئی حاجت رفع نہیں کرتا اور اِس لیے وہ دولت نہیں ہے فرض کرو کہ ایک آدمی کے پاس لاکھ روپے نقد موجود ہیں اور اتفاقاتِ زمانہ سے وہ ایسی جگہ جا پھسا کہ جہاں بجز چٹلی حیوان کے کھانے کو اور بجز انکے چرم کے پہنے کو نہیں ملتا اب اِس لاکھ روپیہ سے اُسکو کونسی نعمت حاصل ہوگی ایسی حالت میں روپیہ جو اُسکے پاس موجود ہے کنکر پتھر سے بھڑ نہیں اِس شخص کو کون دولت مند کہیگا لفظ دولت کا تو اِس دن میں انہیں نعمائے دنیوی کی نسبت صادق آتا ہے جو رافع حاجاتِ انسانی ہیں اور جنکی عوض میں ہمکو دیگر اشیائے حاجات میسر آسکتی ہیں اگر کسی دولت مند کے گھر کو چاکو دیکھا جائے تو اُس میں ہزاروں چیزیں رافع حاجات مہیا ملینگی مگر نقدی بہت تھوڑی اب اگر اُس کی نقدی ہی سے اُس کی دولت کا انداز کیا جائے تو وہ بجائے دولت مند کے مفلس قرار پائیگا یہاں سے ظاہر ہوا کہ فقط روپیہ ہی دولت نہیں ہے وہ تو بمنزلہ ایک آلہ کے ہے کہ جس سے کام تبادلہ کا باسانی انجام پاسکتا ہے ہم کئی بار ذکر کرچکے ہیں کہ ایک

فرد بخاص ایک خاص شی کے بنانے میں متعنت کرتی ہی اور اُسکی متعنت سے جو پیدا ہوتا ہی اُس کی عوض میں اور اشیاء حاجات کو مہیا اب اگر روپیہ یعنی آلہ تبادلہ نہ ہو تو ہر فرد کو ایک جماعت کی اشیاء حاجات کے بہم کرنے میں بڑی دقت پیش آئے مثلاً کوسان غلہ پیدا کرتا ہی اور اُسکو کپڑا اور چوڑا اور برتن وغیرہ مطلوب ہیں واسطے حاصل کرنے اِن اشیاء حاجات کے اُسکو چاہیئے کہ اپنے غلہ کو لاد کے کسی بستی میں چلے اور تلاش کرے کہ کونسا بزاز اور کفش دوز اور کسیرا طالب غلہ ہی بعد تلاش کے اُنکو اپنا غلہ دے اور اُسکی عوض میں اشیاء حاجات لے اِس میں اُسکو کمال تکلیف ہوگی اور اُسکا وقت ضائع جائیگا اور چونکہ بصورت نہونے روپیہ کے ہر پیشہ ور کو یہی دقت پیش آتی ہی اِسی واسطے مٹانے اِس دقت اور تکلیف کے بافاق رائے ایک ایسی چیز مقرر کی گئی جسکو سب اپنی جنس کی عوض میں بلا تامل لیلیں اور اُسکے بدلہ میں جس چیز کو چاہیں مہیا کریں اِس جنس کا نام روپیہ رکھا گیا چونکہ وہ ایسی چیز ہی کہ اُسکا لینا ہر شخص کو منظور ہوتا ہی اِس لینے ہر پیشہ ور اپنی جنس کا اول اُس سے مبادلہ کرتا ہی اور پھر اُسکے ذریعہ سے دیگر اشیاء حاجات کو بہم پہنچاتا ہی مگر یہہ جنس درات نہیں ہی وہ صرف آلہ تبادلہ ہی اور کچھ ضرور نہیں ہی کہ وہ چاندی سونا ہو کوئی شی جو باقرار اہل جماعت کے مقرر ہو جائے اور جسکو جمیع اشخاص بلا دغدغہ بعوض اپنی اجناس کے لیلیا کریں وہ یہہ آلہ بن سکتی ہی تکرے کاغذ یا چمڑے کے بھی یہہ کام دیسکتے ہیں زمانہ حال میں یہہ کام کاغذ سے بہت آسانی اور آرام سے انجام پانا ہی قیمتی دھاتیں مثل چاندی اور سونے کے جو واسطے بنانے اِس آلہ کے مقرر ہوئی ہیں اِس کی وجہ یہہ ہی کہ اُن میں صفات مخصوص ہیں اور اِن صفات کو ہم بتجائے مناسب بیان کریں گے \*

۲۰ اب ہم اِسی مطلب کو کہ روپیہ بذات خود دولت نہیں ہی دوسرے طریق سے بیان کرتے ہیں واضح ہو کہ فی الحال ہمکو یہہ عادت



ہو رہی ہے کہ ہر جنس کی قیمت کا انداز اس روپیہ سے کرتے ہیں جو اسکی عوض میں ملتا ہے یعنی ہم نے روپیہ کو پیمانہ بنایا ہے اور اس سے ہر جنس کی قیمت کا انداز کرتے ہیں مثلاً جب کوئی پوچھتا ہے کہ گھروں کیا بھاڑ ہے تو کہا جاتا ہے کہ بارہ سہر یعنی ایک روپیہ کا بارہ سہر جب کوئی پوچھتا ہے کہ سال پیوستہ کی نسبت امسال گھروں سستا ہے یا مہنگا تو جواب دیا جاتا ہے کہ سال پیوستہ میں دس سہر تھا امسال بارہ سہر ہے یعنی امسال سال پیوستہ کی نسبت سے فی روپیہ دو سہر زیادہ ہے یا کوئی پوچھے کہ چنا سستا ہے یا گھروں تو کہتے ہیں کہ چنا روپیہ کا پندرہ سہر ہے اور گھروں بارہ سہر اس لئے چنا سستا ہے خلاصہ یہ کہ روپیہ کی قیمت کو معین سمجھتے ہیں یعنی یہہ جانتے ہیں کہ اس میں کمی بیشی نہیں ہوئی جو فرق آتا ہے وہ اجناس کی قیمت میں آتا ہے مگر معلوم رہے کہ روپیہ کی قیمت کو معین سمجھنا امر اعتباری ہے اگر اجناس کی قیمت کو معین سمجھیں تو روپیہ کی قیمت میں کمی بیشی کہنے لگیں گے مثلاً اگر سال پیوستہ میں من بہر گھروں کے واسطے چار روپیہ ملتے تھے اور امسال اسی من بہر کے واسطے آٹھ روپیہ تو یہہ کہہ سکتے ہیں کہ امسال روپیہ سستا ہو گیا مگر چونکہ روپیہ ایسی جنس کا بنایا جاتا ہے جسکی لاگت میں کمی بیشی بہت کم ہوتی ہے اس لیے بوقت واقع ہوئے کمی بیشی کے یہہ بھی تصور کیا جاتا ہے کہ اجناس کی قیمت میں کمی بیشی ہوئی کوئی روپیہ کی قیمت میں کمی بیشی تصور نہیں کرتا مگر ہم مقدمہ اولیٰ میں بیان کرچکے ہیں کہ اجناس کی قیمت کا گھاؤ اور بڑھو انکی رسد کی کمی بیشی پر ہوتا ہے تحقیق کرنا چاہیئے کہ اس باعث کمی و بیشی سے قیمت میں روپیہ کے کیا اثر ہوتا ہے اور ہم ذکر کرچکے ہیں کہ روپیہ آلہ تبادلہ ہے اب فرض کرو کہ ایک ہستی میں واسطے انجام دینے کلم تبادلہ کے ہزار روپیہ لگتے ہیں اور اس ہستی میں بصورتیں لگنے ہوا

روپیہ کے گڑھوں روپیہ کا من بھر بکتا ہی اب اگر بجائے ہزار روپیہ کے اُس  
 بستنی میں دو ہزار روپیہ اُسی کام تبادلہ کے واسطے آجائیں اور وہ زبہ زمین  
 دفن یا صندوق میں بند نہ کیئے جائیں اور اُس بستنی کے باہر بھی نہ جائیں  
 تو اس زیادتی رسد کا بجز اس کے اور کیا نتیجہ ہوگا کہ قیمت اُسکی  
 گھٹ جائے یعنی اب من بھر گڑھوں بجائے ایک روپیہ کے دو روپیہ میں  
 اُنکا یعنی روپیہ میں جو قدرت دالنے اشیاء حاجات کی پہلے تھی وہ نصف  
 رہ جائیگی یہاں صورت میں سو روپیہ کی آمدنی والے کو جو اشیاء  
 حاجات سو روپیہ میں ملتی تھیں اب اُنکی اُنہی روپیہ میں ملینگی اُسکے  
 پہلے کے وقت کے سو روپیہ جو کام دیتے تھے وہ کام ابکے سو روپیہ نہ دینگے  
 جو اشیاء حاجات اُسکو پہلے پچاس میں ملتی تھیں اب سو روپیہ میں  
 ملینگی یعنی اُسکی دولت پہلے کی نسبت سے آدھی رہ جائیگی اُسکی  
 آمدنی کا روپیہ تو وہی رہا مگر اُسکی استطاعت خرید نے سامان  
 عیش و آرام کی آدھی رہ گئی اس تقریر سے عاف ظاہر ہی کہ روپیہ  
 جسکو دولت سمجھتے تھے وہ دولت نہیں ہی دولت تو وہی اشیاء ضروری  
 ہیں جن سے حاجتیں رفع ہوتی ہیں اور جنکی عرض میں ہمو اور  
 چیزیں مل سکتی ہیں یہاں سے یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ جس ملک  
 میں ہر سال ضرورت سے زیادہ روپیہ کی کثرت ہوتی جائیگی وہ ممکن ہی  
 نہ بجائے ہر سال زیادہ دولت مند ہونے کے مفلس ہوتا جائیگا بخلاف  
 اس کے اگر ایک ملک میں روپیہ تو بقدر حاجت یعنی ضرورت انجام  
 دینے کام تبادلہ کے ہو مگر وہاں کے لوگ جتنا سامان معیشت غیر ملکوں  
 سے اپنے ملک میں لاتے ہوں اُنہی ہی کا مال اپنے ملک سے عرض میں غیر  
 ملکوں کو بھی لیجاتے ہوں تو یہ ملک روز بروز دولت میں زیادہ ہوتا  
 جائیگا دولت مند ہونا کسی ملک کا اس پر موقوف نہیں کہ غیر ملکوں سے  
 روپیہ یا چاندی سونا اس میں لایا جائے بلکہ اُس میں کہ غیر ملکوں  
 سے اُس کے اندر وہ سامان معیشت لایا جائے جسکے پیدا کرنے کی

آنکو خصوصیت حاصل ہو اور اُسکی عوض میں وہ چیزیں بھیجتی جائیں جو کہ ملک مذکور میں پیدا کیا جانہیکی خصوصیت رکھتی ہوں ایسی کارروائی میں بہت فائدہ ہی کہ لوگوں کو اشیاء حاجات مستنی مائینگی یعنی وہ اپنی محنت کے نتیجہ سے زیادہ عیش و آرام کے سامان پر قدرت رکھینگے واسطے توضیح اس قول کے ہم یہاں ایک مثل فرضی درج کرتے ہیں فرض کرو کہ ہندوستان میں افیون بہت آسانی اور کم خرچ سے پیدا ہو سکتی ہی اور بہاؤ اُسکا فی روپیہ تین چھتھانک ہی اور چام دقت سے پیدا ہوتا ہی اور بہاؤ اُسکا فی روپیہ ہاؤ سیر ہی فرض کرو کہ چین میں چام آسانی اور کم خرچ سے پیدا ہوتا ہی اور افیون دقت اور زیادہ خرچ سے اور نوخ چام کا فی روپیہ تین ہاؤ ہی اور افیون کا فی روپیہ ایک چھتھانک اور کہ اگر چین کی چام ہندوستان میں لاکر بھیجی جائے تو بعد اداے خرچ باربوداری وغیرہ کے وہ روپیہ کی دو ہاؤ یعنی آدہ سیر بک سکتی ہی اور اگر ہندوستان سے چین کو افیون لیجائیں چاہے تو وہ روپیہ کی دو چھتھانک بک سکتی ہی اس صورت میں اظہر اہی کہ دونوں ملکوں کا فائدہ اسی میں ہی کہ اہل ہند افیون کو پیدا کر کے چین لیجائیں اور چین والے چام پیدا کر کے ہندوستان میں لائیں اب فرض کرو کہ چین اور ہندوستان میں باب تجارت جاری نہیں ہی اور دونوں ملک اپنی اپنی زمین پر چام اور افیون پیدا کر کے اپنے صرف میں لاتے ہیں اور سال بھر میں ایک ایک شخص بیس بیس چام اور سیر سیر بھو افیون کا خرچ رکھتا ہی اس صورت میں



اس حساب سے واضح ہے کہ ہندوستان کے ایک آدمی کو ان دنوں جنسوں کے خرچ میں چالیس روپیہ سال کی اور چین کے آدمی کو آٹھ روپیہ سال کی بچت ہوئی اور اس بچت سے یہ دونوں آدمی قسمت سابق کے حسب تجارت نہ تھے زیادہ اشیاء حاجات پر قدرت رکھ سکتے ہیں اور وہ نسبت زمان سابق کے اب زیادہ دولت مند اور فارغ البال کہلا سکتے ہیں :

۲۱۔ اس مقام پر ہم کو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ متعلق دولت کے اہل ہند کی اس شکایت کی تحقیقات کی جائے کہ زمانہ حال میں ملک ہندوستان سے بعہد سرکار انگریزی روپیہ کی برکت چاتی رہی یعنی تہوزے روپیہ سے جو کام پہلے نکلتا تھا اب نہیں نکلتا اور ہر شی روز بروز گراں ہوتی جاتی ہے عوام کے نزدیک برکت کا جانا رہنا مسلم ہے اور واقعی یہ شکایت کچھ قدر درست بھی ہے یعنی درحقیقت فی الحال بعض لحاظوں میں خاص مقدار روپیہ سے اتنا کام نہیں نکلتا جتنا پہلے نکلتا تھا تحقیقات اس برکت جانے کی بہت دلچسپ ہے مگر افسوس کوئی اُسکی طرف توجہ نہیں کرتا سب شکایت تو کرتے ہیں مگر اسباب اُسکے تلاش نہیں کرتے اس مقام پر ہم سب اسباب بیان نہیں کر سکتے مگر شاید اس کتاب میں کسی اور جگہ اُنکی تحقیق میں تردد کریں یہاں فقط اُنہیں کو لکھتے ہیں جو حال کی بحث سے تعلق رکھتے ہیں واضح ہو کہ قطع نظر کثرت آدمیوں اور اُسکے سبب سے تردد میں آئے زمین کم پیداوار اور درستی شاہراہوں اور ریلوے یعنی لوہے کی سڑک کے جو سبب گھٹانے خرچ بار برداری کے قیامت اجناس کی ہر جگہ تخصیماً براہر کردیتی ہے امنیت ملک اور کثرت تجارت اور اُسکے سبب سے زیادہ ہنج میں آجانے روپیہ کے ملک ہندوستان میں اس کمی برکت روپیہ میں بہت دخل رکھتی ہے توضیح اس مبہم کی یہ ہے کہ پہلے وقتوں میں اس ملک کے اندر امن کم تھا چان و مال لوگوں کا اتنا سلامت نہیں تھا

جتنّا اپنا ہی سارے قَر حاکموں اور غارتگروں کے اکثر مالدار اپنے روپیہ کو ظاہر نہیں کرتے تھے زمین کے تلے گزر رکھتے تھے مگر جب سے امریں حاصل ہوا اور مالداروں کو لقمے یا سرکاری بدعت کا تردد نہ رہا آنہوں نے دہا ہوا روپیہ باہر نکالا اور اُسکو بیچ میں لگایا سوائے اِس کے جو کثرتِ تجارت کی غیو ملکوں سے اِس زمانہ میں ہوئی وہ پہلے کبھی کہیں تھی کثرتِ تجارت تو باعثِ وقت نہیں مگر اِس تجارت میں ایک خصوصیت ہی اور وہی خصوصیت باعثِ کمی برکتِ روپیہ کا ہوئی ہی خصوصیتِ مذکور یہہ ہی کہ ملکِ ہندوستان سے خام پیداوار یعنی اجناسِ غیو ملکوں کو بہت جاتی ہی اور اُس کی عوض میں سوائے اجناسِ غیو ملکوں کے سونا چاندی اُن ملکوں سے بہت چلا آتا ہی اور یہہ سونا چاندی دارالضربوں میں ہر سال سکے ہوکر ملک میں پھیلتا ہی یعنی ہر سال اِس ملک میں تعدادِ روپیہ کی زیادہ ہوتی جاتی ہی اور یہہ بات ہم اوپر بیان کرچکے ہیں کہ جسقدر روپیہ کی افراط ہوگی اسیقدر وہ سمستا ہوگا یعنی اُسکی عوض میں اشیاءِ حاجات کم ملینگی اور خواہ مخواہ روپیہ کی برکت گھٹ جائیگی اِس ملک میں روز بروز اُن اجناس کی جو یہاں پیدا ہوتی ہیں گرانی ہوتی جاتی ہی خصوصاً غلہ کی جس پر مدارِ زندگی کا ہی اِس گرانی سے فقط اُنہیں لوگوں کا نقصان ہی جو آمدنی میں روپیہ میں رکھتے ہیں کیونکہ زمین والوں کی زمین قیمتی ہوتی جانی ہی مزدور اپنی اجرت بڑھا لینے ہں تاجر اپنی جنسوں کی قیمت چڑھاتے ہں خرابی اُنہیں کی ہی جو نقدی میں پاتے ہیں ایک نہ ایک روز سرکار والا تیار انگریزی اور رؤسامِ ہندوستانی کو اِس امر کی ضرورت پیش آئیگی کہ وہ اپنے ملازموں کی فسخواہ بڑھائیں تقریرِ صدر سے زیادتی روپیہ کہہ اور اِس زیادتی کے سبب سے کم ہو جانا قیمتِ روپیہ کا تو ظاہر ہو چکا اب ہم کہتے ہیں کہ باوجود کم ہو جانے قیمتِ روپیہ کے قیمتِ اُن اشیاء کی جو

اور ملکوں سے یہاں لائی جاتی ہیں نسبت اُس زمانہ کے کہ وہ نہیں لائی جاتی تھیں اور یہیں بنائی جاتی تھیں زیادہ نہیں ہی مثلاً سوئی یا سوٹ یا میخ آہنی یا کپڑا وغیرہ سامان ولایت کا آیا ہوا جتنا فی الحال ایک روپیہ میں ملتا ہی اُس قدر پہلے زمانہ میں یہاں کا بنا ہوا نہیں ملتا تھا اگر یہاں کا بنا ہوا سامان سستا ہوتا تو اسی سامان کو کوئی غیو ملکوں سے نہ لاتا اور اس ملک کے کارخانے بند نہو جاتے بند ہو جانا کارخانوں کا خود دلیل اس امر کی ہی کہ غیو ملکوں سے آیا ہوا سامان یہاں کے بنے ہوئے سامان سے زیادہ نفیس اور سستا ہی اور برکت روپیہ کی اُس سامان کی نسبت کم نہیں ہوئی بلکہ اُنکی نسبت برکت زیادہ ہو گئی کیونکہ اب ادنیٰ اعلیٰ سب اُس سامان کو پرتے لگے اب رہیں جنسیں جو اب بھی اس ملک میں پیدا ہوتی ہیں خصوصاً غلہ ان جنسوں کی نسبت شاید روپیہ کی برکت کم ہو گئی ہو اور اُسکے کم ہونے کے اسباب میں سے ایک تو وہی سبب کثرت و ارزانی روپیہ کا ہی جو ہم اُوپر بیان کر چکے ہیں باقی سببوں کو اُنکے اُنکے متعلّق بیان کرینگے مگر یہاں اتنا بیان کر دیتے ہیں کہ ہمارے ملک کے لوگوں کو واسطے اسودگی اس ملک کے چاہیئے کہ ایسی تجویزیں نکالیں کہ جن چیزوں کے پیدا کرنے کی اس ملک کو خصوصیت حاصل ہی اُنکی لاگت میں تخفیف ہو اور جو اشیاء کہ اب بھی یہاں بنائی جاتی ہیں مگر وہ غیو ملک سے سستی میسر آ سکتی ہیں اُنکو یہاں نہ بناویں اُنکو غیو ہی ملک سے لاویں تاکہ سستی آویں اور غیو ملک سے جو زیادہ روپیہ فی الحال ہمارے ملک میں بعوض ہمارے ملک کی اجناس کے ہو سال چلا آتا ہی اُس میں کمی ہو اگر تلاش کی جائیگی تو ایسی چیزیں بہت سی معلوم ہو جائیں گی کہ جو وارے سے غیو ملکوں سے یہاں آ سکتی ہیں ہمارے ملک والوں کو تو بحالت ہونے آزادی تجارت کے اُنہیں چیزوں کو پیدا کرنا چاہیئے جنکے

پیدا کرنے کی ہمارے ملک کو خصوصیت حاصل ہے اور جہاں تک ہو سکے اس امر میں سعی کرنی چاہیئے کہ انکے پیدا کرنے کے صرف میں کمی اور تخفیف ہو \*

۲۲ تقریر صدر سے یقین ہے کہ ناظرین اوراق کے ذہن نشین ہو جائیگا کہ سیاستِ مدنی میں دولت سے فقط روپیہ پیسہ مراد نہیں ہے بلکہ اُن جمیع اشیاء کا آمد و پسندیدہ سے مراد ہے جو قیمت رکھتی ہیں اب دریافت کرنا چاہیئے کہ دولت شخصی اور ملکی میں کچھ فرق ہے یا نہیں واضح ہو کہ ایک ملک یا جماعت افراد سے مشتمل ہوتی ہے اور اگر افراد کی دولت کو جمع کریں تو مجموعہ کا نام دولت ملکی ہو سکتا ہے اور جن اصول پر پیداوار و تقسیم و مبادلہ اور صرف افراد کی دولت کا موقوف ہوگا انہیں ہر ملکی دولت کا بھی موقوف ہونا چاہیئے مگر اتنی بات یاد رکھنی چاہیئے کہ بعض حصص دولت افراد کے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ داخل ملکی دولت کے نہیں ہو سکتے مثلاً فرض کرو کہ ایک دولت مند نے ایک ہزار روپیہ زید کو دیتے اور یہہ قرار لکھا لیا کہ وہ دس روپیہ مہینہ سود کا دیا کرے اب دولت مند کی جیب سے ہزار روپیہ نکل گئے اور اُنکی عوض میں ایک کاغذ قرار داد کا ملکہ کاغذ اُسکے نزدیک ہزار روپیہ کی دولت کے برابر ہے کیونکہ اُسکے ذریعہ سے اُسکو آمدنی بھی ہوتی ہے اور اگر چاہے تو وہ اُسے ہزار روپیہ کو بازار میں بیچ بھی قالہ مگر یہہ کاغذ گو کہ دولت کی دولت ہے مگر ملک کی دولت میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر قرار داد مذکور باطل ہو جائے تو نتیجہ اُسکا یہہ ہوگا کہ ہزار روپیہ جیب سے دولت مند کے چلتے رہینگے اور دولت میں زید کے پورے جائینگے مگر کل تعداد دولت میں ملک کے کچھ فرق نہ آئیگا اُسکی مقدار تو نہ گھٹے گی نہ بڑھے گی جیسے ہیں تحریر دستاویز قرار داد ملک کی دولت میں کچھ افزایش نہیں ہوئی ریسی ہی دستاویز کے باطل ہونے سے آسمیں



کچھ کمی نہ آئی دولت شخصی اور ملکی کے اندر جو بعض لحاظوں میں فرق بیان کیا گیا ہی آسکو ذہن میں رکھنا چاہیئے کیونکہ اُسکے ذہن میں نہ رہنے سے اکثر غلطی سرزد ہو جاتی ہی مثلاً بوقت متور کیا جانے محصول آمدنی کے میر مال جو دارندگان اور نویسندگان تمسکات دونوں پر اُنکی اُنکی کل آمدنی کے موافق محصول متور کرنا ہی یہہ اُسکی غلطی فہم کا نتیجہ ہی کیونکہ دارندگان تمسکات کی آمدنی اُس روپیہ کے سود سے ہوتی ہی جو وہ قرض دیتے ہیں اور نویسندگان تمسکات اُسی روپیہ کو ہنج بیوپار میں لگا کے نفع پیدا کرتے ہیں اور اُسی نفع یا آمدنی سے سود قرض دینے والے کا ادا کرتے ہیں اگر اُنکی کل آمدنی پر محصول لگا لیا جائے تو گویا زر سود کی آمدنی پر بھی محصول ادا ہو گیا پس دارندگان تمسک سے محصول لینا ہیچا ہی اگر اُنسے لیا جائیگا تو گویا اصل آمدنی کے محصول سے زیادہ محصول لیا جائیگا اگر دارندگان تمسک سے محصول لیا جائے تو مناسب ہی کہ نویسندگان تمسک کی کل آمدنی سے رقم سود کی معجزا دے کے جو باقی رہے اُسپر محصول لگایا جائے ہاں اگر ایک ملک کا روپیہ دوسرے ملک میں بطور قرض کے چاکر لگے اور اُس سے ملک اول میں سود کی آمدنی ہو تو اُسپر محصول لگانا جائز ہو سکتا ہی مگر یہہ بھی اُسکے ساتھ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر یہہ دونوں ملک ایک ہی حاکم کے ماتحت ہوں تو وہ بمنزلہ دو ملکوں جداگانہ کے متصور نہیں ہو سکتے اور تمسکات زر قرضہ دولت ملکی میں شامل نہونگے \*

۲۳ بعد لکھنے اِن مراتب کے خاطر کو ناظرین اوراق کے اُس اختلاف عجیب کی طرف مایل کیا جاتا ہی جو بمعاملہ دولت اقوام مختلف میں اور بزمان مختلف مشاہدہ ہوتا ہی یہہ اختلاف مقدار اور اقسام دولت ہی میں نہیں پایا جاتا بلکہ ایک جماعت خاص کی کل دولت اُسی بستی کی افراد میں بخصص مختلف منقسم ہوتی ہی

شاید زمان حال میں کوئی جماعت بنی نوع انسان کی ایسی نہ ہوگی کہ جو روئیدگی خود رو ہر ہر کرے ہو مگر بہت سی جماعتیں اب بھی ایسی ہیں کہ مدار انکی قوت کا بہت کر کے جنگل کے حیوانوں اور شکار پر موقوف ہی ہوستیں انکا لباس ہی اور برگ و شاخ درخت ستف و جدار جب چاہیں چھوڑ کر الگ ہو جائیں غذا اس قابل نہیں کہ ذخیرہ کیجائے اور چونکہ مایحتاج کا ذخیرہ نہیں ہوتا اکثر کو عذاب گرسنگی اوتھانا پڑتا ہی دولت ان لوگوں کی مشتمل ہی ان ہوستیں سے جو وہ پہنتے ہیں اور چند زوروں سے جنکے پہنے کا شوق رکھتے ہیں اور برتن اور ان آلات سے جنسے شکار مارتے ہیں یا حریفوں سے مقابلہ کرتے ہیں دونوں سے جنہر بیتھ کر دریا سے پار ہوتے ہیں یا صحراؤں کا شکار کرتے ہیں یا شاید سنبور یا دیگر پیداوار جنگل و پہاڑوں سے جنکو اس غرض سے جمع کرتے ہیں کہ انکی عوض ناچاران اقالیم تربیت یافتہ سے کمل و شراب و تھاکو وغیرہ اشیاء حاجات یا نفیس آلات شکار مہیا کریں اس فہرست مختصر پر اشیاء دولت اس جماعت کی انکی زمینوں پر بھی چڑھانا چاہیئے گو کہ اس آلہ پیدائش سے وہ لوگ بہت کم کام لیتے ہیں تاہم وہ باعث انکی قوت کا ہوتی ہی اور اگر انکے قرب و جوار میں کوئی ایسی قوم ہو جو زراعت کرتی ہو اور طالب زمین ہو تو تو ان کی زمین قہمت بھی رکھتی ہی یہہ حالت نہایت ہی افلاس کی ہی جسمیں ساری فردیں ایک جماعت بنی نوع انسان کی مہلتا پائی جائیں بعض دولت مند ملکوں میں یہہ تو ہوتا ہی کہ بعض فردیں ایسی حالت افلاس میں مبتلا ملتی ہیں مگر ساری جماعت کا یہہ حال نہیں ہوتا ہندوستان میں ایسی حالت افلاس کی فی الجملہ پہیلوں میں پائی جاتی ہی کیونکہ دیکھا گیا کہ یہہ لوگ جنگل اور پہاڑوں میں رہتے ہیں شکار اور جنگلی درختوں کے پھلوں پر مثل چرونجی اور سرہ وغیرہ کے ہر کرتے ہیں بانس اور درخت کے پتوں سے چھونڑا بناتے ہیں

تین چار مٹی کے برتن رکھتے ہیں جب جازا لگا چنکال سے لکڑی کاٹی آگ چلائی اور تاپنے لگے جہاں کوئی اپنے سے زبردست نظر آیا تیر کمنٹھہ ہاتھ میں لیا جھونپڑی کو سلام کیا اور پہازوں کو نکل کھڑے ہوئے بجز پھٹے پوزانے کمل اور تیر کمنٹھہ اور چٹھڑہ لنگوٹی کے اور کچھ سامان نہیں رکھتے ایسی بدتر حالت اور کون ہوگی جسمیں قوم کی قوم مبتلا پائی جائے \*

۲۳ اس حالت سے بڑا درجہ ترقی کا گلہ بانی ہی کہ جب بندہ ہاے خدا مویشی پالتے ہیں اور اُن کے دودھ اور گوشت پر بسر کرتے ہیں اس حالت میں اُن کو جنگلوں کے اندر شکار کی تلاش میں بھٹکنا نہیں پڑتا اور قوت روز مرہ کی طرف سے فی الجملہ دغغہ مت جاتا ہی یہ حالت آئندہ کی ترقی کے لیئے بہت سازگار ہوتی ہی اور اُس میں لوگوں کے پاس دولت بھی زیادہ جمع ہو جاتی ہی جب تک قدرتی چراگاہیں زوئے زمین کی موجود ہوتی ہیں اور کلیہ دخل و تصرف میں بعض بعض لوگوں کے نہیں آ جاتیں تب تک ذخیرہ غذا کا ہمیشہ بڑا سکتا ہی اور سلامت بھی رہ سکتا ہی اور بجز اسکے کہ مویشی کو درندوں اور غارتگروں کے گزند سے بچائیں لوگوں کو اس ذخیرہ کے بڑھانے میں اور کچھ صنعت نہیں کرنی پڑتی مرور ایام میں محتنتی اور کفایت شعار اپنی ذات کی سعی اور تودد سے اوز سودار قبیلہ توابع کی محتنت اور جانفشانی سے بڑے بڑے گلوں کے مالک ہو جاتے ہیں اور اس نہج سے افراد قبیلہ میں بمعاملہ مقدار دولت بڑی کمی بیشی راہ پاتی ہی جو حالت وحشت میں وجود نہیں رکھتی کیونکہ اُس حالت میں لوگوں کے پاس ضروری سامان معیشت بھی اچھی طرح سے نہیں ہوتا دولت جمع ہونے کا تو کیا ذکر ہی گلہ بانی کی حالت میں بعض افراد کے پاس تو اتنا ذخیرہ فراہم ہو جاتا ہی کہ وہ ایک جم غفیر کی بسر کے واسطے کفایت کرے اور اُن کے پاس فقط ضرورت کے برادر

ہوتا ہی اور بعض کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا مگر خروبیہ یہہ ہی کہ  
غذا کی تنگی اور کٹی نہیں رہتی کیونکہ کامیاب اور منمول اپنے ذخیرہ سے  
بجز اس کے اور کیا کام لے سکتے ہیں کہ جو کم نصیب ہوں اُن کی  
پرورش کریں اور جسقدر ایسی فردیں اُن سے توسل پیدا کرتی ہیں اُسقدر  
اُن کی امنیت اور قوت میں افزائش ہوتی ہی بجز اس کے کہ اپنے امور  
کی فکرائی اور سرمایہ کریں اور متوسلوں کو فراہم لائیں اُن کو کچھ اور  
محنت نہیں کرنی پڑتی یہہ متوسل جنگ و پیکار کے وقت میں اُن کی  
طرف سے لڑتے جھگڑتے ہیں اور امن کے ایام میں اُن کی خدمت  
کرتے ہیں اِس حالت گلہ بانی میں ایک بڑی خروبیہ یہہ ہی کہ  
اُس میں اکثر افراد قبیلہ کو مہلت اور فرصت ملتی ہی فکر معیشت  
میں تھوڑا ہی وقت صرف ہوتا ہی اور مابقی شام و پکاہ کی معاش کے  
دغدغہ سے متغص نہیں ہوتا ایسی حالت بے فکری میں لوگوں کے دلوں  
میں نئی نئی خواہشیں پیدا ہوتی ہیں اور اُن کے رفع کرنے کا موقع بھی  
ملتا ہی یعنی متوسلوں کے دلوں میں اچھے اچھے مکانات اور لباس اور  
آلات وغیرہ کی تمنا پیدا ہوتی ہی اور چونکہ اُن کے پاس ذخیرہ غذا  
پس انداز ہوتا ہی اُن کے توابع میں سے بعض فردیں یا دیگر اہل  
حاجات گلہ بانی کو چھوڑ کے اُن کی حاجتوں کے سامان کے بنانے میں  
مصروف ہوجاتے ہیں اور حرفت و دستکاری کی بنیاد قائم کر کے آہستہ  
آہستہ اُس کو رونق دیتے ہیں اگر تواریخ میں تلاش کیا جائے تو کوئی  
قبیلہ گلہ بانوں کا ایسا نہ ملیگا جس میں حرفت و دستکاری مروت یا باریک  
کام کی فہرٹی ہو جو قومیں فی الحال زیور علم و ہنر سے آراستہ ہیں  
اُن میں بزمان گلہ بانی لوگوں کو کانٹے اور بٹنے اور رنگنے اور دباغی وغیرہ  
میں قدرت تامہ حاصل تھی بلکہ بعض علوم نے بھی اُسی زمانہ بدھ کرے  
میں وجود پایا ہی چنانچہ روایت ہی کہ گلہ بانان کلدیا علم ہیستہ  
کے موجد ہیں اور یہہ روایت قرین فیاس معلوم ہوتی ہی کیونکہ حالہ

گلہ بانی میں لوگوں کو وسیع میدانوں میں واسطے چرانے مرواشی کے دھنا پڑتا تھا وہ گردشات اجرام فلکی کو ضرور دیکھتے ہونگے اور کیا عجب ہی جو انہیں سے تعین وقت اور جہات کرتے ہوں \*

۲۵ واضح ہو کہ تحذیل اہل جماعت کی اس حالت سے بحالت مرزبانی کچھ آسان نہیں ہی وہ تو سرور ایام میں بتدریج و باقتضای اسباب صورت وقوع کی پکڑتی ہی یعنی بہ تملی ایام جب آدمیوں اور چاروازیوں کی کثرت ہو جاتی ہی اور خود زر چراگلہیں روے زمین کی آنکی، بسر کے واسطے کفایت نہیں کرتیں تب ضرورتاً زمین کا تردد کرنا پڑتا ہی اور گلہ بانوں میں سے بعض قبائل بتدریج مرزبان ہو جاتے ہیں اور قبائل دیگر اسی ضرورت کے سبب سے اپنے وقت پر پہلے تو مرز بانوں پر زور دیتے ہیں اور جب ان کو اپنے سے قوی پاتے ہیں اور تاب مقاومت اور معادلت کی نہیں لاسکتے تب انہیں کے موافق وہ بھی مرزبان بن جاتے ہیں بعد اس تحذیل کے پھر ترقی اگر اسباب غیر معمولی معین نہو جائیں جلدی نہیں ہوتی کیونکہ ہر چند بارجود غیر کامل ہونے فن زراعت اور آلات کشاورزی کے زمین سے غذا بہت زیادہ بہ نسبت اس کے جو بحالت گلہ بانی میسر آتی ہی پیدا ہوتی ہی اور پس انداز بھی زیادہ ہوتا ہی اور بہت زیادتی پس انداز کی بالضرور باعث زیادتی آبادی کا ہوتی ہی مگر معلوم رہے کہ واسطے حصول اس پس انداز کثیر کے محنت بھی زیادہ کرنی پڑتی ہی اور اس سبب سے مرزبانوں کو اتنی مہلت اور فرصت نہیں ملتی جتنی گلہ بانوں کو حاصل رہتی ہی اور مرزبان اگر سر زمین و آب و ہوا سازگار نہو اپنی ضرورت سے استفادہ زیادہ پیدا نہیں کرسکتے کہ وہ دیگر قسم کی محنت کرنے والوں کی کثرت سے پرورش و پرداخت کریں قطع نظر اس کے ان کی پیداوار کا پس انداز چاہے تھوڑا ہو چاہے بہت ان سے چھن جاتا ہی یعنی یا تو سرکار جس کے وہ ماتحت ہوتے ہیں لیاپتی ہی یا وہ لوگ کہ جنہوں نے

بدعوي قوت یا شرف خاندان یا واقف کاری کے معاملات دینیہ سے اپنی بزرگی کا نقش لوگوں کے دلوں پر جمایا ہوتا ہی \*

۲۹ زمانہ قدیم سے سلطنت ہاے عظیم کہ بلاد وسیع ایشیا میں قائم ہوتی آئی ہیں واسطے اس طریق اخذ پس انداز مزارع کے مختص ہیں ہر چند حسب اقتضای طبعیت اور میٹان خاطر حاکم شخصی کے ان بلاد کی عملداری کا طریق بدلتا رہتا ہی مگر کسی بھی عملداری میں بیچارہ مزارع کو سوائے اس قدر سرمائے کے جو اس کے حوائج ضروری کے لیئے کفایت کرے اور کچھ نہیں ملتا بعض صورتوں میں تو ان بیچاروں پر اتنی تنگ طلبی ہوتی ہی کہ ان کے پاس حوائج ضروری کے لیئے بھی کچھ باقی نہیں رہتا اور حاکموں کو بحالت مجبوری اسی مال میں سے کہ جو سابق آن سے لے چکے ہیں ایک حصہ بطور تقاری کے دینا پڑتا ہی تاکہ یہ بیچارے بیم و کھاد کا بندوبست کریں اور نئی فصل تک عذاب گرسنگی سے بچیں ایسی عملداری میں ہر چند عوام الناس مفلوک ہوتے ہیں مگر حاکم اکثر افراد سے تھوڑا تھوڑا خراج لیکر رقم کثیر جمع کر لیتے ہیں اور اُسکو بہ کفایت و بانتظام صرف میں لاکر اظہار دولت کرتے ہیں مگر معلوم رہے کہ ان کی یہ دولت فروشی رعایا کے اصل حال کی نمائندہ نہیں گو محفل شاہی پر دولت بر سنی ہو مگر افلاخ میں شاید لوگوں کے بدن پر کپڑا بھی نہوگا اس دولت شاہی سے قطع نظر اس حصہ کثیر کے جو بالا بالا محصلوں کے ہاتھ لگتا ہی بلاشبہ بہت سے آدمی علاوہ خاص خادمان شاہی کے تمتع آتھاتے ہیں جزء کثیر عاملان سرکاری اور مستوبان شاہی میں تقسیم ہوتا ہی ایک حصہ کبھی کبھی تعمیر عمارات و صرف کارخانجات نفع عام میں لگتا ہی پادشاہان دور اندیش و بلند ہمت بخیر فیض رسانی قلاب اور کوئیں بند اور نہریں بازار و سرائیں مدارس و دارالشفاء وغیرہ بنواتے ہیں اور دولتمندان نامہجو انہیں کی تتبع پر اپنی دولت کو کہ در حدیثت

صریحاً یا غیر صریحاً خزاہیں شاہی سے فکلتی ہی ایسے ہی گاہوں میں لگاتے ہیں ایسی جماعت کے حاکم کے پاس بعد اداے اصراف مقربان سلطانی اور عمال و سپاہ کے زر کثیر پس انداز رہتا ہی اور اس بچت سے وہ اپنی عیش و کامرانی اور حظ نفسانی کے سامان مہیا کرتا ہی اور اسی طرح مقربان شاہی جو عطایاے سلطانی سے امید ہو جاتے ہیں پس انداز پر دست قدرت رکھتے ہیں اور اُس کو سامان عیش میں صرف کرتے ہیں اِس وجہ سے اُردوے شاہی میں اُن اشیاء نفیسہ کی مانگ پیدا ہوتی ہی جو محنت و صنعت سے بنائی جانی ہیں اور اُن اشیاء کو اکثر تاجران اقالیم غیر جہاں صنعت کاری کی گرم بازاری ہوتی ہی سرانجام کرتے ہیں مگر اِس مانگ کی جہت سے خود اُس جماعت میں بھی ایک گروہ ایسے کاریگروں کا پیدا ہو جاتا ہی جو بعض اشیاء مصنوعی کو نہایت ہی لطافت سے بنانے لگتے ہیں اور اپنے حرفہ میں صرف تامل اور محنت اور نظر باری سے بلا کامل طریق سے جاننے خواص اشیاء کے دست قدرت حاصل کرتے ہیں مثلاً ململمیں ہندوستان کی انہیں کاریگروں کی صنعت اور حرفت کا نتیجہ ہی یہہ کاریگر اُس فرت پس انداز سے پرورش پاتے ہیں جو سرکار اور اُس کے عداں مرزبانوں کی پیداوار سے بطور اپنے حصہ کے لیتے ہیں اہل جماعت کی ایسی حالت میں چونکہ مال محفوظ نہیں ہوتا اِس لیے بڑے بڑے مالدار بھی انہیں اشیاء کو ترجیح دیتے ہیں جو دیر پاہوں اور تھوڑے حجوم میں بہت قیمت رکھتی ہوں اور ضرورت پر باسانی چھپ سکتی اور منتقل ہو سکتی ہوں یہی سبب ہی کہ ایسی قوموں کی دولت کا بہت سا حصہ سونا چاندی اور جواہرات ہوتا ہی چنانچہ اکثر دولتمندان ایشیا اپنی ساری جمع پونجی کو اپنے بدن پر لیے پھرتے ہیں بجز بادشاہوں کے کوئی اپنی دولت کو اشیاء غیر منقولہ میں نہیں لگاتا جب بادشاہ اپنی حکومت کو مستقل دیکھتا ہی اور اُس کو بدروسا ہوتا ہی کہ میری

اُڑاک میرونی جانشین ہوگئی تب ہی وہ تعمیر عمارت عالی میں توجہ نہ کرتا ہی اور مکانات لطیف مثل روضہ تاج گنج اور مقبرہ سکندرہ کے بلند ہوتے ہیں اہل جماعت کی ایسی حالت میں موتا سامان دستکاری کا جو بیچارے کاشتکاروں کو بوتنا نصیب ہوتا ہی دیہاتی کا دیگر بنایا کرتے ہیں اور ان کاریگروں کو زمیندار یا تو زمین معافی میں لگا دیتے ہیں یا بعد اداے حق سرکار اُن کی پیداوار میں سے جسقدر اُن کے حصہ کی اجناس بیچ رہنی ہی اُس میں سے اُن کو بھی حصہ دیتے ہیں ایسی حالت جماعت کی تاجروں اور بیرونیوں کے وجود سے خالی نہیں ہوتی بڑے تاجر غلہ فروش یا مہاجر ہوتے ہیں غلہ فروش عاملان سرکاری سے جہاں بٹائی کا دستور ہوتا ہی یا خود کاشتکاروں سے جہاں یہہ دستور نہیں ہوتا غلہ خرید کے اُن مقامات کو لیتے ہیں جہاں حاکم اور اُنکے عامل اور بہت سا حصہ اُن کی سپاہ اور اُن کاریگروں کا جو اُن کی حاجات کا سامان بناتے ہیں رہا کرتا ہی ساہوکار بد نصیب کاشتکاروں کو جن کے پاس آفات ارضی و سماوی کے سبب سے پس انداز نہیں رہتا قرض دیتے ہیں تاکہ کار کشتکاری جاری رہے اور فصل ہو اپنی جمع معہ سود کثیو کے وصول کرلیتے ہیں یا یہہ لوگ خود سرکار کو قرض دیتے ہیں اور محالان ہو برات کو لیتے ہیں یا سرکار کی طرف سے پرگنات کے مستاجر ہو جاتے ہیں اور زر قرضہ اُن سے وصول کرتے ہیں تاکہ اُن کو روپیہ وصول ہو جائے روساء پرگنات مفوضہ ہو اُن کو حکومت کا اختیار دیتے ہیں اور جب تک قرض نہیں اوتو لیتا یہہ لوگ حکومت کرتے ہیں یہاں سے ظاہر ہی کہ ساہوکاروں اور غلہ فروشوں کا بیوپار عموماً اُس حصہ پیداوار سے تعلق رکھتا ہی جو سرکار کا حق ہوتا ہی اسی مختزن سے یہہ لوگ ابتدا میں سرمایہ پیدا کرتے ہیں اور اُسی سے سال بسال اُس کو اُنکے کو بڑھاتے جاتے ہیں المختصر زمانہ دراز سے ممالک ایشیا کی کفایت



کی یہ صورت رہتی آئی ہی اور ان بلاد میں جہاں غیرو ملکوں کی مداخلت کا اثر نہیں ہوا ہی اب بھی یہی صورت ہی \*

۲۷ بخلاف اس کے فرنگستان کے سرزمینوں کی پورانی بستیوں میں اور ہی افتاد پڑی یعنی ابتدا میں یہ بستیاں شہری تھیں یا تو وہ ملک ہائے غیر آباد میں قائم ہوئیں یا بلاد ہائی آباد میں بعد خارج کرنے باشندگان اصلی کے ہر دو صورت میں جس زمین پر وہ متصرف ہوئیں اُس کو بخصص مساری یا غیر مساوی افراد جماعت میں بانٹ لیا بعض صورتوں میں کئی شہر ایک ہی قوم کے قبائل سے آباد ہوئے ہر کنہا اپنے ہی گھر میں اپنا سامان معیشت پیدا کرتا عورت اُونی اور سوتی کپڑے بناتیں اور انہیں پر اُس زمانہ کے آدمی قناعت کرتے سرکاری محصول کچھ دینا نہیں پڑتا اول تو ان میں سرکاری ملازم تنخواہ پانے والے نہوتے اور اگر ہوتے تو ان کی تنخواہ کے لیئے زمین جداگانہ مقرر ہوتی جسکو غلام تردد کرتے خود شہری سپاہی کا کام دیتے کل پیداوار زمین کی بلا وضعات نوعی ملک سے اُس کنہی کے ہوتی جو زمین تردد کرتا جب تک یہ طریق قائم رہا اہل جماعت کاشتکاران آزاد رہے اور بعض صورتوں میں ان کے اندر علم و ہنر کی جلد ترقی ہوئی یعنی اگر یہ بستیاں کسی ایسے بندہ کے کنارہ پر کہ جسکی دوسری جانب مردمان با علم و ہنر بستے تھے واقع ہوئیں تو یہ امر ان کی ترقی کا سبب ہوا کیونکہ ایسے مقام پر واقع ہونے کے سبب سے جو علم و ہنر ان کے ہمسایوں میں تھا وہ ان میں بھی آسانی سے شایع ہو گیا اور غیر بستیوں کی اشیاء نفیسہ کے برتنے کا شوق پیدا ہوا اور اس شوق نے لوگوں کو محنت کرنے پر آمادہ کیا اشیاء مذکور کے شوق میں ان نئی بستی والوں نے اپنی زمین کا کامل تردد کیا اور جتنا اُس سے پیدا ہو سکتا تھا اُننا پیدا کیا جب زمین پیدا نہ کر سکے ان میں سے اکثر لوگ تاجر بن گئے یعنی یہ لوگ غیر ملکوں سے سامان تجارت خرید کر کے دوسرے ملکوں کو

لیجاتے اور وہاں نفع سے بیچکر سرمایہ پیدا کرتے مگر اس حالت کی بقا کے باب میں اول ہی سے دغدغہ تھا کیونکہ ایسی چھوٹی چھوٹی بستیوں ہمیشہ آپس میں لڑتی جھگڑتی رہتی ہیں اور اس خصوصیت کے اسباب بھی فراہم ہوا کرتے ہیں ایسی بستیوں میں کہ جہاں فقط کشتکاری ہوا کرتی ہی خصوصیت کا ایک تو یہی بڑا سبب ہوتا ہی کہ روز بروز آبادی زیادہ ہوتی جاتی ہی اور اُن کی زمین کی پیداوار اُن کے قوت کے لیئے کفایت نہیں کرتی یہہ فنگی قوت کی قحط کے زمانہ میں اور بھی زیادہ ہوتی ہی اور ایسی شدید ضرورت کی حالت میں ان بستیوں کے نوجوان شمشیر بدست کسی ضعیف بستی پر جاگرتے ہیں اور وہاں کے لوگوں کو بے وطن کرتے ہیں یا آپ مالک بنتے ہیں اور وہاں کے قدیم لوگوں کو واسطے تردد کرنے زمین کے اپنا غلام بناتے ہیں جو امر بستی ہاے حاجت مند کی جانب سے ضرورتاً صادر ہوتا ہی وہی بستی ہاے دولت مند کی طرف سے باقتضائے بلند نظری و جنگ آزمائی صورت وقوع کی پکڑتا ہی چنانچہ ہمرور ایام یہہ ساری شہری بستیاں یا تو قحاح ہوگئیں یا مفتوح بعض صورتوں میں فتاحوں نے مفتوحوں سے فقط خراج پر قناعت کی مفتوح تو بوجہ اداے خراج اپنی حفاظت و حراست کے دغلاخہ سے بیفکر ہوگئے اور فی الجملہ حالت فراغت میں بسر کرنے لگے فتاحوں کو دولت کا پس انداز عیش و آرام کے لیئے ہاتھ لگا اسی پس انداز سے عمارات عالی بنائی گئیں بت تراشان نامی کی پرورش ہوئی شاعران بلیغ اور متکلمان فصیح نے انعام پائے ہر چند یہہ نظام اپنے قیام تک باعث ترقی ہوا مگر انسوس اُس میں کوئی جزو ایسا نہیں تھا کہ اُس کو پایداری کی صورت دیتا کیونکہ دستور ہی کہ جو قحاح اپنے فتوحات کو ربط نہیں دیتے وہ آخر کار خود بھی مفتوح ہوجاتے ہیں غرضکہ ان سب فرنگستانی بستیوں پر حکومت پانا نصیب میں رومیوں کے تھا جو اس طریق پر عمل کرتے تھے اُن کا یہہ دستور تھا کہ جو زمین

فنج کرتے اُس کے جزم عظیم کو اپنے لوگوں میں تنسیم کر دیتے اور قابضان مابقی میں سے جو بڑے بڑے ہوتے اُن کو حاکموں اور عاملوں کے چرگہ میں ملا لیتے ہم ضرورت نہیں دیکھتے کہ رومیوں کے طریق کفایت ملال انگیز کو یہاں تفصیل سے بیان کریں مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ جب کسی بستی کی افراد میں دولت کی عدم مساوات شروع ہو جاتی ہی اور بد نصیب اپنی محنت سے اپنے نقصان کا جبر نہیں کر سکتے تو یہ عدم مساوات روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہی اور ساری دولت افراد کی چند بڑے مال داروں کے پاس سمٹ آتی ہی چنانچہ آخر کار ساری وسیع سلطنت میں روم کے چند ہی دولتمند کنبوں کی جائدادیں نظر آتی تھیں اور ان خوش نصیبوں کے عیش و آرام و شان و شوکت کے لیئے ہزاروں طرح کے سامان لطیف بنائے جاتے تھے زمین کے سارے تردد کرنے والے یا تو غلام تھے یا چھوٹے چھوٹے بے مایہ کاشتکار غلاموں سے کچھ ہی بہتر اُس نوبت پر پہنچنے کے بعد سلطنت کی دولت روز بروز گھٹتی ہی چلی گئی اوائل میں سرکار اور عائد کی آمدنی نے سارے ملک کو اتنی کے مکانات عالی اور عمارات نفیس سے بھر دیئے میں کفایت کی مگر آخر زمانہ میں بد نظمی کے سبب سے یہ آمدنی اتنی گھٹ گئی کہ اُن عمارات کی مرمت بھی اُس سے نہ ہو سکی ساری دولت و قوت اِس سلطنت عظیم کی گلہ بانان شمالی کی مدافعت نہ کر سکی ان گلہ بازوں نے ملک کو زیر و زبر کر ڈالا اور اُنکے اختلاط سے نظام کا ایک نیا ہی دھنگ پیدا ہوا واضح ہو کہ بعد غلبہ گلہ بانان شمالی کے جماعت ہاے فرنگستانی نے جو صورت پیدا کی اُس میں ہو ملک کی آبادی دو شق کو مشتمل نہی ایک مالکان زمین اور دوسری کاشتکاروں کو کاشتکاروں کا تو یہاں پر بہت چند شرائط مشروط ہوتا تھا اور چونکہ یہ شرطیں بزور قادی جانی نہیں اِس لیئے حاکمانہ ہوتی تھیں مگر کہ وہ غلامی مطلق ہو شرط قبول کرنے والوں کی دلالت نکرتیں سلطنت روم کے آخر زمانہ

میں یہ غلامی ایک نوع کی باج گذاری میں بدل گئی کیونکہ اسوقت روسیوں کے متوسل ایک نوع کے باج گذار تھے غلام نہ تھے اور چونکہ قاجان و حورش سیرت بذات خود محنت کے کاموں میں دل نہیں لگاتے تھے اس لیے انکو چند حقوق کاشتکاروں کو ضرورنا دینے پڑتے تھے تاکہ وہ زمین کے تودہ میں دل لگائیں مثلاً اگر کاشتکار اپنے مالک کے لیے ہفتہ میں تین روز جبراً محنت کرنا تو باقی دنوں کی محنت کا محاصل خود اسکی ملک سے ہوتا اگر اُسکو انواع و اقسام کے سامان معیشت اپنے مالک کی خدمت میں پہنچانے پڑتے اور ضرورت کے وقت معمول سے زیادہ بھی دینا ہوتا تاہم اگر بعد بھر دینے ان لوگوں کے وہ اپنی محنت سے زیادہ سامان فراہم کر سکتا تو اُس کو وہ اپنے صرفہ میں لاسدا تھا اس نظام کے زمانہ میں جیسا کہ ملک روس میں اب بھی ہوتا ہی باج گذار کچھ سرمایہ فراہم کر لیتے تھے اور درحقیقت انہیں لوگوں کا پس انداز حال کی فرونگستانی قوموں کی دولت کا مخزن ہی اس سخت گیری اور بد نظمی کے زمانہ میں یہ باج گذار بعد فراہم کرنے پس انداز کے یا تو مال دیکر غلامی سے آزاد ہوتے اور کسی شہر یا دیہہ مستحکم میں بسکے اختیار کرتے اور یا بلا حصول آزادی روپوش ہو کر کسی ماموں میں پناہ لیتے اور ان امن گاہوں میں اپنے ہم چمنوں کے ساتھ بسر کرتے اور اپنی قوت اور رفیقوں کی پشتی سے سخت گہران جنگ جو کی جزو قعدی کی آفات سے محفوظ اور محروس رہتے ان آزادی پائے ہوئے باج گذاروں میں سے اکثر اہل حرفہ بنتے سامان دستکاری بناتے اور اُس قوت پس انداز سے اُس کا مبادلہ کر کر گذر کرتے چو امیران باج ستان کی زمیں سے پیدا ہونے والی غرضکہ شاہان ایشیا اور ان کے متزلزل رفیقوں اور ملاذموں کے مقابل ملک فرونگستان میں ایک جماعت نے مستقل زمینداروں کے وجود پایا گو کہ ان کی شان و شوکت مثل شاہان مذکور کے نہ تھی کیونکہ یہ فقط اپنے اپنے پس انداز پر دست قدرت رکھتے تھے اور جزو کثیر اس

پیس الدار کا متوسلوں کی پرورش میں کہ جنکو اُس زمانہ نا ایمنی میں ضرورتاً رکھنا پڑتا تھا صرف ہرجاتا تھا مگر چونکہ اِس نظام میں لوگوں کی حالت کو زیادہ استقلال تھا وہی استقلال باعث ترقی ہوا اور اہل جماعت کی ترقی میں ہرج نہر نے ہایا سلامتی جان و مال کی بکری بچھ سکھو با استقلال پرہتی گئی فزون نے روز بروز ترقی پائی اور فقط لوت مار ہو دولت کا جمع ہونا موقوف نہ ہوا اور فرنگستان باج گزار درجہ بدرجہ فرنگستان تجارت پیشہ اور صاحب حرف ہو گیا چنانچہ اُس زمانہ میں جسکو تواریخ فرنگستان میں زمانہ اوسط کے نام سے موسوم کرتے ہیں اکثر شہروں میں اُس ملک کے کاریگروں اور صنعتوں کی بہت کثرت ہو گئی اور بہت سے رئیسان شہری ایسے پیدا ہوئے کہ جنکی دولت دستکاری کی محنت سے رہا سامان دستکاری کی خرید و فروخت سے جمع ہوئی معلوم رہے کہ حال کے وہیسان انگلستان اور فرانس وغیرہ انہیں رئیسوں کی اولاد سے ہیں چونکہ پہلے لوگ کفایت شعار تھے اور امیران باج سنان کی اولاد فضول خرچ آہستہ آہستہ اکثر زمینیں فریق ثانی کی فریق اول کے ہاتھ لگیں بعض صورتوں میں اُس زمانہ کے لوگوں نے اِس میلان طبعی کو باعث خرابی قصور کر کے قوانین مخصوصہ کے ذریعہ سے اُس کو رکنا چاہا بعض صورتوں میں انقلاب ملکی نے اُس کو جلد وقوع میں لایا المستصر درجہ بدرجہ مگر بہ آہستگی کاشتکاران زمین غلامی یا نیم غلامی کی حالت سے نکل کر آزاد ہو گئے \*

۲۸ واضعہ رائے ناظرین ادراک ہو کہ ابتداء انرینش میں یہی زمین تھی اور یہی اُس کے مختارن مگر اِس زمین سے جتنی اب قوت پیدا ہوتی ہی اتنی پہلے زمانہ کے لوگوں کے وہم و گمان میں بھی نکرتی تھی اگلے وقتوں میں جو زمین سے پیدا ہوتی وہ پیدا کرنے والوں کے ہرف کے لئے بھی اچھی طرح سے کفایت نکرتی اب قطع نظر پیدا کرنے والوں کے لئے ہوں بندہ خدا جو سامان عیش و آرام و حفاظت نفسانی کے

بناتے ہیں یا اُن کو ایک جگہ سے دوسرے جگہ پر نقل کرتے ہیں۔  
 کارخانہ جہاں محنت کی گردآوری میں مصروف رہتے ہیں اُسی پیدوار سے  
 پرورش پاتے ہیں اور قطع نظر اُن کے اور بھی بہت سے آدمی ہیں کہ  
 جنکے اشتغال عمل پیدایش سے بظاہر کچھ بھی واسطہ نہیں رکھتے اُنکی  
 قوت کارمدار بھی اسی پیدوار پر ہی مبنی زمانہ پیدوار فلت زیادہ ہی  
 نہیں ہوتی بلکہ اُس کی اقسام زیادہ اور عمدہ ہو گئیں اور علاوہ غذا کے جو  
 سامان ہیش و آرام اگے زمانہ میں دولتمندان خزانہ نصیب کو وقت و قوت  
 سے میسر آتے تھے اب بہ آسانی اکثر امراء جماعت میں درجہ بدرجہ پہنچتے  
 جاتے ہیں مگر اُنکے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اِس زمانہ میں  
 گو کہ زمانہ سابق کی نسبت سے دولت زیادہ ہو گئی ہے مگر اب بھی سب  
 جماعتوں میں روئے زمین کی اُس کی مقدار برابر نہیں ہے اگر بتور سے  
 دیکھا جائے تو دریافت ہوگا کہ بعض جماعتوں نے اپنے مستحازن دولت سے  
 تمتع وافز آٹھائی ہے اور دولت اُن کی جلد بڑھتی جاتی ہے بتخلف  
 اِس کے آگے ہی مختزن سے دوسری جماعتوں نے ابھی تک اتنا سرمایہ  
 حاصل نہیں کیا اور نہ اُن کی دولت اُننی جلد بڑھتی ہے اِن للتاظوں  
 میں ابھی تک مختلف جماعتوں میں فرق نظر آتا ہے اور معلوم رہے کہ  
 فرق دولت کی کثرت و قلت پیدایش ہی میں نہیں ہے بلکہ اُنکے مدارج  
 تقسیم میں بھی نظر آتا ہے غربا اور امرا کا ہر جماعت کے ایک ہی  
 حال نہیں ہے کہیں کے غربا محض بے مایہ ہیں اور کہیں کے آسودہ اور  
 اور فاغ البال علی هذا التیاس امرا میں بھی دولت کا فرق ہے کوئی  
 کروڑوں کا مالک ہے کوئی لاکھوں اور ہزاروں کا کسی جماعت میں  
 زمینداروں کا فرقہ محنت کرنے والوں کی جماعت سے جداگانہ ہوتا ہے  
 کہیں زمیندار خود اپنے ہاتھ سے مل ہا کھا ہے کہیں زمیندار اور کاشتکار  
 بیچ میں ایک جماعت مستاجروں کی ہوتی ہے جو کاشتکاروں کو بیج  
 و کھاد اور قوت دیتی ہے اور زمیندار کو اُس کا محصول اور کل پیدوار

زمین کا آپ لیتی ہی ایسی طرح سے دستکاروں اور تاجروں میں بھی فرق ہی کوئی اپنے کار خانہ میں بیٹھ کر کام کرتا ہی کوئی گھر گھر کام بگاتا پھرتا ہی کوئی خوردہ فروشی کرتا ہی کوئی تھوک میں لیٹا دیتا ہی کسی جماعت میں ایک ایک آدمی اپنے اپنے عہد و اطفال کے ساتھ مختص کرتا ہی کسی جماعت میں بڑے بڑے کارخانوں کے اندر ہزاروں صنعتی جمع ہو کر دستکاری کرتے ہیں کوئی اپنے گھر کی جمع اور آلات سے صنعت کرتا ہی اور کل پیدا سے آپ فائدہ اُٹھاتا ہی کوئی اوروں کی جمع اور آلات سے کام لیتا ہی اور اپنی پیداوار سے کلبہ فائدہ نہیں اُٹھا سکتا قطع نظر اس اختلاف مقدار دولت کے جو اقوام باہم ملاحظہ ہوتا ہی کسی نہ کسی حصہ میں روئے زمین کے اب بھی بعض جماعتیں آن ابتدا کی حالتوں میں موجود ملتی ہیں جتنا حال ہم اوپر کی دفعات میں بتفصیل بیان کرچکے ہیں مثلاً وجود شکاریوں کا امریکا میں اور گلہ بانوں کا عربستان اور ایشیائی شمالی میں اب تک پایا جاتا ہی روس کے ملک میں ابھی تک باج ستانی اور باج گذاری کے قاعدے جاری ہیں \*

۲۹ یہ فرق بین جو حال اور ابتدا کی حالت میں ہر جماعت کے اور حال کی مختلف جماعتوں کی حالت میں بمعاملہ پیدائش اور تقسیم دولت مشاہدہ ہوتا ہی وہ بلاشبہ مثل دیگر واقعات کے اسباب ہو سکتی ہوگا اور اگر یہہ کہا جائے کہ فرق مذکور مدارج ہو ترقی علوم اور فنون کے موقوف ہی تو ہمارے نزدیک یہہ بیان کافی نہیں کیونکہ مدارج ترقی علوم و فنون کہیں اسباب میں اختلاف مقدار دولت کے داخل ہو جاتے ہیں اور کہیں اُس کے اندیج میں اسباب دیگر کو ضرور داخل ہونا چاہیئے واضح ہو کہ پیدائش دولت کی یعنی نکالا جانا اشیاء حاجات و سامان عیش و کامرانی کا مخازن زمین سے جن اسباب ہو موقوف ہی اُن میں سے بعض تو طبیعی ہیں کہ جنسے ماہر اہل فن بحث نہیں کرتے اُن کو تو یہہ لوگ مسلم مان لیتے ہیں اور اُن کی

تحتیق فی الحقیقت عام طبیعی سے تعلق رکھتی ہی اور بعض غیر طبیعی ہیں یعنی وہ رسم و رواج و عادات و میلان خاطر پر لوگوں کے مبنی ہوتے ہیں اُن کی تلاش و تحقیق البتہ عام سیاست مدنی سے علافہ رکھتی ہی ماهران فن اُن دونوں اسباب سے وہ قاعدے منضبط کرتے ہیں جنسے دولت بہ کفایت پیدا ہوسکتی ہی اور بخصص واجبی افراد جماعت میں تقسیم پاسکتی ہی انہیں قواعد سے اُس کمی بیشی کی وجہہ بیان ہو سکتی ہی جو اقوام مختلف کی دولت میں ہائی، چاتی ہی اور پہہ بھی دریافت ہوسکتا ہی کہ دولت کہانتک بڑہ سکتی ہی اور انہیں قواعد سے چند کو اِس رسالہ میں بیان کرنا منظور ہی \*



## مقالہ اول

### پیدائشی

### باب اول

بیچ بیٹن لوازم پیدائش کے

۱۔ واضح نظر اس واقعہ سے کہ لوازم پیدائش سے دو چیزیں ہیں ایک معنیت اور دوسرے وہ اشیاء طبیعیہ جنہر معنیت کیجاتی ہی معنیت جسمی ہوتی ہی یا نفسی اور معلوم رہے کہ اس فن میں معنیت سے فقط جہد ہی مراد نہیں ہی بلکہ کوئی بھی تکلیف یا اذیت کسی قسم کی جو جسم یا نفس کو کسی خاص شغل میں اٹھانی پڑے وہ معنیت کے مفہوم میں داخل ہی لوازم ثانی سے بلاشبہ بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ اپنی اصلی حالت میں انسان کی حاجات رفع کرسکتی ہیں مثلاً غار پہاڑوں کے اور جوف پڑانے درختوں کے اگر آدمی چاہے تو اُن میں رہکر شدید موسم و گرد و غبار سے سلامت رہ سکتا ہی عاقل ہذا القیاس شہد اور برگ و بار درختوں کے امداد حیات کے واسطے کفایت کرسکتے ہیں مگر اُنکی تلاش و فراہمی اور تسلیک و تصرف میں معنیت کرنی پڑتی ہی معلوم رہے کہ انتہاء طبیعیہ عموماً بدوں اس کے کہ اُن کی اصلی حالت میں معنیت کے ذریعہ سے تبدیل راہ پڑے اِس قابل نہیں ہوتی کہ امداد حیات کا باعث ہوں شکاری قوموں کی قوت کا مدار جنگلی حیوانوں اور درختی چادروں پر ہوتا ہی ارل تو اُن کے فراہم کرنے ہی مس معنیت کرنی پڑتی ہی اور بعد فراہم ہو جانے کے اُن کو مارنا اور پارچہ پارچہ کرکے کباب کرنا یا ہکانا پڑتا ہی جب تک بہہ سارے عمل نہیں ہولیتے تب تک وہ غذا کے لائق نہیں ہوتے اور اِن عملوں میں سے ہر عمل میں معنیت کرنی پڑتی ہی یہہ سچ ہی کہ اشیاء طبیعیہ اپنے نفس سے اِس کی حاجات رفع کرنی ہیں مگر تہہرتی بہت اُنکی

بہت ضرور بدلتی ہوتی ہی اور اس ہیئت کے بدلنے میں معذرت  
 دے دیتی ہی بعض صورتوں میں تبدل ہیئت کا استدر ہو جانا ہی  
 ، اصلی صورت و حالت کا کچھ بھی وجود باقی نہیں رہتا مثلاً جب  
 ہا کاں سے نکلا جاتا ہی تو وہ اپنی اصلی حالت و صوت میں ہر تار ہی  
 مدد دہلیزہ عمل ہاے متعدد مثلاً گلانے میل دور کرنے ہوجانے او تڑدینے  
 غیروہ کے آس سے مثلاً آری ہڈائی چاتی ہی اب غرضائیئے کہ آری کی  
 ہیئت اور لوہے کی اصلی ہیئت میں کیا مشابہت باقی رہی علیٰ ہذا  
 پختہ دانہ اور باریک تھان میں ملال کے یا بہتر کے روئیں اور کشیدہ کی  
 شال میں 'کونسی مشابہت باقی رہتی ہی یہاں سے عوام ایسا تھوہو  
 کر لیتے ہیں کہ طبیعت فقط مصلحتہ دینے والی ہی باقی سارا عمل  
 معذرت سے انجام پاتا ہی مگر معلوم رہے کہ یہ تصور غلط ہی طبیعت  
 فقط مصلحتہ ہی نہیں دیتی بلکہ وہ عامل بھی ہی یہہ نہ سمجھتا چاہیئے  
 کہ مادہ اپنی ذات سے کچھ عمل نہیں کرتا اور جیسا نقش آس ہو  
 لگا دیا جاتا ہی ویسا قبول کر لینا ہی معلوم رہے کہ وہ خون بھی عامل ہی  
 اور معذرت میں مدد دیتا ہی بلکہ بعض اوقات معذرت کا قیام مقام  
 ہو جاتا ہی مثلاً پہلے زمانہ میں غلہ کو دو پتھروں کے اندر کوت کے آٹا  
 ہٹاتے تھے پھر آسانی و کفایت کے لیئے یہہ ترکیب نکالی کہ نیچے کے پتھر  
 کو قایم کیا اور اوپر والہ کو دستہ لگا کے ہانہ سے گردش دینے لگے اور اس  
 آلہ کا نام چکی قرار دیا مگر اسطریق سے آٹا بنانے میں بھی سخت معذرت  
 اُٹھانی ہوتی نہی حتیٰ کہ اسی سختی کی وجہ سے یہہ کام بطور سزا کے  
 مجرموں سے لیا جاتا تھا اور اب تک یہی طریق اکثر بلاد میں ایشیہ کے  
 جاری ہی مگر اب کے زمانہ میں جہاں اور بھی کفایت و آسانی منظور  
 ہوئی یہہ ترکیب نکالی گئی کہ اوپر کا دانت چکی کا ہوا یا ہانی کے زور سے  
 گردش کرنا ہی چنانچہ ہوا اور ہانی کی چکیاں انڈر جگہ جاری ہیں  
 اس مثال سے ظاہر ہی کہ جو کام پہلے انسان کی معذرت سے انجام پاتا تھا

اب ہوا اور پانی کے زور سے انصرام پاتا ہی یعنی عاملانِ طبیعیہ مستحکمہ انسانی کا کام دیتے ہیں اور گویا اُس کے قائم مقام ہیں \*

۲ ہمارے اس تئزیر سے شاید لوگوں کے دلوں میں یہہ خیال گذریگا کہ جو عمل عاملانِ طبیعیہ کے ذریعہ سے انجام پاتا ہی اور باعثِ تخفیفِ مستحکمہ کا ہوتا ہی اُسی میں طبیعتِ عمل کوئی ہی اور اور کاموں میں جو انسان کی مستحکمہ سے انجام پاتے ہی طبیعت کے عمل کو کچھ دخل نہیں مگر معلوم رہے کہ یہہ خیال باطل ہی کیونکہ کوئی عمل ایسا نہیں ہی کہ جس میں طبیعت کو دخل نہو آدمی فقط اشیاء کو حرکت دیتا ہی وہ یا تو ایک شی کو دوسری شی کے پاس پہونچتا دیتا ہی یا ایک کو دوسری سے جدا کر دیتا ہی باقی سارا کام طبیعت پورا کرتی ہی مثلاً کرساں اول ہل کے ذریعہ سے اجزاء زمین کو زیر و زبر کر دیتا ہی پھر غلہ کو اُس میں ڈالتا ہی بعد اُس کے کنوئے سے پانی کھینچ کے زمین میں پہونچاتا ہی باقی کام پیدائش کا طبیعت انجام دیتی ہی آدمی آگ کو ایندھن کے پاس پہونچتا دیتا ہی طبیعت کا عمل گرمی پیدا کرتا ہی جس سے غذا پکتی ہی لوہا گلتا ہی اور ہزاروں کام انجام پاتے ہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ آدمی اپنی قوتِ جسمی سے یا تو مادہ کو حرکت دیتا ہی یا اُسکی حرکت کو روک دیتا ہی سوائے اُس کے اُس کو اور کچھ قدرت حاصل نہیں اور یہی قدرت اُسکے لیئے کافی اور کافی ہی کیونکہ اسی قدرت سے کبھی تو وہ عاملانِ طبیعیہ کو اپنی مستحکمہ کا مددگار بنا لیتا ہی اور کبھی اشیاء کو ایسی ترکیب سے رکھتا ہی کہ قوتِ عامہ پیدا ہو کر اُسکے لیئے مستحکمہ کرنے لگتی ہی پس معلوم ہوا کہ اِس جہاں مادی میں مستحکمہ انسانی ہمیشہ اشیاء مادی کو صرفہ حرکت دینے میں مصروف ہوتی ہی اور خواص اشیاء اور قوانینِ طبیعت باقی سارا کام انجام دیتے ہیں ساری حکمت اور ذہانت انسان کی عموماً ان حرکات کی تحقیق اور تلاش میں

مصروف رہتی ہی جو ممکن الوقوع ہیں اور نتیجہ مطلوبہ دے سکتی ہیں  
 ہرچند یہ تو مسلم ہی کہ آدمی کی محنت جسمی سے بجز حرکت  
 کے اور کچھ نتیجہ صریح نہیں نکلتا مگر اس سے لازم نہیں آتا کہ جمیع  
 حرکات مطلوبہ آدمی اپنی محنت سے بلا واسطہ غیرے وقوع میں لائے  
 معلوم رہے کہ پہلے پہلے تو عاملان جاں دار مثل گھوڑے وغیرہ کے  
 قائم مقام محنت انسانی ہوا کرتے ہیں اور پھر عاملان بے جان یعنی  
 صفات اشیاء انسان اور دیگر حیوانات کی محنت کی جگہ کام دیتے ہیں مثلاً  
 ہوا اور پانی اور دھان سے اُن کلوں کو حرکت دلاتے ہیں جو پہلے آدمی  
 اور حیوانات کی محنت سے چلائی پڑتی تھیں مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ  
 جو کام ہوا اور پانی اور دھان کی قوت سے لیا جاتا ہے وہ بھی اُنہیں  
 حرکات کا نتیجہ ہی جو سابق آدمی کی محنت سے کلوں کے بنانے  
 میں ہرزوے کار آچکی ہیں البتہ اتنی بات تو ہی کہ ایسی صورت میں  
 آدمی کو ایکبار محنت کرنی پڑتی ہی اور ہر ساعت اُسکے عمل کے  
 جاری رکھنے کی ضرورت نہیں رہتی یہ ایک بڑی بچت اور کفایت  
 ہی جو انسان کی محنت میں ہوتی ہی اور جس سے عمل پیداوار  
 آسان ہو جاتا ہی اور لاگت میں پیداوار کے تخفیف ہوتی ہی \*

۳ بعض صاحب ایسا سمجھتے ہیں کہ کسی عمل میں محنت  
 انسانی کو زیادہ اور طبیعت کو کم دخل ہوتا ہی اور کسی میں طبیعت  
 کو زیادہ اور محنت کو کم مگر معلوم رہے کہ انسان کے کاموں میں طبیعت  
 کو اسقدر دخل ہوتا ہی کہ اُس کا انداز نہیں ہو سکتا اور اسی جہت  
 سے ممکن نہیں ہی کہ کوئی یہہ کہہ سکے کہ فلانی شی میں طبیعت نے  
 زیادہ کام دیا اور فلانی میں کم اسی طرح کوئی یہہ بھی نہیں کہہ سکتا  
 کہ محنت کا کم دخل ہی شاید کسی کام کے انجام دینے میں تھوڑی  
 محنت کی ضرورت پڑے مگر جو اس تھوڑی محنت کے بغیر کار مذکور  
 انجام ہونا ممکن نہ ہو اور اس صورت میں وقوع اُس کام کا جیسا محنت

ہر سو قوت ہوگا ویسا ہی طبعیت ہو کیونکہ جب کوئی نتیجہ دو سبب سے وجود پاتا ہے اور دو نو سبب کا جمع ہونا ضرور ہوتا ہے تو اس حالت میں یہ کہنا ہے معنی ہے کہ نتیجہ مذکور کا اتنا جزو ایک سبب سے وجود میں آیا اور اس قدر دوسرے سے یہ تو بعینہ ایسی بات کہنی ہوگی کہ مقراض کے دو تکتوں میں سے فلاںے تکتے نے قطع برید میں زیادہ کام دیا یا پانچ اور چھ کے عددوں میں سے فلاںے عدد کو حاصل ضرب تیس کے عدد کے بنانے میں زیادہ دخل ہے \*

۴ یقین ہے کہ ناظرین اوراق کو قحطیہ تقریر مدر سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ عاملان طبیعی یا قوت ہائے طبیعی سے ہماری مراد آن اشیا یا آنکے خواص سے ہے جو انسان کی مہذمت میں بعمل پیدایش مدد دیتے ہیں مثلاً روشنی اور گرمی آفتاب عاملان طبیعی ہیں بلا معاونت آنکے روئدگی نباتات کی ممکن نہیں قوت دہان ایک قوت طبیعی ہے جس سے حال کے زمانہ میں جہاز اور بہاری بہاری کلیں چلائی جاتی ہیں پانی بھی ایک عامل طبیعی ہے جس کے زور سے چکیاں چلتی ہیں اور تنقہ چرتے ہیں اور بہت سے کام انجام پاتے ہیں بعد توضیح معنی کے واضح راے ناظرین اوراق کیا جاتا ہے کہ عاملوں میں سے بعض مقدار میں محدود اور بعض غیر محدود ہوتے ہیں اور بعض اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ وہی عامل ایک حالت میں مقدار کے اندر محدود اور دوسری حالت میں غیر محدود ہو جاتا ہے مثلاً روشنی اور گرمی آفتاب ان کی مقدار کی کچھ حد نہیں ہے مگر زمین کے وہ بھی ایک عامل طبیعی ہے ابتداء آبادی میں کسی ملک کی مقدار کے اندر ضرورت کے نسبت سے چنداں محدود نہیں ہوتی جس قدر چاہیں تصرف میں لاسکتے ہیں مگر بعد کثرت آبادی کے مقدار اس کی محدود متصور ہونے لگتی ہے کیونکہ اس زمانہ میں چٹنی مطلوب ہوتی ہے اُنہی نہیں مل سکتی اول صورت میں بھی ہر چند مطلق زمین مقدار میں محدود

متصور نہیں ہوتی مگر جو اُسکے اقسام پر نظر ڈالی جاتی ہی تو اُسکی مقدار محدود نظر آنے لگتی ہی یعنی زمین قسم اول یا اُس قسم کی جس پر بوجھ قرب مدینہ یا دریا کے زراعت کرنے میں نفع ہی مقدار میں کم ہوتی ہی پانی لمب آب مقدار میں غیر محدود ہوتا ہی مگر شاید زمین کی آبپاشی کے واسطے کافی نہ ہو اور اِس لحاظ میں اُس کی مقدار محدود ہو جاتی ہی غرض ہماری اِس فرق کے بیان کرنے سے پہلے ہی کہ جب تک مقدار کسی عامل طبیعی کی غیر محدود رہتی ہی اور اُس پر بوجھ ٹھیکہ وغیرہ کے باستنادے اوروں کے کسی خاص شخص کا تصرف نہیں ہوتا تب تک اُس کی کچھ قیمت نہیں ہوتی یعنی عیاں ہی کہ جو چیز ہو جگہ بمقدار ضرورت مفت مل سکیگی اُسکے واسطے کون دام لگانے کا یا کرایہ دینا مگر جب مقدار محدود ہونے لگتی ہی یعنی جسقدر مطلوب ہو اُسقدر نہیں ملتی تب عامل اِمدادگر کی قیمت ملتی ہی مثلاً جب تک زمین قسم مطابقت کی بافراط ہوگی تب تک اُس کے واسطے کون قیمت یا کرایہ دینا مگر جب اُس کی مقدار بانداز ضرورت کے نہ ہوگی تو اُسکے قابضوں کو اُس کی قیمت ملنے لگے گی یعنی اگر کوئی دوسرا آدمی اُسکو اپنے صرف میں لانا چاہیگا تو وہ اُس کے مالک کو قیمت یا کرایہ دینا \*

## باب دوم

### در باب ہونے محنت کے عامل پیدائش

۱ واضح ہو کہ جو محنت اشیاء رافع حاجات انسانی کے بنانے میں صرف ہوتی ہی اُسکی دو قسم ہیں ایک صریح اور ایک غیر صریح محنت صریح تو وہ ہی کہ جو کسی شی خاص کے بنانے کے عمل اخیر میں صرف ہوتی ہی اور غیر صریح وہ جو ایسے عملہائے سابق کے انجام دینے میں کرنی پڑتی ہی جنسے عمل مابعد یا عمل آخر آسان ہو جائے

مثلاً روٹی بنانے میں جو محنت ناپ بائی کرتا ہے وہ صریح ہی مگر جو محنت غلہ کی ہسائی میں کوئی ہوتی ہے وہ باعتبار آٹے کے تو صریح ہوتی ہے مگر باعتبار روٹی کے غیر صریح علیٰ ہذا محنت کوساں اور غلہ کاٹنے والوں کی باعتبار روٹی کے غیر صریح ہی بعض صاحب ایسا فرمائیں گے کہ ان لوگوں کی محنت کو بھی باعتبار روٹی کے صریح کہنا چاہیئے کیونکہ غلہ اور آٹا اور روٹی ایک ہی شے کی مختلف صورتیں ہیں اس تکرار لفظی کے معاملہ میں ہم حجت نہیں کرتے مگر یہ کہتے ہیں کہ سوائے کوساں اور غلہ پیسنے والوں اور نان ہائیوں کے اور بھی عامل ہیں مثلاً ہل چلانے والے جو زمین کو درست کرتے ہیں اور جنکی محنت کسی بھی حالت میں تین حالتوں مذکورہ صدر روٹی سے مقارن نہیں ہوتی اور ہل بنانے والے جنکا حصہ نتیجہ معام کے پیدا کرنے میں اور بھی بعید ہی یہ سب محنت کرنے والے آخر کار اپنے محنت کی اجرت روٹی یا اس کی قیمت سے پاتے ہیں ہل سے بجز درست کرنے زمین کے اور کچھ کام نہیں نکلتا اگر یہ آمد نہ ہوتی کہ اس کے ذریعہ سے زمین زیادہ پیدا کریگی اور اس سے اس کے بنانے کی اجرت ادا ہو سکیگی تو نہ کوئی ہل بنانا اور نہ کوئی اس سے کام لیتا اور اگر یہ پیداوار روٹی بنانے میں صرف ہو جائے تو روٹی ہی سے اجرت ان محنت کرنے والوں کی ملنی چاہیئے روٹی کی قیمت کو واسطے اداے اجرت ان لوگوں اور دیگر کاریگروں کے جنکو ہم آگے بیان کرتے ہیں کفایت کرنی چاہیئے مثلاً نچار اور خشست ساز اور معمار جو کوساں کے گودام اور کھوٹے بناتے ہیں باز لٹانے والے جنکی محنت کے سبب سے فصل محفوظ رہتی ہے آہنگر جو ہل کے لوہے اور دیگر آلات کاشتکاری کو بناتے ہیں مگر معام رہے کہ ان لوگوں کی اجرت فقط انہیں روزیوں سے ادا نہیں ہوتی جو ایک سال کی پیداوار سے بنائی چانی ہیں بلکہ ان سب روزیوں سے جو پیداوار فصل ہائے متوازنہ سے

قد تا قیامِ ہل اور گودام اور کڈوٹے اور بازِ وغیرہ کے پیدا ہونگی ہوائی جاریں  
 این عاملوں کے سواے اور لوگوں کو بھی حساب میں لینا چاہیئے مثلاً آنکھ  
 چنہوں نے غلہ کو کہیت سے بازار تک اور بازار سے پسائی کے مقام تک  
 اور پسائی کے مقام سے آئے کو نان بائی کی دوکان تک اور نان بائی کی  
 دوکان سے روٹیوں کو کھانے والوں کے گھروں تک پہنچایا غرضکہ معلوم رہے  
 کہ انداز کرنا اس امر کا کہ ایک شی خاص کے بنانے میں کتنی مصدقت  
 صرف ہوئی کچھ آسان نہیں ہی کیونکہ رقمیں اس حساب کی  
 پیشمار ہیں اور بعد دو چار مدارج کے یہ رقمیں اتنی چھوٹی کریں  
 ہو جاتی ہیں کہ ان کا حساب کرنا دشوار ہوتا ہی مثلاً فرض کرو کہ ایک  
 ہل کے بنانے میں دس روپیہ صرف ہوئے اور یہ ہل دس برس چلیگا  
 اب کرساں اس ہل سے دس فصل پیدا کریگا فرض کرو کہ ایک ہل سے ایک  
 فصل میں دس من غلہ پیدا ہوتا ہی اور سبز بھر غلہ سے دس روٹیاں  
 بنائی جاتی ہیں اب ظاہر ہی کہ دس فصل کی پیدوار سے بتیس ہزار  
 روٹیاں بنائی جائیں گی اب فرمائیے کہ ایک روٹی کی قیمت میں چو  
 حصہ ہل کی قیمت کا داخل ہوا وہ عمل درآمد میں کیسے حساب میں  
 آسکتا ہی یہ سچ ہی کہ اگر ہل بنانے والے نے مصدقت نہ کی ہوتی تو  
 روٹی نہ بنائی جانی مگر عمل درآمد میں ہل ساز کی مصدقت کے خیال  
 سے روٹی کی قیمت میں کچھ کمی! بیشی نہو گی \*

۲ واضح ہو کہ کوئی عمل پیدائش کا عموماً دفعاً انجام نہیں پاتا  
 اُس کے ختم ہونے کو کچھ مدت لگتی ہی اور حسبِ تک عمل پورا نہیں  
 ہو جاتا تب تک اُس عمل کے نتیجہ سے مصدقتی فائدہ نہیں اُٹھاتا مگر  
 عمل کے تمام ہونے تک مصدقتی کو قوت چاہیئے اگر اُس کے پاس اس  
 قوت کا ذخیرہ نہ ہو یا کوئی دوسرا اُس کو تا ختم ہونے اُس کے عمل کی  
 قوت پیشگی نہ دے تو عمل پیدائش جاری نہیں رہ سکتا یہاں سے  
 معلوم ہوا کہ جو مصدقت اس قوت کے بنانے میں پہلے صرف ہو چکی ہی



وہ واسطے عمل میں آنے کے حال کی معضنت کے یعنی چارہ رکھنے عمل پیدا ایش کے بہت ضرور ہی مگر معلوم رہے کہ جو معضنت اس قوت کے بنانے میں سابق ہو چکی ہی اُس کی اجرت حال کی معضنت کی پیداوار سے ادا نہیں ہوتی کیونکہ علت غائی معضنت کی حال کی معضنت کی مہیا کرنا قوت کا ہی جتنی وہ آپ معضنت کرتا ہی اُسی معضنت کی اجرت سے اجرت اُس معضنت کی ادا کرتا ہی جو اُسکی قوت کے بنانے میں سابق ہو چکی ہی مثلاً ایک نجار سے ہمنے دس روز میں ایک صندوق بنوایا اب ہم نجار کو اُس کی دس روز کی معضنت کی اجرت دینگے وہ ہمسے یہہ نہیں کہہ سکتا کہ ہمنے دس روز میں جو کھایا پیا ہی اُس پر جو معضنت صرف ہوئی ہی اُس کی اجرت بھی علاوہ ہماری معضنت کی اجرت کے دو یہہ قوت تو اُس نے آپ کھائی ہی اور اُسی کے مہیا کرنے کے واسطے اُس نے معضنت کی ہی جو معضنت اس قوت کے پیدا کرنے میں صرف ہوئی ہی اُس کی اجرت وہ اپنی اجرت سے دے صندوق کی قیمت سے وہ اجرت نہیں مل سکتی \*

۳ بعد خارج کردہ معضنت پیدا کرنے قوت معضنتی لوگوں کے جو عمل پیدا ایش میں مصروف رہتے ہیں باقی کی قسمیں معضنت کی جو عمل پیدا ایش میں بطریق غیر مریض مدد دیتی ہیں پانچ ہیں اول معضنت پیدا کرنے مصالحہ کی جس پر آگے کو معضنت کی جاتی ہی اکثر صورتوں میں یہہ معضنت تملیک کی ہوا کرتی ہی مثلاً معضنت کان کھودنے والوں کی یہہ لوگ زمیں کے اندر سے وہ مصالحہ نکالتے ہیں جسے بذریعہ معضنت مابعد طرح طرح کے سامان رافع حاجات انسانی بنائے جاتے ہیں مگر معلوم رہے کہ عمل اس معضنت کا فقط مصالحہ ہی نکالنے پر مکتصور نہیں کیونکہ بعض اوقات وہی جنس جو کھود کر نکالی جاتی ہی اپنی اصلی حالت میں رفع حاجت کرتی ہی اور اس صورت میں وہ مصالحہ میں

داخل نہیں ہوتی بلکہ وہ پیداوار اخیو ہوا کرتی ہی مثال اُسکی یہہ ہی کہ پتھر کا کوئلہ دو کام دیتا ہی ایک تو یہہ کہ اُسکو چلا کے بدن سیکٹے ہیں دوم اُسکی گرمی عملہاے پیدائش میں مدد لی جاتی ہی اول صورت میں وہ مصالحہ میں داخل نہیں ہوتا کیونکہ وہ بذات خود صرف میں اگر رفع حاجت کرتا ہی اس صورت میں تو وہ درحقیقت پیداوار اخیو ہی مصالحہ پیدا کرنے والوں کے ذیل میں آن چوب تراشوں کو بھی داخل کرنا چاہیئے جو جنگلوں میں جا کر واسطے تعمیر عمارات یا نجاروں کی حرفت کے لکڑی کاٹتے ہیں بعض اوقات ایسا ہوتا ہی کہ جنگلوں میں خود رو درخت نہیں ہوتے اُنکو ہونا اور پرورش کرنا پوتا ہی اس صورت میں ہونے اور پرورش کرنے کی مہنت بھی داخل مصالحہ پیدا کرنے کی مہنت کے ہی کاشتکار جو سن اور روئی اور آل اور کسم اور نیل وغیرہ کے پیدا کرنے یا ریشم کے کیڑوں کے پالنے میں مہنت کرتے ہیں وہ بھی اسی قسم میں داخل ہی اس مہنت کی مجموعہ مثالوں کو اس جگہ درج کرنا تفسیر اوقات سے خالی نہیں اس قدر بیان کو دینا کفایت کرتا ہی کہ جو مصالحہ حرفتہاے مختلف میں کام آتے ہیں بے شمار ہیں اور ہر سہ عالم موجودات یعنی حیوانات و نباتات اور جمادات سے نکالے جاتے ہیں اور بعض چیزیں اُنمیں کی ایسی ہوتی ہیں کہ وہ ایک حرفہ والے کی تو پیداوار اور دوسرے حرفہ والے کا مصالحہ ہوا کرتی ہیں مثلاً چرم دباغ کا پیداوار ہی اور کنش دوز کا مصالحہ اور علیٰ ہذا غلہ کاشتکار کا پیداوار ہی اور نان بائی کا مصالحہ \*

۴ دوسری قسم مہنت غیر صریح کی وہ ہی جو درستی آلات میں کہ عمل مہنت میں مدد دیتے ہیں کرنی پڑتی ہی لفظ آلات معنی میں جامع ہی یعنی اُسکے مفہوم میں جمیع دیرپا آلہ پیداوار کے سیدھے سادھے چقماق سے لگا کے جہازان دھانی اور پھچیدہ کلہاے دستکاری تک داخل ہیں یہاں شاید یہہ دقت پیش آئیگی کہ کون چیزوں کو

مصلحتہ میں داخل کرنا چاہیئے اور کنکو آلات میں مگر جو یہہ تصور کر لیا جائے کہ جو آلہ پیدائش ایکبار ہوتا وہیں آنے سے صرف ہو جاتا ہی یعنی دوسری دفعہ اُس سے وہی کام نہیں نکلتا وہ مصلحتہ ہی تو پھر یہہ وقت پیش نہ آئیگی مثلاً ایندھن جو عمل پیدائش میں چلایا جاتا ہی ایک ہی بار صرف میں آجاتا ہی یعنی جو خوبی گرمی پہونچانے کی آسمیں ہوتی ہی وہ زائل ہو جاتی ہی دوسری دفعہ وہ چل نہیں سکتا یا روٹی جب اُس سے ایکبار سوتل ہو جائے تو پھر وہ خوبی اُس میں باقی نہیں رہتی مگر تیرا آہنی بعد اسکے کہ اُس سے ایکبار لکڑی کات لیں کائنات کی خوبی سے عاری نہیں ہو جاتا گو اُسکی آب میں کچھہ فرق آجائے مگر اُس سے مدت تک لکڑی بار بار کات سکتے ہیں بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ داخل مصلحتہ گنی جاتی ہیں اور وہ کئی بار وہی ایک کام انجام دے سکتی ہیں مثلاً اینتیں ایکبار اُن سے مکان بنایا جاتا ہی اور اگر چاہیں تو مکان کو توڑ کے پھر انہیں اینتوں سے دوسرا مکان بنا لیں مگر معلوم رہے کہ جب تک پہلا مکان قائم رہیگا تب تک انہیں اینتوں سے دوسرا مکان نہ بنا سکیں گے یعنی تا قیام مکان اول کے گویا اینتوں کی خوبی مکان بنانے کی معطل رہتی ہی مگر جو اشیاء داخل آلات ہیں اُنکا یہہ حال نہیں جب تک وہ قائم رہتی ہیں تب تک اُس سے اُنکا کام علی التواتر لے سکتے ہیں اشیاء آلات اور اشیاء مصلحتہ میں فرق بیان کرنے سے ایک بڑا مطلب ہی اور وہ یہہ ہی کہ مصلحتہ میں جو خوبی کام دینے کی ہوتی ہی وہ ایک عمل کے پورا ہونے پر اُس میں سے زائل ہو جاتی ہی پس جو محنت اُسپر صرف ہوئی ہی اُسکی اجرت اُسی عمل کی پیداوار سے ادا ہونی چاہیئے بخلاف اسکے آلات چونکہ ایک ہی عمل کو بار بار انجام دیتے ہیں اِس لئے اُنکے بنانے کی محنت کی اجرت پیداواروں سے اُن جمیع عملوں کے ادا ہونی چاہیئے جو اپنے قیام تک وہ انجام دینگے \*

۵۔ سوم علاوہ مصالحہ کے جسپر محنت صرف ہوتی ہی اور آلات کے جو محنت میں مدد دیتے ہیں اس امر کا بندوبست کرنا ہوتا ہی کہ عمل محنت میں کوئی خلل نہ ڈالے اور اُس سے جو پیداوار طیار ہوں اُنکو آفات ارضی اور سماری سے مصرت نہ پہونچے یہاں سے ایک اور طریق محنت کا وجود پانا ہی جو ہر چند عمل پیدائش میں بطریق صریح تو دخل نہیں رکھتا مگر طریق غیر صریح سے اُسکی بہت مدد کرتا ہی یہہ محنت حفاظت اور حراست کی ہی تمام مکانات جنکے اندر محنتی کام کرتے ہیں اور گودام جنمیں غلہ رکھا جاتا ہی یا کشتاروں کے کھیت کے مکانات جنمیں مریخی زراعت کی اُسایش و حفاظت سے رہتے ہیں اُسی مطلب کے واسطے بنائے جاتے ہیں باز لکانے والوں اور خندق بنانے والوں کی محنت کا بھی یہی مقصود ہی اور انہیں کی جرگہ میں سپاہ اور اہل پولیس اور صاحبان عدالت کو داخل کرنا چاہیئے ہر چند یہہ لوگ صرف محنت ہی کی حمایت اور حراست کے واسطے مقرر نہیں کیئے جاتے اور اُنکی تلخراہ کا کچھ حصہ لاگت میں اُس پیداوار کے داخل نہیں ہونا جو ہر پیشہ ور جدا جدا بناتا ہی مگر اُنکے مواجب سرفاری محصولات سے ادا کیئے جاتے ہیں اور جس جگہ انتظام سرفاری اچھا ہوا کرنا ہی وہاں اِس تھوڑے خرچ کے مقابل اُس سے محنت کو بڑی مدد ملتی ہی جو کل بستی پر نظر کی جائے تو اِن لوگوں کے مواجب کا خرچ واقعی پیدائش کی لاگت کا ایک حصہ ہوتا ہی اور اگر پیداوار سے سوائے اجرت اُن لوگوں کے جو صریح اُنکے بنانے میں محنت کرتے ہیں اِس قسم کے لوگوں کی اجرت وصول نہوے تو محنت نہیں کہ عمل پیدائش اُس خوبی اور اسلوب سے انجام پا سکے جس سے بہ بحالت وصول ہونے اجرت مذکور کے انجام پانا ہی قطع نظر اِس سے اگر سرکار عمل پیدائش کی حمایت نہ کرے تو نتیجہ اِسکا یہہ ہوگا کہ یا تو پیدا کرنے والے کچھ حصہ اپنے وقت کا اِس کام میں حفاظت کے صرف

کریں گے یا اپنی حفاظت کے واسطے ملازم رکھیں گے اور اس صورت میں اجرت حفاظت کرنے والوں کی ضرورت پیداوار سے ادا ہوگی اور جن اشیاء سے یہ اجرت ادا نہ ہو سکی وہ ہرگز پیدا نہ کی جائیں گی ہندوستان حال میں پیداوار اپنا حصہ اس خرچ حفاظت کا ادا کرتی ہی اور باوجود فضولی کے جو سرکاری اخراجات میں ہوا کرتی ہی یہ حفاظت بطریق بہتر کم خرچ سے حاصل ہوتی ہی \*

۴۔ چہارم ایک اور قسم مہنت کی ہی جو ہر چند پیداوار کے بنانے میں تو صرف نہیں ہوتی مگر محصول اُسا یہ ہوتا ہی کہ جو پیداوار موجود ہر اُس کے اہل حاجت کے حیطہ رسائی تک پہنچاتا دے اور بہت سے مہنت کرنے والے مہنت اُسی کام میں مصروف رہتے ہیں مثلاً جمال اور اربابچی اور ملاح اور ہتھارے اور کارخانہ داران دیالوے وغیرہ فریق ثانی میں اس قسم کی مہنت کرنے والوں کے وہ اہل حرفہ داخل ہیں جو چھڑ اور گار اور دیگر آلات اہل مال اور نہروں اور سرکوں بناتے ہیں بعض اوقات سرکوں سرکار بناتی ہی اور مترددین سے کچھ فہم لینے مگر خرچ آمدنی نعمت کا پیداوار مہنت سے ہی ادا ہوتا ہی کہ وہ جو محصول عموماً واسطے نعمت سرک کے لیا جاتا ہی اُسکی رقم کے ہوا کرنے میں ہدف اپنی اپنے حصہ کے پیدا کرنے والے بھی حصہ دیتے ہیں یعنی جو چیز اُن کے آرام اور منہ کا باعث ہوتی ہی اُسکا خرچ وہ بھی ادا کرتے ہیں \*

سوائے ان کے ایک اور گروہ مہنت کرنے والوں کا ہی جو پیداوار کو حیطہ رسائی تک اہل حاجت کے پہنچاتے ہیں اور یہ گروہ دیوہاریوں اور تاجروں کا ہی جنکو قسام کہہ سکتے ہیں اگر اہل حاجت کو ہر بار پیدا کرنے والوں ہی سے واسطے محصول اشیاء حاجات کے معاملہ کرنا پڑتا تو ظاہر ہی کہ انکا رقت بہت ضائع ہوتا اور دقتیں پیش آئیں اور انکے بعض

اوقات میسر آنا اشیاء حاجات کا ممکن نہ ہوتا کیونکہ اشیاء حاجات کے بنانے اور صرف کرنے والے منتشر اور ایک دوسرے سے بھٹکے ہوئے ہوا کرتے ہیں واسطے کم کرنے اُس وقت کے بستیوں کے اراذل ہی میں میلے اور مجتمع مقرر کیئے گئے کہ جہاں پیدا کرنے والے اور اعلیٰ حاجات جمع آکر خرید و فروخت کیا کریں ایسے میلوں کے مقرر ہونے سے البتہ کچھ وقت رفع ہوئی مگر بائع اور مشتری کو آسانی تام حاصل نہیں ہوئی کیونکہ اِس بندوبست میں ہر شی ضرورت کا ہر وقت میسر آنا ممکن تھا اگر آدمی ایسے کاروبار میں مصروف رہتے ہیں کہ وہ دور نہیں جاسکتے بعض کے پاس انداز سرمایہ نہیں ہوتا کہ وہ ذخیرہ اشیاء حاجات کا ایک زمان معین کے لئے فراہم کر کے جمع رکھیں بعض دن بھر ممکنات کرتے ہیں اور شام کو اجرت پاتے ہیں اور اُسی اجرت سے اپنا سامان معیشت فراہم کرتے ہیں اگر اُن کے مجتمع میں بیوپاری اور دکاندار جو ہر وقت اُن کی اشیاء حاجات دے سکیں موجود نہ ہوں تو ان لوگوں کی بسم نہیں ہو سکتی اول اول بیوپاری والوں نے وجود پایا یہہ لوگ پیدا کرنے والوں سے مل لیتے اور اعلیٰ حاجات کے ہانہ بیچ دالتے ہیں اور اب تک ایسے لوگ گالوں اور شہروں میں موجود ملتے ہیں مگر اعلیٰ جماعت ایسے دکانداروں سے لین دین رکھنا بہتر سمجھتے ہیں جو اُن کے اندر دکانیں لگا کر وہیں اور سب سامان ضرورت کا ہر وقت مہیا رکھا کریں اور بیوپاری بھی ایسے مقامات میں کہ جہاں خریدار کافی ہوں اور اُن کی ممکنات کی اجرت مل سکے دکانیں کو قائم کرنا باعث اپنے فائدہ کا تصور کرتے ہیں غرضکہ انہیں اسباب سے بیوپاری اور تاجروں نے وجود پایا بعض اوقات بیوپاری اور پیدا کرنے والا ایک ہی شخص ہوا کرنا ہی اور بیوپاریوں میں بھی تفریق ہوا کرتی ہی بمعنی بعض پرچونی یا خوردہ فروش ہوتے ہیں اور بعض قہرک میں خرید و فروخت کرنے والے مگر معلوم رہے کہ اِس سارے فرقہ کی ممکنات پیدا کرنے والوں کی ممکنات کی معین ہی اور اشیاء خرید و

حرفِ مکتب ایک منتخزون ہی جس سے یہہ لوگ اپنی مکتبیت کی اُچریت اور اپنے رویہ کا سود نکالنے ہیں \*

۷ یہاں تک ہمنے اُن سارے طریقوں کو بیان کیا ہی جسے مکتبیت مادی پر صرف ہو کر عمل پیدائش میں مدد دیتی ہی مگر ابھی ایک اور طریق مکتبیت کا بیان کرنا باقی رہا ہی جو اُسی مطالب کے حاصل کرنے کو اُنہانی ہوتی ہی گو درجہ اُس کی امداد کا بعید تو ہی اور یہہ وہ مکتبیت ہی جو خود انسان پر صرف ہوتی ہی ظاہر ہی کہ ہر فرد نے بنی نوع انسان کے ابتدائے طفولیت سے بصرف مکتبیت کثیر پرورش پائی ہی اگر کل یا جزو اس مکتبیت کا صرف نہوتا تو بچے کبھی عمو پر نہ پہنچتے اور اُن میں وہ قوت وجود نہ پاتی جسکے ذریعہ سے وہ اپنے وقت پر مکتبیت کرتے ہیں پس جماعت کے نزدیک بچوں کی پرورش و پرورش کا صرف ایک جزو اُس صرف کا ہی جو لازمہ پیدائش ہی اور عرض اُس کا معہ افزونی کے انہیں بچوں کی مکتبیت کی پیداوار اُنہ سے حاصل ہوگا افراد جماعت اُس بھرچ کو اور اغراض سے اُنہانی ہیں وہ یہہ آمید نہیں کرتیں کہ ہمکو اس سے اُگے کو عرض ملیگا مگر اہل جماعت جو مکتبیت سیکھنے اور سکھانے میں عمل پیدائش اور حرفت اور فنون کے اُنہانہ ہیں اُس کی غرض یہی ہوا کرتی ہی کہ عمل پیدائش اچھی طرح سے انجام پائے اور پیداوار زیادہ اور بیش قیمت طیار ہو اور پیدا کرنے والے اُچریت معقول پائیں جس طرح مکتبیت جسمانی یا نفسانی کہ قوت پیدائش کو وجود میں لاتی ہی داخل مکتبیت پیدائش کے تصور کی جاتی ہی اُسی طرح اُس مکتبیت کو بھی اُسی میں داخل سمجھنا چاہیئے جو حفظ اور بقائے قوت مذکور میں صرف ہوتی ہی یعنی طبیعت اور جراح جو مکتبیت عمل پیدائش کے مکتبیوں کی حفظ مکتبیت میں کرتے ہیں

وہ بھی ایک حصہ پیدائش ہی کی مکتبیت کا ہی \*

۸ ایک اور قسم محضت کی جسکو محاسب رواج محضت نفسانی کے  
 فیصل میں شمار کرتے ہیں اور جو مثل محضت جسمانی کی پیداوار اخیر کے  
 بنانے میں سریم دخل رکھتی ہی محضت موجودوں آن تراکیب کی ہی  
 جو واسطے عمل پیدایش کے ایجاد کیجاتی ہیں ہمنے جو بہہ کہا کہ یہہ  
 محضت محاسب رواج محضت نفسانی میں داخل ہی وجہہ اُسکی یہہ  
 ہی کہ وہ در حقیقت کلیہ محضت نفسانی نہیں ہوتی معلوم رہے کہ ہر  
 جہد انسانی دونوں چیزوں یعنی جسمانی اور نفسانی کو مشتمل ہی مثلاً  
 احمق بے احمق مزدور جو دن بھر گارے کی توکری سر پر لیٹے زینے پر  
 چھوٹا اُترتا ہی اُسکے کام میں کچھ عقل کو بھی دخل ہوتا ہی ذکی  
 سے ذکی حیوان کو یہہ عمل تعلیم نہیں کر سکتے بیوقوف سے بیوقوف  
 آدمی تعلیم ہانے سے چکی گھما سکتا ہی مگر بیل یا گھوڑا اُسکو گردش نہیں  
 دے سکتا تا وقتیکہ کوئی اُسکو نہ ہانکے اور دیکھتا نہ رہے جس محضت  
 کلیہ نفسانی سے کوئی نتیجہ خارجی پیدا ہوتا ہی اُسیں بھی کچھ  
 محضت جسمانی شامل ہوا کرتی ہی مثلاً اقلیدس اپنے مقالات تدریر  
 کو بلا محضت جسمانی قلم بنانے اور لکھنے وغیرہ کے مرتب نہیں کر سکتا  
 تھا اور جسوقت وہ اصول ہندسی دل میں سونچتا ہوگا اُسے بہت سی  
 شکلیں کاغذ پر بنائی ہونگی اور بہت سے ثبوت کاغذ پر لکھے ہونگے  
 قطع نظر محضت نفسانی کے موجود بہت سی محضت ہاتھ سے نمونوں  
 کے بنانے میں کرتے ہیں محضت کو اُس شخص کی جس نے کل دستانی  
 کی ترکیب نکالی عمل پیدایش میں اُسی قدر دخل ہی جتنا کہ محضت  
 کو اُن لوگوں کی جو کل مذکور سے کام لیتے ہیں اور موجود نے اُس محضت  
 کو اُسی اُمید سے اُٹھایا کہ اُسکے نتیجہ سے اُسکو اجرت ملے محضت  
 ایجاد کی تشخیص اجرت اکثر اُسی طور سے کی جاتی ہی جس طرح  
 اجرت محضت عملیہ کی بہت سے دستکار موجودوں کو واسطے بنانے  
 نمونوں کے ملازم رکھتے ہیں اور اُنکو بھی مثل اُن لوگوں کے اجرت دیتے



ہیں جو نمونہ ہمارے مذکور کے موافق اجناس طیار کرتے ہیں پس اُنکی مہنت بھی داخل مہنت پیدائش کے ہی علیٰ ہذا الفیاض جو نتائج عامہ پر نظر کی جائے تو مہنت حکیموں کی بھی داخل مہنت عمل پیدائش کے ہی کیونکہ اُنکی مہنت سے وہ اصول عامہ قائم ہوتے ہیں جو آخر کار باعث ایسی تراکیب کے ایجاد کا ہوا کرتے ہیں کہ جنسے عمل پیدائش آسان ہو جاتا ہی اور مہنت انسانی کو قوت عملیہ بدرجہ غایت حاصل ہوتی ہی \*

۹ بعض اہل فن نے مہنت کو تین قسم میں تقسیم کیا ہی یعنی مہنت کشتکاری مہنت دستکاری اور مہنت تجارت مگر یہ تقسیم کامل نہیں کیونکہ بعض فروع کو مہنت کے ان اقسام ثلاثہ میں داخل کرنا خالی از تکلف نہیں مثلاً اگر مہنت کو کان کھودنے والوں اور سرک بنانے اور ملاحوں کی کسی قسم میں ان اقسام کے داخل کریں تو مہنت تکلف کرنا پڑیگا \*

## باب سوم

### در باب غیر پیدا کرنے والی مہنت کے

۱ کچھ شک نہیں کہ پیدائش کے واسطے مہنت مقدم ہی مگر مہنت کا نتیجہ ہمیشہ پیدائش نہیں ہوتا بہت سے فروع مہنت کے بذات خود بڑے کار آمد اور مفید ہیں مگر پیدائش اُنکا مقصود نہیں اور اِس لیئے اہل فن نے اِس لحاظ میں مہنت کی دو قسمیں متروک کی ہیں ایک کو پیدا کرنے والی دوسری کو غیر پیدا کرنے والی کہتے ہیں اور اُن میں اِس بات کی ہوتی تکرار ہی کہ کس کو پیدا کرنے والی اور کس کو غیر پیدا کرنے والی کہنا چاہیئے ایک فریق کا یہ قول ہی کہ جس مہنت کا نتیجہ کسی شی مادی میں نظر آئے اور ایک آدمی سے دوسرے آدمی کی طرف منتقل ہو سکے اُسے پیدا کرنے والی مہنت

کے نام سے موسوم کرنا چاہیئے پھر ان فریقِ ثانی سوال کرتے ہیں کہ اُس محنت کو اسی نام سے کیوں نہ موسوم کیا جائے جس سے کوئی نفع یا راحت بمقدار اُس کی اجرت کے حاصل ہو بقول اِس فریق کے عہدہ داران سرکاری اور اہل سپاہ اور طالبہوں اور معلموں اور اربابِ سرود و نغمہ وغیرہ کو اسی قسم کی محنت کرنے والوں میں شمار کرنا چاہیئے بشرطیکہ یہ لوگ اپنا اپنا کام اجرت کے موافق انجام دیں اور ضرورت سے زیادہ نہوں ان لوگوں کے ذہن میں غبر پیدا کرنے والی محنت نکمی اور بیکار کے ہم معنی ہی مگر ہمارے نزدیک یہ غلط فہمی کا نتیجہ ہے اور ان دونوں فریق میں جو نزاع ہے وہ محض لفظی ہے اگر معنی الفاظ کی توضیح ہو جاوے تو پھر کچھ تکرار باقی نہ رہے واضعہ کے ناظرین اوراق ہو کہ نزاع لفظی کو خفیف نہیں جانا چاہیئے کیونکہ اکثر لغات ظاہر میں مترادف ہوتے ہیں اور مفہوم کل بھی اُن کا ایک ہی ہوتا ہے مگر ایک لغت ایک جزو ہر اُس مفہوم کے دلائل کرتا ہے اور دوسرا دوسرے جزو ہر اُسی مفہوم کے اور استعمال ایسے لغات کا بلا تشریح باعثِ مغالطہ کا فہم میں معنی کے ہوجانا ہی اب ہم کہتے ہیں کہ نکمی محنت اور غبر پیدا کرنے والی محنت جیسا کہ بعض کے ذہن میں ہے کلمات مترادف نہیں واسطے توضیح اِس مقال کے ہم اول معنی پیدائش اشیاء مادی کے بیان کرتے ہیں معلوم ہو کہ عمل پیدائش سے جو کچھ بنایا جاتا ہے وہ مادہ نہیں ہوتا کیونکہ اگر سارے جہان کے آدمی تمام عمر محنت کریں تو ایک بھی ذرہ مادہ کا پیدا نہیں کرسکتے پس پیدا کرنا بات کا فقط نئی ترکیب سے رکھنا اجزاء اُن کا ہی یا ہونا اباج کا فقط رکھ دینا تنخم یعنی ایک ریزہ مادہ کا ہی ایسے مقام میں جہاں وہ زمین اور پانی اور ہوا سے اجزاء مادی کو جذب کرے اور اِس اجتماع سے ایک نیا مرکب نمودار ہو جسکا نام درخت ہی ہو چھتھم مادہ کو پیدا نہیں کرسکتے مگر اُس میں وہ خوبیاں اور صفات

نمودار کر سکتے ہیں چنکے ظہور ہانے سے مادہ مذکور بجائے بیکار کے با کار ہو جاتا ہی پس معلوم ہوا کہ جو شی ہم پیدا کرتے ہیں یا پیدا کرنی چاہتے ہیں وہ صفات کار آمد ہیں معنیت پیدا کرنے والی صفات اور خوبوں کی ہی نہ مادہ کی اسبطرح ہم مادہ کو صرف اور معدوم نہیں کر سکتے جب ہم کسی شی مادی کو صرف کر ڈالتے ہیں تو علت مادی اُس کی کسی نہ کسی ہیئت میں قائم رہتی ہی مگر اُس کی صفات عارضی جو رافع حاجات ہوتی ہیں زایل ہو جاتی ہیں جب یہ بات مسلم ہوئی کہ آدمی بجز خوبوں کے اور کچھ پیدا نہیں کر سکتا تو سوال بعض اہل فن کا کہ جو معنیت صفات اور کیفیات پیدا کرے اُسکو کسواسطے پیدا کرنے والی معنیت کے نام سے موسوم نکیا جاوے معقول نظر آتا ہی مثلاً جراح عضو شکستہ کو پیوند دیتا ہی اہل انصاف لوگوں کی جان و مال کو محفوظ رکھتے ہیں معلوم علم اور فن سکھاتے ہیں اور اب سرورسا مع نوازی کرتے ہیں رقص لوگوں کے دلوں میں نشاط پیدا کرتے ہیں چونکہ یہ سب لوگ کوئی نہ کوئی خدمت انجام دیتے ہیں اور سرور و نشاط خاطر کا باعث ہوتے ہں اُن کی معنیت کو پیدا کرنے والی معنیت کے نام سے موسوم کرنا چاہیئے اُن کی معنیت کسطرح نکمی یا غیر پیدا کرنے والی تصور ہو سکتی ہی اس سوال کے جواب میں کہا جاتا ہی کہ بلاشبہ ان اقسام کی معنیت کرنے والے خوبوں اور صفات اور کیفیات کو صورت ظہور کی دیتے ہیں مگر معلوم رہے کہ لوگوں کے ذہن میں مفہوم پیدائش اسیکو مشتمل نہیں ہی کہ صفات اور خوبی ہاے مجبورہ ظہور میں لائی جائیں اگر مفہوم پیدائش کا یہی ہوتا تو اس مباحثہ کی جو پیش ہی ضرورت نہ ہوتی مفہوم پیدائش حادی ہی کسی شی کو جو پیدا ہو اور اُس شی کا مفہوم حادی ہی نہ صفات کو بلکہ دولت کو اور پیدا کرنے والی معنیت سے اُن کی مراد وہ معنیت ہی جو دولت پیدا کرے نہ فقط صفات اور کیفیات پس پھر اسی تحقیق کی ضرورت

پہلے آتی ہے کہ ذرات کیا چیز ہی یعنی اُس سے فضا پیداوار مادی  
مادی ہی یا جمیع پیداوار معدود اور کار آمد \*

۲ واضح ہو کہ جو صفات اور کیفیات ممکنات انسانی سے ضرورت  
ظہور کی پاسکتی ہیں وہ تین قسم کی ہیں \*

اول — وہ خوبہار اور صفات جو اشیاء خارجی میں قائم ہو ظاہر  
کیچے نہیں یعنی وہ صفات عارضی جو ممکنات انسانی کے ذریعہ سے اشیاء مادی  
میں ظہور پا کر رفع حاجت کا سبب بنیں مثالیں اُن کی عیال ہیں  
ضرورت تشویم کی نہیں \*

دوم — وہ صفات جو انسان میں پیدا کی جائیں اِس صورت میں  
ممکنات کے ذریعہ سے انسان میں وہ صفات پیدا کی جاتی ہیں جیسے  
وہ اپنے اور دوسرے کے کام کا ہو جانا ہی اور اِس قسم کی ممکنات اُن لوگوں  
کی ہوتی ہی جو تعلیم دیتے ہیں اخلاق درست کرتے ہیں قوائے عملی اور  
جسمی کو زوال سے بچاتے ہیں علوم و فنون سکھاتے ہیں اور سیکھتے ہیں  
جب سرکار لوگوں کو کامیابی سے تعلیم دیتی ہے اُس کی ممکنات بھی  
اِسی قسم میں داخل ہوتی ہیں \*

سوم — وہ صفات اور کیفیات جو اشیاء خارجی میں تو پیدا نہیں کی  
جائیں مگر ممکنات کے ذریعہ سے خود ہی ظہور پا کر اپنی ذات سے کوئی  
خدمت انجام دیتی ہیں وہ دہر یا نہیں ہوتیں اور بعد زوال کسی شی  
مادی میں اُلٹا اثر باقی نہیں چھوڑتیں یعنی کسی شی خارجی کو  
واسطے رفع کرنے حاجت کے ظہار نہیں کر دے مثلاً ممکنات سنار نواز یا  
نقال یا قول کی ان لوگوں کی ممکنات سے بلاشبہ ایک کیفیت ظہور  
کرتی ہے جو سامع نوازی کا باعث ہوتی ہے اور سننے والوں کی خاطر کو  
ایک راحت پہنچاتی ہے مگر بعد انقضاء اُس قابل زمانہ سرور کے  
اِس ممکنات کا کوئی نتیجہ باقی نہیں رہتا ایسا ہی حال ممکنات کا  
سپاہ کی ہے یہ ممکنات ایک خدمت انجام دیتی ہی مگر اُس سے

ملک کی دولت میں کچھ افزایش صراحہ نہیں ہوتی بعض صاحب فرمائیں کہ صنعت ناچروں اور ہونہاروں کی بھی ایسی قسم کی ہی کیونکہ وہ کوئی خوبی اشیاء مادی میں پیدا نہیں کرتی مگر اس کے چراب میں ہم کہتے ہیں کہ ان کی صنعت اشیاء مادی میں خوبی پیدا کرتی ہی یعنی اس صنعت کے ذریعہ سے اشیاء تجارت اس مقام پر موجود ہوجاتی ہیں جہاں ان کی ضرورت ہوتی ہی اگر ان پر یہ صنعت صوف نہ ہوتی تو انہیں یہ خوبی ضرورت کی جگہ پر موجود ہونے کی پیدا نہوتی اور یہ خوبی خود انہیں اشیاء میں ظاہر ہوتی ہے اور اس افزودہ خوبی کے سبب سے قیمت بھی ان کی بمقدار اس صنعت کے زیادہ ہوجاتی ہی جو اس خوبی کے پیدا کرنے میں کرنی پڑتی ہی اور اس نظر سے یہ خوبی قسم اول میں داخل ہی نہ قسم ثالث میں \*

۳۔ اب ہم کو دریافت کرنا چاہیئے کہ ان تینوں قسم کی صنعت میں سے کس صنعت کو دولت پیدا کرنے والی صنعت تصور کرنا چاہیئے صفات اور کیفیتیں تیسری قسم کی ایسی راحتوں اور خدمتوں کو مشتمل ہیں کہ جنکو بقا اور قیام نہیں اور ان کو ہم دولت نہیں کہہ سکتے الا استعارہ میں دولت کے تصور میں یہ ضرور ہی کہ وہ کوئی ایسی شی ہونی چاہیئے جو جمع ہو سکے جو چیزیں بعد پیدائش اور قبل از صوف کچھ دنوں تک قائم نہ رہ سکیں ان کو کوئی دولت میں داخل نہیں کرتا کیونکہ ہر چند ایسی چیزیں کسیقدر بھائی جائیں اور راحت اور سرور پہنچائیں مگر جو آدمی ان سے تمتع اٹھانا ہی وہ ان کے سبب سے دولت مند اور مرفع الحال نہیں ہوجانا مگر جو کسی ایسی شی کو کہ کارآمد اور قابل اجتماع ہو دولت کہا جائے تو یہ اس رواج کے خلاف نہوگا یعنی معنی متعارف سے دولت کے استعاراف کرنا نہوگا جس طرح کسی ملک کے کاریگروں کے آلات اور کلوں وغیرہ کو داخل دولت ملکی سمجھتے ہیں اسی طرح ان کے ہنر اور قدرت اور استقلال کو یہ ایک حصہ دولت

ملکی کا تصور کرتے ہیں پس بموجب اس تعریف دولت کے معنی وہ سارے فروعِ مہکت کے پیدا کرنے والی مہکت میں داخل سمجھئے چاہئیں جو صفات اور خوبی ہاے دیر پا اور دائمی کو صورتِ ظہور کی دیں چاہے یہ صفات اور خوبیوں انسان میں نمودار کی جائیں چاہے کسی اور جاندار یا بے جان اشیاء میں ہر چند اس تعریف میں ہم معنی متعارف سے کچھ قدر تجاوز کرتے ہیں مگر معلوم رہے کہ مہکت کی تقسیم کا جو مطلب ہی وہ اس سے خوب حاصل ہوتا ہی لوگوں کے کار ہاے مہکت کے انجام دینے کی استعداد کو جو عوام داخل دولت کے تصور کرتے ہیں وجہ اس کی یہ ہی کہ استعداد مذکور آخر کار ذریعہ پیدائش اشیاء دولت مادی کا ہوتی ہی جو صفات سے ظاہر یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا ان کو کوئی داخل دولت کے تصور نہیں کرنا اہل جماعت کدے ہی ذکی اور صاحبِ ہنر اور مجمعِ صفات حسہ ہوں مگر جب تک ان صفات سے دولت حاصل نہو کوئی جماعت کو صرف ان صفات کے خیال سے دولت مند نہیں کہتا اس لئے اس رسالہ میں جہاں لفظ دولت کا مستعمل ہوگا وہاں اس سے ہماری مراد دولت مادی ہوگی اور پیدا کرنے والی مہکت سے صرف وہی جہد جو باعث پیدائش ایسی دولت کا ہو مگر معلوم رہے کہ ہم اس جہد کو بھی پیدا کرنے والی مہکت سے نامزد کرینگے جو گو بطریق صریح دولت مادی پیدا کرے مگر طریق غیر صریح سے اس کے پیدا کیئے جانے کا سبب ہو یعنی ہم فن دستکاری میں استعداد حاصل کرنے کی مہکت کو بھی پیدا کرنے والی مہکت کہینگے مگر نہ خیال سے اس استعداد کے بلکہ خیال سے ان اشیاء دستکاری کے جو استعداد مذکور کے ذریعہ سے پیدا ہونگی جو مہکت حفاظت اور حراست کے کام میں عہدہ داران سرکاری اٹھاتے ہیں وہ بھی پیدا کرنے والی مہکت ہی کیونکہ بدوں اس کے ممکن نہیں کہ دولت افراط سے موجود رہ سکے \*

۴ بخلاف اسکے غیر پیدا کرنے والی مہمت سے عوام کے نزدیک وہ  
 جہدِ مراد ہوتی ہے جو دولتِ مادی پیدا نہ کرے یہ مہمت کتنی ہی  
 کامیابی سے انجام دی جائے مگر اُس سے جماعت کی دولتِ مادی میں  
 کچھ اضافہ نہیں ہوتی بلکہ جماعت بہ امداد اُس قوت کے کم مایہ  
 ہو جاتی ہے جو اس قسم کی مہمت کرنے والے اُپنی مہمت کرنے کے  
 دنوں میں صرف کر دے بغیر اس میں وہ سارے فروعِ مہمت  
 کے غور پیدا کرنے والے ہیں جنکا نتیجہ محض حفاظتِ نفسانی ہوتا ہے  
 اور اُن سے کس طرح کی افزایشِ ذخیرہ میں اُن اشیاءِ پاییدہ کے نہیں ہوتی  
 جو رافعِ حاجات ہیں اور بموجبِ تہریف کے جو ہم اُپر کر چکے ہیں وہ  
 ساری مہمت غیر پیدا کرنے والی مہمت کے ذیل میں شامل کرنی چاہیئے  
 جو ہر چند کتنا ہی نفعِ دائمی پہنچائے مگر دولتِ مادی نہ پیدا کرے  
 مثلاً کوئی آدمی مہمت کرے اپنے دوست کی جان بچائے اُس نے جہدِ  
 پیدا کرنے والی مہمت نہ کرائیگی۔ اِلا اُس صورت میں کہ دوستِ مذکور  
 مہمت کرے والا ہو اور اپنے صرف سے زیادہ پیدا کر دے دیارِ دین کی  
 مہمت بہت نفع پہنچاتی ہے مگر وہ پیدا کر دے والی مہمت میں داخل  
 نہیں ہل جماعت جسقدر اِس قسم کے آدمیوں کی زیادہ پرورش دے دے  
 اُس قدر وہ زورِ اشیاء پر کم صرف کرے کہ بے متلاف اِکے جسقدر سرمایہ  
 وہ کشمکشوں اور دستکاروں سے کام لے لے میں صرف کرے کہ اُس قدر اُنکو اسناد  
 اور اشیاء پر سرمایہ صرف کرے کہ زیادہ حاصل ہوگی۔ ول طریق کے صرف  
 سے اہل جماعت ذخیرہ پیدا کر دے کو کہتے ہیں اور دوسرے طریق  
 سے اُنہیں افزایش کرتے ہیں غیر پیدا کر دے والی مہمت اُس قدر کارآمد  
 ہو سکتی ہے جتنی پیدا کر دے والی بلکہ وہ نفعِ دائمی کے پہنچائے ہیں  
 زیادہ کارآمد ہو سکتی ہے اور ممکن ہے کہ یہ مہمت فتنہ نفسانی اور  
 سرورِ خاطرِ نتیجہ دے اور بہت ختم ہو جائے اُس سزا اور سرور کے کوئی  
 نتیجہ باقی نہ چھوڑے یہ بھی ممکن ہے کہ ایسی مہمت محض بیکار

اور فعلِ عبث ہی ہو مگر معلوم رہے کہ کسی صورت میں ان صورتوں سے وہ اہل جماعت کی کل دولت میں افزایش نہیں کرتی بلکہ جماعت کم مایہ ہو جاتی ہے کیونکہ ظاہر ہی کہ جو سامان معیشت آدمی پیدا کرنے کے زمانہ میں صرف کرنا لیا ہی وہ اُس زمانہ میں جماعت کی دولت کے مجموعہ میں سے کم ہو جاتا ہی اگر وہ صرف میں نہ آتا تو ذخیرہ میں موجود رہتا اب ہم کہتے ہیں کہ غور پیدا کرنے والی محنت سے گو کل جماعت کی دولت میں افزایش نہ ہو مگر اُس سے افراد کی دولت میں افزایش ہو سکتی ہے کیونکہ وہ محنتی جو غیر پیدا کرنے والی محنت کرتا ہی لوگوں سے چمکے سرور اور حفاظتِ نفسانی کا باعث ہوتا ہی آخرت پانا ہی اور یہہ آخرت اُس کی دولت کی افزایش کا باعث ہوتی ہی مگر اُسکا نفع دوسروں کا نقصان ہوتا ہی آخرت دینے والے بمقدار اُس آخرت کے بلاشبہ سرور حاصل کرتے ہی مگر بمقدار اُس آخرت کے اُن کی دولت کم ہو جاتی ہی جب عمر ایک تھان مملکت کا طیار کر کے زید کے ساتھ بیچنا ہی تو قیمت تھان کی تو بلاشبہ زید کی جیب سے نکل کر عمر کی جیب میں جاتی ہی مگر ایک نیا تھان وجود پاتا ہی مگر جب میان مغربی دو گھنٹہ خوش الحانی سے نواب فیض بخش کو ریجھا کے صلہ میں ایک اشرفی پاتے ہی تو یہہ اشرفی نواب صاحب کی جیب سے نکل جاتی ہی اور اُس کی عرض میں کوئی شی جسکو دولت کہہ سکیں نہیں ملتی پس یہاں مغربی کی محنت سے جماعت کی دولت میں کچھ افزایش نہیں ہوئی بلکہ اس اشرفی میں سے جسقدر آہوں نے محتاج میں صرف کیا اسقدر مجموعہ دولتِ جماعت سے گھٹ گ۔ غیر پیدا کرنے والی محنت کے ذریعہ سے ایک جماعت بہ نقصان دوسری جماعت کے دولت حاصل کر سکتی ہی جیسا کہ افراد میں جماعت کے درتتا ہی کہ ایک فرد دوسری فرد کے نقصان سے سرمایہ پیدا کر لیتی ہی مثلاً ایک مالک کے آدمی دوسرے مالک میں چاکر وہاں



کے لوگوں سے صلہ میں غیر پیدا کرنے والی مہکنت کے اجرت کمائیں اور اُس اجرت کو اپنے وطن میں لے آئیں اِس صورت میں وہ اپنے ملک کی دولت میں افزائش کرینگے مگر دونوں ملک کی دولت کے مجموعہ میں کچھ افزائش اِس مہکنت سے نہوگی \*

واضحترے ناظرین اوراق ہو کہ پیدا کرنے والی مہکنت بھی مثل غیر پیدا کرنے والی مہکنت کے ضایع ہوسکتی ہی مثلاً جتنی مہکنت عمل پیدایش کے واسطے ضروری ہی اگر اُس سے زیادہ صرف کی جائے تو جتنی زیادہ صرف ہوگی وہ ضایع جائیگی اگر تجربہ سے پایا جائے کہ ایک بیگمہ زمین کے تردد کی واسطے ایک آدمی اور ایک جوتی بیل کی کافی ہی اور کوسان اُس بیگمہ بہر زمین کے تردد کی واسطے دو آدمی اور دو جوتی بیل کی لگائے تو ظاہر ہی کہ نصف مہکنت ضایع جائیگی اگر کسی عمل پیدایش کے انجام دینے کے واسطے کسی پرانی کل میں اِس آمد سے ترمیم کی جائے کہ بعد ترمیم وہ اچھا کام دیکھی اور بعد ترمیم تجربہ سے معلوم ہو کہ وہ جتنا کام پہلے دیتی تھی اتنا ہی اب دیتی ہی تو ظاہر ہی کہ جو مہکنت ترمیم میں صرف ہوئی وہ بیکار گئی اب ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی ممکن ہی کہ پیدا کرنے والی مہکنت سے جماعت کم مایہ ہو جائے ظاہر ہی کہ یہ نتیجہ اُس وقت پیدا ہوگا جب مہکنت مذکور سے کوئی شی بیش از ضرورت یا قبل از ضرورت بنائی جائے کہ نہ کہ جسقدر کوئی شی بیش از ضرورت بنائی جائیگی اُسی قدر یا تو لاگت سے کم ہو بیچنی پڑیگی یا جب تک ضرورت نہ ہو پڑی رہیگی ہو دو صورت میں نقصان ظاہر ہی اور جو شی قبل از ضرورت بنائی جاتی ہی وہ جب تک ضرورت نہ ہو بمقدار اپنی لاگت کے جماعت کو کم مایہ کر دیتی ہی اور کسب سے اُس نفع کے اہل جماعت کو ہار رکھتی ہی جو در صورت بنانے شی ضرورت کے حاصل ہوتا \*

۵ صرف بھی مثل مہکنت کے پیدا کرنے والا اور غیر پیدا کرنیوالا

ہوا کرتا ہی سب فردیں جماعت کی مہکنت کرنے والی نہیں ہوا کرتیں مگر

سبب صرف کرنے والے ہوتی ہیں چاہیئے اُس صرف سے کچھ پیدا ہو یا نہو جو آدمی بطریق صریح یا غیر صریح عمل پیدائش میں مدد دے وغیرہ پیدا کرنے والا صرف کرتا ہی پیدا کرنے والا صرف وہی کرتے ہیں جو پیدا کرنے والی محنت انجام دیتے ہیں مگر معلوم رہے کہ پیدا کرنے والے محنتیوں کا سارا صرف پیدا کرنے والا نہیں ہوتا کچھ اُس میں کا غیر پیدا کرنے والا بھی ہوتا ہی جسقدر یہ لوگ واسطے حفظ صحت اور بقائے قوت اور عدم زوال استعداد پیدائش اور پرورش اور پرداخت دیگر افراد کے جو اُن کے بعد اُن کی جگہ محنت کریں صرف کرتے ہیں وہ پیدا کرنے والا صرف ہی مگر ہا کار یا بیکار آدمی جسقدر سرمایہ واسطے سرور خاطر یا مصارف فضول میں صرف کرتے ہیں چونکہ منشاء اُس صرف کا پیدائش نہیں ہوتا اِس لیئے اُس کو غیر پیدا کرنے والا صرف تصور کرنا چاہیئے مگر معلوم رہے کہ چند حظایط ایسے ہیں کہ وہ داخل ضرورت کے سمجھے جاتے ہیں کیونکہ بدوں اُن کی محنت عملیہ چستی سے نہیں ہو سکتی اور اِس لیئے صرف کو اُن حظایط کے ہم پیدا کرنے والے صرف میں داخل رکھینگے خلاصہ تقریر یہ ہے کہ اُسی صرف کو پیدا کرنے والا صرف کہہ سکتے ہیں جو اہل جماعت کے پیدا کرنے کی قوت کو بکمال اور برقرار رکھے اور اُس میں افزائش کو چاہے یہ قوت اہل جماعت کی زمین میں ہو چاہے اُن کے مصالحہ میں چاہے اُن کے آلات پیدائش یا خود اُن کی ذات میں بہت سی پیداوار ایسی ہو کر تی ہیں کہ وہ فقط غیر پیدا کرنے والے صرف میں خرچ ہوتے ہیں مثلاً گوشت کناری، شراب وغیرہ اُن اشیاء کے صرف سے نہ تو عمل پیدائش میں کچھ مدد ہوتی ہی اور نہ اُس سے امداد حیات اور قوت ہوتی ہی یہاں سے شاید بعض صاحب ارشاد فرماوینگے کہ جو محنت ان اشیاء کے پیدا کرنے میں صرف ہوتی ہی وہ محسب تعریف اہل فن کے پیدا کرنے والی محنت میں داخل نہیں راقم تسلیم کرتا ہی کہ جو محنت ایسی چیزوں کے پیدا کرنے میں صرف

ہوتی ہی کہ چنگو غیر پیدا کرنے والی معصفتی صرف کرتے ہیں وہ  
دار حقیقت اہل جماعت کی دولت کے بڑھانے پر مایل نہیں \*

خطا چو جامہ واسطے ایسے شخص کے بنانا ہی کہ جو کچھ پیدا  
نہیں کرنا وہ آپ تو پیدا کرنے والا معصفتی ہی مگر کچھ دنوں میں وہ  
جامہ بوسیدہ ہو جاتا ہی ا ر چونکہ انہیں ایام میں اُسکا پہننے والا اُسکے  
چہرے کے واسطے کچھ پیدا نہیں کرنا اِسلیئے خطا کی معصفت سے کل  
جماعت کی دولت میں کچھ افزائش نہیں ہوتی جب تک جامہ تمام  
وہا تب تک خطا کی معصفت سے جماعت زیادہ دولت مند رہی یہی  
حال کناری گڑھ کا ہی جس نے اُن کو بنایا اُس کی معصفت سے نو لاشہہ  
دولت کی افزائش ہوئی مگر چونکہ یہ چیزیں آخر کار غیر پیدا کرنے والے  
صرف میں خرچ ہو جاتی ہیں اِسلیئے اُن کے بنانے کی معصفت سے جماعت  
کی دولت میں دیرہا افزائش نہیں ہوتی \*

معلوم رہے کہ اِس قسم کی چیزیں اُسوقت تک دولت میں داخل  
ہیں کہ جب تک وہ صرف میں نہیں آئیں \*

۴ جماعت کی مجموعہ پیداوار میں سے صرف ایک حصہ پیدا کرنے والے  
صرف میں لگتا ہی باقی پیدا کرنے والوں کے غیر پیدا کرنے والے  
صرف اور کل صرف میں اُن لوگوں کے جو پیدا نہیں کرتے خرچ  
ہو جاتا ہی فرض کرو کہ کل پیداوار سالانہ کا نصف حصہ صرف اول  
میں خرچ ہوتا ہی پس ظاہر ہی کہ جماعت کے پیدا کرنے والے  
مصطفیوں میں سے فقط اُدھے آدمی ایسے سالوں کے انجام دینے میں  
مصرف رہتے ہیں جنہو دولت دایمی جماعت کی موقوف ہی باقی  
کے اُدھے معصفتی سال بسال اور ہشت در ہشت ایسی چیزیں بناتے ہیں  
جو صرف ہو جاتی ہیں اور کچھ عوض نہیں دیتیں اور اِن نصف پیدا  
کرنے والوں کا صرف بھی باعتمار دایمی افزائش دولت جماعت کے غیر  
پیدا کرنے والا صرف ہی یعنی اُس سے جماعت کی دولت میں بڑا

دوام کچھہ افزائش نہیں ہوتی اب فرض کرو کہ نصف ثانی نے پیدا کرنے والوں کے ایک سال کے لیئے بنانا اپنی اشیاء کا موقوف کر دیا اور بیکار بیٹھے رہے نتیجہ اسکا یہہ ہوگا کہ نصف اولیٰ سابق کے بموجب اپنے اور نصف ثانی کی ضرورت کا سامان پیدا کرینگے اور ذخیرہ کو مصالحہ اور آلات کے جو واسطے عمل پیدائش آئندہ کے مطابق ہی بحال اور قائم رکھینگے جو لوگ کچھہ پیدا نہیں کرتے تھے وہ یا تو بھوکے مرینگے یا آپ مہنت کو کے اپنی ضرورت کا سامان پیدا کرینگے اور کل افراد جماعت کو سال بھر میں فقط سامان ضرورت میسر آئیگا مگر چونکہ مستحان پیدائش میں کچھہ خرابی نہیں آئیگی سال آئندہ میں ضرور نہیں کہ پیداوار کم بنائی جائے مگر جو نصف اولیٰ مہنت کرنے والوں کا اپنے کام کو بند کر دے اور نصف ثانی اپنا کام جاری رکھے تو چونکہ مستحان پیدائش میں خرابی آ جائیگی سال بھر کے اندر ساری جماعت محتاج ہو جائیگی تقویر صدر کو سنکے شاید بعض صاحب فرمائینگے کہ بڑے افسوس کا مقام ہی کہ پیداوار ملک میں سے جز کثیر غیر پیدا کرنے والے صرف میں خرچ ہو جاتا ہی اور دولت کی افزائش کامل نہیں ہوتی مگر ہم کہتے ہیں کہ یہہ افسوس کا مقام نہیں ہی کیونکہ اگر مقصود وجود انسانی کا غلط جمع کرنا دولت کا ہوتا تو شاید افسوس کی جگہہ ہوتی یہہ تو خوشی کا مقام ہی کہ بعد رفع حاجات ضروری کے لوگوں کے پاس ایک ایسا ذخیرہ باقی رہتا ہی جس سے وہ حظوظ نفسانی حاصل کرسکتے ہیں اور علم و ہنر کی ترقی کا باعث بنتے ہیں اور کارہائے خیر عام انجام دے سکتے ہیں \*

## باب چہارم

### در باب راس المال کے

۱ ابواب سابق کے مضامین سے فاطرین اوراق کے ذہن نشین ہو گیا ہوگا کہ علامہ لوازم ضروری پیدائش یعنی مہنت اور عاملان ملیمی کے

تذخیرہ پیداوار سابق کا مہیا اور موجود ہونا چاہیئے بدون ایسے تذخیرہ کے عمل پیدایش بجز چند صورتوں کے ممکن نہیں اور اس تذخیرہ پیداوار معنیت سابق کو اصطلاح اس فن میں اس المال کہتے ہیں عمل پیدایش میں جو کام اس المال دیتا ہی وہ بہت فتنیم ہی اُسکی کیفیت اچھی طرح سے سمجھ لینی چاہیئے کیونکہ اکثر مغالطے جو اس فن میں ہر جاتے ہیں اُنکی بنا کیفیت مذکور کر اچھی طرح سے نہ سمجھنے کے سبب سے وجود پاتی ہی واضح ہو کہ اس المال سے بعض آدمی سرے کا مال سراد لیتے ہیں اور بعضے فقط روپیہ مگر معلوم رہے کہ ہماری مراد اس لفظ سے نہ سرے کا مال ہی اور نہ فقط روپیہ کیونکہ ضرور نہیں کہ جو شی عمل پیدایش میں مدد دے سرے ہی کامل ہو اور روپیہ بذات خود عمل پیدایش میں کچھ مدد نہیں دیتا تا کہ وہ مدد دے سکے ضرور ہی کہ اور چیزوں سے اسکا تبادلہ کیا جائے پس جس چیز کا ان دوسری چیزوں سے معاوضہ ہو سکے وہ عمل پیدایش میں برابر روپیہ کے مدد دے سکتی ہی یہاں سے ظاہر ہی کہ روپیہ کی خصوصیت نہیں \*

عمل پیدایش کے جاری رکھنے کے واسطے مکان جہاں معنیت شدائد موسم سے پناہ پاکر کام کریں مصالحہ جسپر وہ معنیت کریں آلات جنسے وہ معنیت کریں اور غذا جسپر تا طیار ہونے پیداوار کے اُنکی بسر ہو مطلوب ہیں یہ سب چیزیں واسطے معنیت حال کے پیداوار معنیت سابقہ سے ملنی چاہیئیں جو اشیاء ان کاموں میں صرف ہونکی یعنی جن چیزوں سے یہ لوازم ضروری پیدایش کے مہیا ہونگے وہ اس المال ہی واسطے بخوبی ذہن نشین ہو جائے تصور اس المال کے دریافت کرنا چاہیئے کہ جو اس المال کسی کار میں پیدا کرنے والی معنیت کے لگایا جانا ہی اسکا کیا حال ہوتا ہی مثلاً دستکار ایک حصہ اسکا اس المال کا اُس مکان پر مشتمل ہوتا ہی جہاں وہ کام کرتا ہی دوسرا حصہ مشتمل ہی کلاں کو جنسے وہ کام کرتا ہی

تیسرا حصہ مشتمل ہوتا ہے محتاج اور سن اور آون کو اگر وہ کٹائی کا کام کرے یا سوت یا دشم اور آونی سوت کو اگر وہ پارچہ باف ہو سوائے انکے وہ کچھ نقدی بھی رکھتا ہے جو وہ محنت کرنیوالوں کو اجرت میں دیتا ہے تاکہ وہ غذا پہن کرے اور کچھ سامان اُسکے پاس طیار ہوتا ہے جسکو بیچ کے وہ اپنا کارخانہ درست رکھتا ہے اور مصالحہ مول لیتا ہے مگر اُسکا زر نقد اور سامان طیار کلیہ راس المال میں داخل نہیں کیونکہ اُنکو وہ کلیہ عمل پیدائش میں صرف نہیں کرتا اُنہیں سے کچھ حصہ تو وہ اپنے حوائج ضروری کے فرائض میں خرچ کرتا ہے کچھ نوکروں کو دیتا ہے کچھ تعلیم اور تربیت میں اپنی اولاد کے صرفہ کرنا ہے کچھ خبرات اور محصول میں دیتا ہے ان اخراجات میں سے کوئی بھی صرف عمل پیدائش میں مدد نہیں دیتا اُسکے مال کا وہی حصہ راس المال کہلاتا ہے جو صرف میں پیدائش آئندہ کے اُنہیں پس یاد رکھنا چاہیئے کہ اصطلاح میں اِس فن کے ہر مال راس المال نہیں ہوتا یہ امر کہ کونسا حصہ مال کا راس المال کہلائے موقوف ہے طریق ہو صرف اِس مال کے اگر مال پیدائش میں صرف ہوگا تو راس المال کہلائے اور اگر رفع حاجات اور حفاظت میں تو غیر راس المال اگر ایک آدمی سال بھر میں ہزار روپہ کمائے اور اُسکو حاجات ضروری اور حفاظت نفسانی میں صرف کیا کرے تو یہ ہزار روپہ راس المال میں داخل نہوگا مگر جو زر مندر الصدر عمل پیدائش میں لگایا جائے تو وہی راس المال ہو جائیگا \*

۲ جس طرح پیدوار ملک سے جو کچھ عمل پیدائش میں لگتا ہے وہ راس المال ہی اُسی طرح اسکا عکس بھی درست ہے یعنی کل راس المال ملک عمل پیدائش میں لگتا ہے اِلا اِس مسئلہ کو بھونڈ، قیود تسلیم کرنا چاہیئے اور وہ محتاج توضیح ہے مثلاً ایک رقم روپہ کی عمل پیدائش میں لگانی منظور ہو مگر موقع اُسکے لگانے کا حسب بدلتا رہا

نہ ملتا ہو تو رقم مذکور راس المال میں تو داخل ہوگی مگر کام میں لگنے کے وقت تک بیکار رہیگی یا کسی مالدار کے پاس ایسی اجناس ہوں کہ وہ بذات خود عمل پیدائش میں نہ لگ سکتی ہوں اور انکی خریداری بھی ایک زمان میں نہیں ہو تو ظاہر ہی کہ گو اجناس مذکور داخل راس المال ہونگی مگر جب تک نہ بکالینگی تب تک کام میں نہ لگائیں گی بعض اوقات ایسے اسباب جمع آتے ہیں کہ ضرورت سے زیادہ راس المال کسی عمل خاص میں پیداوار کے لگانا پڑتا ہی یعنی جو عمل تھوڑے راس المال سے انجام پاسکتا ہی اُسکے واسطے زیادہ راس المال لگتا ہی مثلاً فرض کرو کہ جو مصالحہ کسی عمل پیدائش میں لگتا ہی اُسپر سرکار محصول مقرر کردے تو ظاہر ہی کہ محصول مذکور راس المال سے قبل از طیار ہونے پیداوار کے ادا کرنا پڑیگا اگر محصول نہ لگا ہوتا تو ظاہر ہی کہ بمقدار محصول مذکور کے راس المال کم لگتا اور اِس بچت سے عمل پیدائش میں کثرت ہوتی بوجہ ادا کرنے ایسے محصولوں کے مالدار کم آدمیوں کو کام سے لگا سکتے ہیں واسطے توضیح کے ایک مثال درج کی جاتی ہی فرض کرو کہ ایک کاشتکار نے ایسے زمانہ میں زمین کا پتہ لیا کہ پیش از طیار ہونے فصل کے اُسکو ایک یا دو یا تین قسط مالگاری کی ادا کرنی پڑی تو ظاہر ہی کہ یہ قسطیں اُسکو اپنے راس المال سے ادا کرنی پڑیگی جو روپیہ فقط بابت زمین کے ادا کرنا پڑتا ہی اور نہ واسطے اُن اصلاح کے جو بذریعہ محنت زمین میں کیجائیں تو زر مذکور غیر پیدا کرنے والے صرف میں لگتا ہی اِس صرف سے محنت پرورش نہیں پاتے اور نہ وہ فراہمی میں آلات اور مصالحہ کے جو بذریعہ محنت بنائے جاتے ہیں صرف ہوتا ہی یہ روپیہ تو بطور کرایہ کے واسطے کام لینے کے ایسے عامل طبیعی سے دیا جاتا ہی جو دوسرے کے قبضہ میں آگیا ہی یہ عامل طبیعی کو مثل دیگر آلات کے لوازم ضروری سے ہی مگر ادا کرنا اُسکے کرایہ کا پیدائش کے واسطے ضروری نہیں آلات تو محنت انسانی کے ذریعہ سے بنائے جاتے ہیں اور

اُنکی قیمت ضرور ہونی چاہیئے کیونکہ اُنکا وجود بلا قیمت منعذر ہی مگر زمین نے آدمی کی محنت سے وجود نہیں پایا اُسکو خداوند تعالیٰ نے بذکر وقف کیا ہی اِس لیئے۔ جو کچھ اُس کی بابت دینا پڑے وہ پیدائش کے خرچ میں داخل نہیں ہو سکتا اور چونکہ اُس کا کرایہ ضرورتاً راس المال سے دینا پڑتا ہی اِس لیئے لامحالہ اصل ضرورت کی نسبت سے زیادہ راس المال محنت سابقہ کے ذریعہ سے جمع ہونا چاہیئے تاکہ کرایہ کی زمین سے عمل پیدائش میں کام لیا جائے ہر چند مالکوں کو تو یہ منظور ہوتا ہی کہ اُنکا یہ راس المال زائد عمل پیدائش میں صرف ہو مگر درحقیقت وہ پیدائش کے کام میں نہیں لگتا یعنی اُس سے کچھ پیدا نہیں ہوتا اور عوض اُسکا سال بسال خود اُسکی پیدا کی ہوئی اجناس سے نہیں ہوتا بلکہ پیداوار سے اُس محنت کے جسکی آجرت باقی کے راس المال سے ادا ہوتی ہی ملک کے پیدا کرنے والے راس المال کا حصہ کثیر محنت کرنے والوں کو آجرت میں ملتا ہی اب اگر غور سے دیکھا جائے تو ظاہر ہوگا کہ یہ حصہ کلیہ پیدائش کے لیئے ضروری نہیں کیونکہ جو آجرت محنتیوں کو دیجانی ہی اُس کا ایک جز تو اُنکے مایحتاج کی فراہمی میں صرف ہوتا ہی اور اُسپر اُن کی حیات کا مدار ہی اور جز ثانی اُنکی حفاظت میں اِس صورت میں ضرور نہیں ہی کہ جز ثانی آجرت کا قبل از طیار ہونے پیداوار کے دیا جائے کیونکہ اُسکے اوپر محنتی لوگوں کی حیات کا مدار موقوف نہیں ہی اور محنت کرنے والے پیداوار کے طیار ہو جانے تک صبر کر سکتے ہیں اور عمل پیدائش فقط اتنے ہی راس المال سے جاری ہو سکتا ہی جو جز اول آجرت کے واسطے مطلوب ہی اور اگر محنت کرنے والے جز ثانی اپنی آجرت کا نہ لیں تو پیدائش کچھ کم نہوگی جز ثانی آجرت کا عمل پیدائش میں صرف نہیں ہوتا بلکہ غیر پیدا کرنے والے صرف میں پیدا کرنے والے محنتیوں کے تاکہ کل آجرت محنت کرنے والوں کی روز بروز یا ہفتہ بہفتہ ادا کی جائے لازم آتا ہی کہ ضرورت تادم سے زیادہ راس المال محنت



سابقہ کے ذریعہ سے فراہم ہو اور واقعی چسپ تک راس المال افراط سے جمع نہیں ہوتا تب تک طریقہ ادا کرنے کل اجرت کا قبل از طلب ہو جائے پیداوار کے وجود نہیں پانا تقریر صدر سے ظاہر ہوگا کہ ہم نے یہ امر فرض کر لیا ہے کہ محتنت کرنے والے راس المال سے پرورش پاتے ہیں مگر معلوم رہے کہ یہ امر فرض ہی نہیں ہے بلکہ حقیقت میں یوں ہی ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ راس المال ہمیشہ غیر شخص کہ جو مالک راس المال ہو دیا کرے اکثر اہل حرفہ اپنے ہی طور پر کام بغاقتے ہیں اور اپنے ہی راس المال سے اپنی پرورش اور پرداخت کرتے ہیں مگر یہ راس المال بھی وہ اپنی محتنت سابقہ سے فراہم لاتے ہیں مثلاً کوساں سال حال میں اسی سال کی پیداوار سے اپنی بسر نہیں کرتا بلکہ پیداوار سال ماضی سے المختصر اس قسم کے سب محتنت کرنے والے اپنے اپنے راس المال سے اپنی پرورش کرتے ہیں اور اپنی محتنت کے نتیجہ سے سال بسال اس کا عوض کرتے رہتے ہیں \*

۳ اب دریافت کرنا چاہئے کہ جو آدمی سود پر اپنے مال کے بسر کرتا ہے اور بذات خود عمل پیدایش میں مصروف نہیں ہوتا اسکا مال راس المال تصور ہو سکتا ہے یا نہیں اور اگر ہو سکتا ہے تو کن صورتوں میں عرف میں تو وہ راس المال کہلاتا ہے اور باعتبار ملک مال کے اس کو راس المال کہنا واجب بھی ہے کیونکہ یہ آدمی اپنے مال کو سلامت رکھتا ہے اور اس کے انتفاع سے اپنی بسر کرتا ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مال مذکور ملک کا راس المال بھی ہو کیونکہ یہ ضرور نہیں ہے کہ جو امر باعتبار اشخاص کے صادق آئے وہ ملک کے اعتبار سے بھی صادق ہو جو مال کسی شخص خاص کا راس المال ہے وہ ممکن ہے کہ ملک کا راس المال ہو اور نہ بھی تصفیہ اس امر کا کہ مال مذکور ملک کا راس المال ہے یا نہیں موقوف ہے طریق پر اس کے صرف کے اگر قرض لینے والا اس مال کو پیدا کے کام میں لگائیگا اس نہج

یہ کہ وہ تلف نہوے اور اُس سے جو انتفاع ہو اُس سے سود بھی ادا کرے اور اپنی معاش بھی نکالے تو مال مذکور اس المال ملک متصور ہوگا اور جو قرض لینے والا اُس مال کو مالک سے لیکر صرف غیر پیدار میں خرچ کر ڈالے گا تو وہ اس المال متصور نہوگا بلکہ اس المال سے اُسی قدر کم ہو جائیگا مثلاً عمر نے زید سے ہزار روپیہ قرض لیئے اور اُنکو عمل پیدایش میں غلہ یا سامان دستکاری کے صرف کیا اب ہم کہتے ہیں کہ یہ روپیہ اس المال ہی کیونکہ وہ مصالحت اور آلات کے خریدنے اور پرورش و پرداخت میں مصدقت کرنے والوں کے صرف ہوا گو یہ روپیہ زید کا اس المال تھا مگر عمر نے اُسکو کام میں لگایا اور جو نفع ہوا اُسے سے سود متجرا دے کے باقی میں اپنے بسو کی اب فرض کرو کہ اب اہم زمیندار نے بعد گروہ رکھنے اپنی زمین کے زید سے ہزار روپیہ قرض لیئے اور اُس روپیہ کو تعمیر میں کنروں اور آلات کشتکاری کے مستغرق کر دیا اِس صورت میں یہ روپیہ پیدا کے کام میں صرف ہوا اور اس المال رہا بصرف اِس روپیہ کے زمین سے ابراہیم کے زیادہ پیدا ہوگا اور اگر ابراہیم مضبوط رہے گا تو آہستہ آہستہ قرض معہ سود کے اُتار دے گا اور اپنی جائداد کو بیش قیمت بنائے گا اب فرض کرو کہ ابراہیم نے قرض لیئے ہوئے روپیہ کو اپنی جائداد کی اصلاح میں صرف نہیں کیا بلکہ اپنی اولاد کو دے ڈالا اب اِس روپیہ کا اس المال بنا رہا یا نہ رہا موقوف ہے اور طریق صرف کے اگر اولاد مذکور اُسکو پیدا کے کام میں لگائے گی تو وہ اس المال رہے گا اب فرض کرو کہ جو ہزار روپیہ ابراہیم نے قرض لیا اُسکو اُسے جائداد کی اصلاح میں تو مستغرق نہیں کیا بلکہ اُسکو دعویٰ اور ناچ رنگ میں اُراں شروع کیا تو زید عرصہ میں وہ بلا حصول کسی عوض کے تلف ہو جائیگا زید تو جتنا دولت مند پہلے بنا تھا اب ہنگام کیونکہ اسے اس تو جائداد رہی ہے جس سے اپنے روپیہ وصول کر لے مگر یہاں ابراہیم بمقدار ہزار روپیہ کے مفلس ہو جائے گا بعض صاحب فرمائید کہ یہ روپیہ گو چیب سے ابراہیم کے بدل گیا مگر

جنہوں نے اُس سے ایام صرف میں فائدہ اُٹھایا وہ دولت مند ہو گئے اسکے جواہر میں ہم کہتے ہیں کہ اگر میاں ابراہیم نے یہہ روپیہ قمارخانہ میں ہار دیا یا اُنکے خد متگذاڑوں نے اُسکو غبن کو لیا اور جنکے ہاتھ چڑھا آئوں نے اُسکو پیدا کے کام میں لگایا تو وہ تلف نہیں ہوا بلکہ ایک شخص سے دوسروں کی طرف منتقل ہو گیا اور اس المال ملک بنا رہا مگر جو میاں ابراہیم نے اُس ہزار روپیہ سے سامان عیش و آرام اور حظایظ نفسانی کا خرید کیا اور اُسکو اپنی راحت اور آسائش میں صرف کرالا تو یہہ سامان بلا دینے کسی عوض کے کہ جو عمل پیدائش کو جاری رکھ سکے تلف ہو گیا اور گویا اس المال ملک سے گھت گیا اگر یہہ روپیہ پیدائش کے کام میں لگایا جاتا تو اُس سے محنت کرنے والے ہرورش پاتے اور اُنکی محنت سے جو پیدا ہوتا اُس سے عوض اِس روپیہ کا معہ انتفاع کے حاصل ہوتا اور وسیلہ ہرورش اور پرداخت محنتیوں اور خود میاں ابراہیم کا بنا رہتا اِس فضولی سے میاں ابراہیم کی زید کا کچھہ نقصان نہیں ہوا کیونکہ وہ تو چاندان مرہونہ سے اپنا روپیہ وصول کر سکتا مگر یہہ ہزار روپیہ جو میاں ابراہیم نے فضولی میں خرچ کو قالے ملک کے اس المال سے گھت گئے یعنی محنتیوں کی ہرورش کا وسیلہ بمقدار ہزار روپیہ کے کم ہو گیا زید کی جو آمدنی سود کی اِس ضرورت میں ہوتی ہی وہ پیداوار سے اُنہیں کے روپیہ کے نہیں ہوتی بلکہ پیداوار سے کسی اور اس المال یا آمدنی میاں ابراہیم کے اب فرض کرو کہ زید سے سرکار نے ہزار روپیہ قرض لیئے اگر سرکار اِس روپیہ کو تعمیر ریل یا نہروں وغیرہ میں جو عمل پیدائش میں مدد دیتی ہیں صرف کرے تو یہہ روپیہ اس المال ملک میں بنا رہیدا مگر جو زر مذکور لڑائی کے اندر گرلی باروت یا تنخواہ میں سپاہ کے صرف کر دیا جائے تو وہ بوجہہ صرف ہو جانے کے غیر پیدا کرنے والے کام میں تلف ہو جائیگا اور ملک کے اس المال میں اُسی قدر کسی ہوگی ہو چند اِس سے زید کا کچھہ نقصان

نہیں کہونکہ اُسکو تو سود ملتا رہتا اور اگر وہ چٹھ تو بار بار میں قرضہ کے تمسک کو بیچ کے اپنا روپیہ وصول کر لے مگر یہ سود یا روپیہ اُسکو اُسی کے روپیہ کی پیدا سے نہیں ملیگا اُسکا روپیہ تو خرچ نہیں آتے ہے تلف ہو گیا اور اُسکے تلف ہونے سے ملک کو جو استعدان دیتی لوگوں کی پرورش اور پرداخت کی بمقدار اُسکے روپیہ کے سابق حاصل تھی وہ معدوم ہوگئی \*

## باب پنجم

در باب چند مسائل اصولی کے جو اس المال سے

تعقیق رکھتے ہیں

اول یہ کہ مقدار مہنت کی اس المال پر موقوف ہی یعنی جتنا اس المال ہوگا اتنی ہی مہنت بچو پائیگی اور یہ امر خون ظاہر ہی کہ جو کہ جستدر مصلحت اور آلات اور سامان ضروروش مہنت کو کرنیوالوں کے واسطے مہیا اور موجود ہوگا اسیقدر مہنت و جود پاسکیگی ہرچند یہ امر ظاہر ہی مگر اکثر آدمی اس اصل کو بھول جاتے ہیں کہ اصل ملک پیداوار مہنت و حال سے پرورش نہیں پاتے بلکہ پیداوار سابقہ سے یہ لوگ ان اشیاء کو صرف میں لاتے ہیں جو پیدا ہو چکی ہیں نہ انکو جو آگے کو پیدا ہونگی اور جو چھڑیں پیدا ہو چکی ہیں انہیں سے ایک جزو قلیل واسطے پرورش و پرداخت مہنت پیدا کر دینا کے ملا کرتا ہی پس ممکن نہیں کہ اس جزو سے جسکو اس المال کہتے ہیں جتنے مہنتیوں کی پرورش ہو سکتی ہی اور جتنا مصلحت اور آلات فراہم ہو سکتے ہیں اُن سے زیادہ مہنت و جود پاسکے ناوچو اظہر ہونے اس مسئلہ اصولی کے عوام الناس یہ تصور کرتے ہیں کہ سرکار تو ان کے زور سے بلا بڑھانے اس مال کے مہنت کی فراہم کر سکتی ہی واضح ہے کہ یہ نتیجہ غلط فہمی ہی سرکار بطریق غیر صریح البتہ انکار سکتی

ہی کہ لوگوں کو زیادہ محتاتی بنانے یا انکی محتنت کو زیادہ پیدا کرنے کے لایق کرنے میں ممکن نہیں کہ بلا افزایش کرنے کے راس المال ملک میں وہ کسی نئے کار کو جس میں محتنت کرنیوالے مصروف ہوں وجود دے سکے سرکار کسی جنس کی در آمد کو دوسرے ملک سے ہند کر کے اپنے ہی ملک میں اس جنس کے پیدا کرنے کا سبب ہو سکتی ہی اور عوام الناس اس سے بہت غلطی کھا جاتے ہیں کہ سرکار نے نئے کار کو جاری کیا اور اُس کے ذریعہ سے محتنت کرنے والوں کے لئے دروازہ رزق کا کھول دیا مگر جو مسئلہ اصولی مذکورالصدر پر نظر قائلی جائے یعنی اس امر پر توجہ کی جائے کہ مقدار محتنت کی راس المال کی مقدار پر موقوف ہی تو ظاہر ہو جائیگا کہ چونکہ مجموعہ اس المال ملک میں افزایش نہیں ہوئی اس لئے جو راس المال اس نئے کار میں لگا ہی وہ لامتناہ کسی اور کار سابقہ سے کہنچکر اُسمیں آیا ہی اور جس کار سے وہ کہنچ آیا ہی اُس میں بھی محتنتی لوگوں کی اُس قدر بڑوش ہوئی تھی جتنی کہ اس نئے کار میں ہوئی ہی پس ظاہر ہوا کہ قانون کے ذریعہ سے محتنت میں کچھ افزایش نہیں ہوئی \*

۲ ہر چند مقدار محتنت کی راس المال کی مقدار سے محدود ہوتی ہی مگر اس سے بہت نتیجہ نہ نکالنا چاہیئے کہ وہ ہمیشہ اس غایت کو پہنچ جاتی ہی کہ وہ مدینہ شریک ملک میں آسانی سے پیدا کرنے والے نہیں جتنوں کو راس المال کام سے لاسکا ہو نئی بستیوں میں اکثر ایسا ہوا ہوتا ہی اور ان میں بہت سبب ہونے کا کافی تعداد محتنت کرنیوالوں کے راس المال ضایع ہوتا ہی راس المال موجود سے بہت سے ایسے آدمی بڑوش پاتے ہیں کہ وہ کچھ پیدا نہیں کرتے یا جتنا پیدا کرتے ہیں اس سے زیادہ پیدا کر سکتے ہیں اگر محتنت کرنیوالوں کی اجرت کم کر دی جائے یا انکو اجرت حال ہر زیادہ پیدا کرنے کے لئے مبالغہ کیا جائے یا انکی تعلیق سے کہ راس المال سے بڑوش پاتے ہیں کام لیا جائے تو ظاہر ہی کہ

راس المال معین کے ذریعہ سے زیادہ محنت کرنے والے کام سے لگ سکتے ہیں  
 غیر پیدا کر نیوالے صرف پیدا کر نیوالے محنتی لوگوں کا کہ فی الحال کلیہ  
 راس المال سے ادا ہوتا ہی ممکن ہی کہ موقوف ہرچاہے یا قاپار ہونے  
 پیداوار کے ملنے پر رہے اور اس بچت سے زیادہ مقدار پیدا کر نیوالے محنتی  
 لوگوں کی ضرورت پاسکتی ہی بذریعہ ایسے وسائل کے اہل جماعت  
 متعارف موجود سے زیادہ مقدار پیداوار کی طیار کرسکتے ہیں اور جس  
 زمانہ میں کسی آفت ناگہانی کے سبب سے مقدار کثیر راس المال اہل  
 جماعت کی تلف ہو جاتی ہی اور باقی کے راس مال سے کام چلاا ہوتا  
 ہی اس زمانہ میں ہرچہ ہوئی ان وسائل کی طرف رجوع کرنی پڑتی ہی  
 جس جماعت میں محنت اس حد تک کہ راس المال سے مقرر ہوتی  
 ہی نہیں ہو پڑتی وہ سرکار کی طرح سے اسکو حد مذاکر کے قریب  
 تک پہنچا سکتی ہی مثلاً بذریعہ لائے محنت کرنے والوں کے دوسرے  
 ملک سے ایک اور طریق زیادہ محنتی لوگوں کو کام سے لگانے کا ہاختیار  
 سرکار یہ ہی کہ وہ راس المال پیدا کرے یعنی محصول مقرر کرے اور  
 اسکی آمدنی کو پیدا کرے کام میں لگائے یا اس سے قرضہ ڈسکی سرکار ادا  
 کرے جو روپیہ ہائیڈرو اس سے کوئی نہ کوئی سیبل آمدنی کی نگاہ سے  
 اور جزء کثیر زر مذکور کا پیدا کرے کام میں لگے گا معلوم رہے کہ جزء کثیر  
 محصول کا اس رقم سے وصول ہونا ہی جو اہل جماعت اپنے غیر پیدا  
 کر نیوالے صرف کے واسطے رکھتے ہیں کہ انکے تجربہ سے معلوم ہوتا ہی کہ  
 عوام الناس کل رقم متصو کی اس روپیہ سے ادا نہیں کرتے جسکو وہ  
 پس انداز رکھنا چاہتے ہیں بلکہ انکو اس روپیہ سے جسکو وہ اپنے صرف  
 میں لاتے ہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جب ہرجہہ اصلاح کے علوم و  
 فنون میں محنت انسانی کے اندر قوت زیادہ پیدا کرنے کی حاصل  
 ہو جاتی ہی تو یہ زیادتی پیدا کر نیوالے کی فی الحاصلہ زیادہ محنتی لوگوں  
 کو کام سے لگانے کا باعث ہوتی ہی کیونکہ جب پیدا کر نیوالے ہرگہ تو

غالب ہی کہ کچھ حصہ آسکا پس انداز ہو کر اس المال ملک میں داخل ہوگا اور انزایش اس المال کی لاستحالہ محض لوگوں کی پرورش کا باعث ہوگی \*

۳ جس حال میں محضت اس المال سے محدود ہوئی لازم آتا ہے کہ جس قدر اس المال میں انزایش ہوگی اسی قدر وہ زیادہ محضتی لوگوں کو کام سے لگاسکیگا اب ہم کہتے ہیں کہ زیادہ محضتی لوگوں کو کام سے لگانے کی کوئی حد خاص نہیں ہے اس تقریر سے ہمارا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ اس المال ایسے کاموں میں نہیں لگتا کہ جس سے محضت کمزور ہوگی پرورش نہ ہو کیونکہ ایسی صورتیں بہت ہیں مثلاً جب اس المال تعمیر میں مصروف ہو کر کلوں کے اور اصلاح میں زمین کے لگایا جاتا ہے وہ محضتی لوگوں کی برائے دوام پرورش نہیں کرنا اور دیکھنے میں آتا ہے کہ جب اس المال کثرت سے زیادہ ہو جاتا ہے جو کمزور ہو کر آہستہ آہستہ میں صرف ہوتا ہے اور اس صورتوں میں وہ محضت کا ہمارے و مددگار ہوتا ہے اس کی پرورش نہیں کرنا دعویٰ ہمارا یہ ہے کہ جو حصہ اس المال کا پرورش اور پرداخت میں محضت کریدلوں کے صرف ہوتا ہے اگر اس کی مقدار غیر انتہا درجہ تک بڑھائی جائے تو یہی ممکن نہیں کہ محضتی لوگوں کو کام سے ملے یہی اگر افراد انسانی محضت کرنے کے لایق ہو چھوڑ دیں اور ان کی پرورش کے واسطے شاہریا ہم انکو ہمیشہ کسی نہ کسی چیز کے پیدا کرنے میں مصروف کر سکتے ہیں واضح رہے اداویہ اوراق ہو کہ یہہ جداہ نوضم طالب ہی کیونکہ جب وہ الماعظم میں بڑا دیا جاتا ہے تو اس کا تسلیم کوہلیا آسان ہی ہوگا عمل نہ آمد میں آسیر قائم رہتا مشکل اور وہ مقولات مندولہ نے خلاف یہی ہی ہر ادبی اور اعلیٰ کے ذہن میں یہہ بات سمجھ ہی کہ واسطے ہاگا رکھے غریب کے غیر پیدا کر ہوالے صرف امرا کے بہت ضرورت ہے اور اکثر اہل فن یہہ حاجت پیش کرتے ہیں کہ اگر

صرف گزنیوالہ اہنی آمدنی میں سے نسبت ایک حصہ خاص کے زیادہ پس انداز رکھینگے اور اُسکو راس المال میں بڑھاؤینگے اور اگر ایک جز خاص کو راس المال ملک سے صرف غیر پیداوار میں نہ لٹاؤینگے تو نتیجہ ایسا نکلا ہوگا کہ راس المال افزودہ پیکار چاہیگا کیونکہ جو سامان اُس سے پیدا کیا جائیگا اُسکی بکری نہوگی مگر معلوم رہے کہ ایسا تصور دلوں لانا نتیجہ غلط فہمی ہی اور یہ غلطی اُس حصہ سے سوزدھوتی ہے کہ تحقیقات میں بجائے اُس کے کہ قدم بقدم چلیں محقق دفعتاً نتائج عامہ کی طرف دوڑ جاتے ہیں ہر شخص کے ذہن میں یہ بات اُسکی ہی کہ اگر اہل جماعت کی ساری غذا اور کل مصالحتہ اور آلات قبضہ میں کسی سرکار دھیم اور فہم کے ہوں تو سرکار مذکور اُن لوگوں سے چنکو وہ غذا دہی پیدا کرنے والی مہنت لیسکتی ہی اور اُسکو یہہ دغدغہ لاحق نہوگا کہ پیدا کرنے والی مہنت کس کام میں مصروف کیجائے کیونکہ حصہ نیک ایک بڑی حاجت کسی کہی اہل جماعت سے باقی رہیگی مہنت اہل جماعت کی پیدا کرنے میں اُس شی کے مصروف ہو سکیگی جو حاجت مذکور کو رفع کرے \*

اب جاننا چاہیئے کہ فہم راس المال جب اپنے راس المال میں افرازش کرتے ہیں وہ بہت بڑی کام انہیں دیتے ہیں جو ہمنے جملہ آدمی میں فرض کرلیا ہی کہ سرکار فیاض انجام دیتی ہی اب فرض کرو کہ قابضان راس المال اور مالکان زمین کے دل میں یہہ مانع سماگئی کہ خدوچ میں فضولی کرنا اور سامان عیاشی کو بوقتاً ماعت اعزاز نہیں اور اس خہال کے دل میں ہمنے کے سبب سے انہوں نے ترک حظ یظ نفسانی کرے انتہای کے مس انداز یعنی حصہ فضل کو جمع کرنا شروع کیا یا یہہ پورہ نگاری بہتکم سرکار اُن پر واجب ہوگئی ہس ظاہر ہی کہ اُن کا غیر پیدا کرنے والا صرف بہت کم ہو جائیگا ایسی صورت میں اہل حجت سوال کرتے ہیں کہ راس المال افزودہ کس کام میں لگیگا اور جو سامان اُس سے



بنایا بھی جائے اسے کون مول لیگا ایسی صورت میں تو پہلے ہی کے بلے ہوئے  
 سامان کی خریداری نہ ہوگی۔ مگر جب انکے قول کے سامان، ذخیرہ گوداں میں ہیں  
 پڑا رہکر خراب ہو جائیگا اور جب تک اس المال گھٹ کے بمقدار ضرورت  
 واقعی نہ رہیگا تب تک یہی حال رہا رہیگا مگر واضح کرائے ناظرین اور اوراق ہو  
 کہ ایسا امر زبان پر لا کر دیا۔ مگر وہ ایک ہی جاسب کر دیکھا ہی  
 صورت، مگر وہ جس مالا شدہ اشیاء حفاظت نفسانی اور عیش و کامرانی کی  
 مانگا، صاحبان اس المال اور مالکوں زمین کی نہ رہیگی مگر یاد رکھنا  
 چاہیئے کہ جب پہلے لوگ اپنی آمدنی کو اس المال میں بدلتے ہیں وہ  
 صرف کر کے کی قوت کو معدوم نہیں کرتے بلکہ اس کو آن مستغنی لوگوں  
 کی طرف منتقل کر دیتے ہیں جو کام سے لگاتے ہیں اب ہم کہتے ہیں  
 کہ مستغنی لوگوں کی کیفیت دو حال سے خالی نہ ہوگی یعنی یا نو ہانداز  
 افزایش اس المال کے ان کی تعداد میں افزایش ہوگی یا افزایش نہ ہوگی  
 اگر افزایش ہوئی تو کچھ وقت پیش نہیں آتی کیونکہ اس صورت میں  
 بعض سامان عیش ایک گروہ اس جماعت سابق کے اس المال 'فروزہ'  
 سے سامان حاجات ان لوگوں کا بنایا جائیگا جو تعداد میں نسبت سابق  
 کے زیادہ ہو گئی اور عرض اس کام کا ہو جائیگا جو اصل اس المال اور  
 قابضان زمین کی پرہیزگاری سے بند ہو گیا نسبت سابق کے انما فرق ہوگا  
 کہ اب حاجات ضروری کا سامان بنایا جائیگا پہلے عیش و کامرانی کا بنایا  
 جاتا تھا اب فرض کرو کہ ہانداز فرایش اس المال کے آبادی میں  
 جماعت کے افزایش نہیں ہوئے اس صورت میں جو شی عیش و کامرانی  
 میں صاحبان اس المال اور مالکان زمین کے صرف ہوئے تھے وہ مستغنی  
 کرنے والوں میں بے عہد تہ اُجرت 'اید' کے تقسیم ہو گئی اور مستغنیوں کو نسبت  
 سابق کے زیادہ آسائش پر دست رس ہو گئی اور وہ بعض اشیاء عیش کو  
 بھی برتنے لگینگے اور جو اس المال پہلے اشیاء حفاظت نفسانی چند  
 اشتخاص خوش نصیب کے پیدا کرنے میں لگتا تھا وہ اب بھی اُستطرح کے

کام میں صرف ہوگا پہلے کی نسبت سے اتنا فرق ہوگا کہ پہلے چند متداول عیش اور کاروانی سے بسر کرتے تھے اب اشیاء حظایض و آہل جماعت کو نصیب ہونگی راس المال اور ہذا عیش میں اُس زمانہ تک افزایش کا ہونا ممکن ہی جب تک بشروط کام کبھی جانے نہ سکتے تھے والوں کے ایک ایک فرد کو ہر شی ہر دوا سے بہم ہو سکتی ہی دسترس مگر ہو جائے ایسے ساتھ بہہ ضرور ہی کہ نہ سکتے تھے والوں کی نہ سکتے تھے میں اُن جمع اشیاء کے پیدا کرنے کی قوت حاصل ہو جو اُن سب کے صرف کے واسطے ممکن ہی ہوں پس یہاں سے معلوم ہوا کہ دولت کی حد کمی ہو تعداد صرف کرنے والوں کی موقوف نہیں ہی بلکہ کمی ہو تعداد پیدا کرنے والوں اور اُن کے پیدا کرنے کی قوت کے ہر افزایش راس المال کی یا تو مستحکم کے واسطے ذیچہ زیادہ کام کا ہونی ہو یا اُس کو زیادہ اجرت دلانی ہی یہی یا تو وہ ملک کو زیادہ دولت مند کرتے ہی یا مستحکم کرنے والوں کو اگہ زیادہ آمدنی کام کو یہ کیواسطے ملتے ہیں تو کل پیداوار میں ملک کی افزایش کرتی ہی اور اگر آمدنی بمقدار سابق رہتے ہیں تو اُن کو زیادہ اجرت دلانی ہی اور شاید ہو چہ دلائے زیادہ اجرت کے اُن لوگوں کو زیادہ سعی کرنے پر آمادہ کر کے باعث افزایش کا پیداوار میں ہوتی ہی \*

۴ دوسرا مسئلہ اُموالی متعلق راس المال کے اُس متخزن سے علاوہ دیکھا ہی جس سے راس المال نکلتا ہی واضح ہو کہ راس المال نتیجہ بچت ہی ہو چند یہہ امر بدیہ سے جو اوپر ہو چکا ہی ثابت ہی تاہم اُس کی توضیح کرنی ضرور ہونی والے ناظرین اوراق ہو کہ اگر ساری فردیں کسی جماعت کی اپنے حاجات کی رفع کرنے میں اپنی ذات کے بدائی ہوتی پیداوار کو کلیہ اور کل آمدنی کو جو انہیں دوسروں کی پیداوار سے حاصل ہوتی ہی صرف کرتا لا کریں تو ظاہر ہی کہ راس المال میں افزایش نہ ہو ابتدا میں سارا راس المال باسنداد ایک جزو خفیف کے نتیجہ بچت تھا ہمیں جو یہہ کہا کہ باسنداد جزو خفیف کے اُس کی وجہ یہہ ہی

کہ جو آدمی اپنے ہی لئے محنت کرتا ہے ممکن ہے کہ وہ اپنی ساری پیداوار کو اپنی ذات پر صرف بردارے اور محتاج نہ ہو اور ذخیرہ ان اشیاء کے حاجات کا جس پر تا حاصل آئے فصل یا فروخت کرنے اس کی جنس کے وہ بسر کرتا ہے ہر چند مہنت سے اس مال ہوتا ہے مگر اس کی نسبت ہم یہ کہہ نہیں سکتے کہ وہ بچاؤ دھنی پس انداز دیا گیا کیونکہ وہ بہ تمامد رفع کرنے میں اس کی حاجات کے صرف ہوتا ہے اور شاید اپنی سرعت سے کہ گویا سستی میں صرف کیا گیا ہم تصور کر سکتے ہیں کہ مختلف قبایل مختلف قطعات پر زمین کے آباد ہوئے اور ہر قبیلہ اپنی ہی پیداوار پر اپنی بسر کرتا ہے اور جو پیدا کرتا ہے اسے بہ تمامد صرف میں لے آتا ہے مگر ان قبائل کو بھی اپنی پیداوار میں سے بقدر بیچ کے ضرور بچا رکھنا پڑیگا پس ایسی نہایت سادہ حالات میں بھی جماعت کے ضرور ہے کہ کچھ ذخیرہ پس انداز موجود ہو لوگوں کو اپنے صرف سے زیادہ پیدا کرنا پڑا ہوگا یہ جو پیدا کیا ہوگا اس میں سے کم صرف میں لایا ہوگا اور جو بہ لوگ غریب آدمیوں سے کم لینا چاہیں یا جتنا آپ پیدا کرتے ہیں اس سے زیادہ پیدا کرنے کی خواہش کریں تو ان کو بالضرور اور بھی زیادہ پس انداز رکھنا چاہیئے جو شی کوئی آدمی اپنے سے کسی غیر شخص محنت کرنے والے کی پرورش اور پرداخت میں صرف کرتا ہے وہ بچت ہی سے فراہم آتی ہے یعنی جس کسی نے اس کو پیدا کیا ہوا ہے وہ اسے اپنے صرف میں لانے سے باز رہتا ہے یہاں سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ کل اس مال اور خصوصاً جمیع افزایش اس مال کے نتیجہ بچت ہی جماعت کی نا اہلی کی حالت میں اکثر ایسا ہوتا کرتا ہے کہ جس شخص کے پاس اس مال ہوتا ہے اس نے اس کو پس انداز نہیں کیا ہوتا ہے بلکہ قوی تر اور اپنے قوت کے برابر نصیب دوسرے کے پس انداز پر قابض ہو جاتا ہے ان جماعتوں میں بھی جہاں مال محفوظ تھا اکثر افزایش اس مال کی وجہ سے تنگی معاش پیدا کرنے والوں کے ہوئی ہے

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایسی جماعتوں میں پیدا کرنے والے اکثر غلام ہوا کرتے تھے جسقدر اُن سے پیدا ہو سکتا تھا مالک پیدا کراتے تھے اور مالکوں کی نفسانیت اور بے دردی جسقدر کم دلانے کی اجازت دیتی اتنا کم دیتے تھے مگر پس انداز جبری بھی اس المال کی افزایش کا باعث نہوتا اگر مالک غلاموں کے ہوصامندی خود اُس میں سے کچھ نہ بچاتے چنانچہ غلام پیدا کرتے اور صرف میں نہ لاتے تھے اگر اُس سب کو مالک اپنے صرف میں لیے آتے تو وہ اپنے اس المال کو نہ بڑھا سکتے اور غلامان زاید کی پرورش و پرداخت نہ کر سکتے پرورش کرنا غلاموں کا حادی ہی اس تصور کو کہ پرورش کرنے کے مقابل کچھ پس انداز جمع تھا یعنی کم سے کم غذا تو ذخیرہ میں جمع بھی ممکن ہی کہ یہ پس انداز مالک نے جمع نہ کیا ہو بلکہ غلاموں نے بحالت آزادی فراہم لایا ہو اور غصب و لڑائی جو باعث زوال آزادی ہوئی اسی نے پس انداز مجتمع کو قناعت کی طرف منتقل کر دیا چند صورتیں ایسی ہیں کہ اُن کے اندر اس المال کے جمع ہونے کا طریق پس انداز کے مفہوم کے مطابق نہیں ہوتا مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ طریق بڑھانے اس المال کا صرف یہی ہے کہ مقدار پس انداز کی زیادہ کیجاتے تو شاید یہاں سے یہ تصور کیا جائیگا کہ آدمیوں کو اپنی معاش اور حاجات میں تنگی کرنی چاہیئے مگر ظاہر ہی کہ جو شی محنت کے پیدا کرنیکی قوت میں باعث توفیر کا ہوگی وہی ایسے ذخیرہ پیداوار زاید کو وجود میں لائیکی کہ جس سے پس انداز کیا جائے اور نتیجہ اُس کا صرف یہی نہیں ہوگا کہ اس المال بلا زیادہ تنگی معاش کے بڑھیکا بلکہ اہل جماعت باوجود زیادتی صرف ذاتی کے اس المال کو بھی بڑھا سکیں گے اس صورت میں بھی جز زیادہ بچت رہیگی وہ بھی پس انداز کہ لائیکی ہو چند زیادہ صرف ہوگا مگر مقدار کثیر بچ بھی رہیگی اس صورت میں صرف کی نسبت سے پیدایش زیادہ ہوگی اور ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ پس انداز زیادہ ہوا پیدایش کی نسبت سے کم خرچ کرنے کا نام بچت ہی اور یہی

مستغزون افزایش راس المال ہی کچھ ضرور نہیں کہ مطلق کم خرچ کرنے سے راس المال بڑھایا جائے خلاصہ یہ کہ پیدائش سے کم خرچ کرنا یا خرچ سے زیادہ پیدا کرنا باعث بچت یعنی پس انداز ہی اور یہی بچت یا پس انداز مستغزون راس المال ہی \*

۵ تیسرا مسئلہ اصولی متعلق راس المال کے اور مسئلہ پیوستہ سے زیادہ ہم پیوند یہہ ہی کہ راس المال ہر چند بچائی ہوئی شی کا نام ہی تاہم وہ صرف میں آتا ہی مفہوم بچت کا اُس کو جاری نہیں ہی کہ جو شی بچائی جائے وہ صرف میں نہ آئے یا اُس کا صرف ملتی رہے بلکہ اِس امر کو کہ بصورت صرف ہونے کے اُس شخص کے صرف میں نہ آئے جس نے اُس سے بچایا یا پس انداز کیا ہو اگر شی مذکور کو آئندہ کے صرف کے لیئے رکھے چھوڑیں تو اِس کا نام ذخیرہ کرنا ہی اور جب تک شی مذکور ذخیرہ میں رہی صرف میں نہ آئیگی اگر اُس کو راس المال گردان کر کام میں لگائیں تو ضرور صرف ہو جائیگی گو مالک کے صرف ذاتی میں نہ آئے ظاہر ہی کہ کام میں لگانے کیوقت اُس کے ایک حصہ کا مبادلہ اوزار اور آلات سے ہو جانا ہی اور یہہ اوزار اور آلات بہ تداوی ایام برتاؤ میں آنے سے گھس جاتے ہیں دوسرے حصہ کا معاوضہ بیع اور مصالحت سے ہوتا ہی اور یہہ پیدائش کے عمل میں صرف ہو جاتے ہیں تیسرا حصہ مزدوروں کو اجرت میں ملتا ہی اور وہ اُن کے مابحتاج میں خرچ ہوتا ہی اگر مزدور اپنی اجرت سے کچھ پس انداز کرتے ہیں تو اُس کو وہ کسی ساہوکار کی دکان یا کارخانہ میں جمع کر دیتے ہیں اور وہاں وہ بطور راس المال کے کام میں لگ کے صرف ہو جاتا ہی \*

یہہ امر جو اوپر مذکور ہوا ایک بڑی مثال اِس بات کی ہی کہ مسائل اصولی تو اِس سے کے نوجہہ کامل کر ہی ضرور ہی مسئلہ مذکور اعداد و شمار مسائل سے اِس سے بہت ہی سیدھا اور آسان ہی مگر کسی تفہیم میں جس سے سمجھ ہی ہوگی اس پر اُسکی کیفیت ظاہر نہ ہوئی

ہوگئی یہ مسئلہ جب اول دفعہ عوام کے سامنے بیان کیا جانا ہی تو اکثر اُسکو باور نہیں کونے اور جھلا کے خیال میں تو یہ بات ہوگئی نہیں آتی کہ جو شی بچائی جاتی ہی وہ صرف میں آتی ہی اُن کے نزدیک بچانا گویا جمع کرنا ہی اور یہ بچانا اُنکے نزدیک پسندیدہ و قابل جواز ہی بشرطیکہ بچانے والا پس انداز کو بخیال پرورش و پرداخت اپنے قبایل یا کسی اور کام کے جمع کرے مگر اُنکے خیال میں یہ بات نہیں آتی کہ بچمت اور لوگوں کو فائدہ پہونچاتی ہی بچانا اُنکے نزدیک اسکی ہم معنی ہی کہ کوئی چیز واسطے اپنی ذات خاص کے ذخیرہ کیجائے اور خرچ کرنا اُنکے نزدیک بچائی ہوئی چیز کا اور لوگوں میں تقسیم کردینا ہی جو آدمی اپنے مال کو غیر پیدا کرتے والے صرف میں لگا دے اُسکی نسبت یہ لوگ ایسا کہتے ہیں کہ اُسکے لوگوں کو فیض پہونچایا اور ایسے آدمی کو یہ لوگ بہت عزیز رکھتے ہیں حتیٰ کہ جو آدمی دوسرے کے مال کو بہ بہانہ قرض یا عاریت لیکے خرچ کردالے اُسکو بھی وہ دل سے عزیز رکھتے ہیں اور اُسکی فیض و سنانی کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ دیکھو یہ کیسا مختیر اور بانیض ہے واضح رائے ناظرین اوراق ہو کہ یہ غلطی اس وجہ سے وجود پاتی ہے کہ بچانے اور خرچ کرنے کے جو نتائج ہیں انہیں سے چندہنی پر توجہ ہوتی ہی اور باقی کے نتائج جو نظر سے دور رہتے ہیں وہ ذہن میں بھی نہیں آتے جو شی بچائی جاتی ہی اُسکے تعاقب میں نظر فقط صندوق بخیالی تک جاتی ہی اور وہاں اُسے مقفل چھوڑ دیتی ہی اور جو شی صرف میں آتی ہی اُسکا پیچھا باصراہ وہیں تک کرتی ہی کہ وہ نوکروں اور تاجروں کے ہاتھ میں پہونچ جائے یعنی دونوں صورتوں میں نظر دیکھنے والے کی عموماً منزل اخیر تک نہیں جاتی بچانا بارادہ پیدائش آپندہ اور صرف کردالنا اول منزل میں اپنے عملوں کے ایک دوسرے کے مطابق ہیں یعنی دونوں صورتوں میں اُنکا اول نتیجہ صرف ہی یعنی ایک

حصہ دولت کا غارت کیا جاتا ہی فوقِ اتنا ہی کہ اشیاء صرف اور صرف کرنیوالے مختلف ہوتے ہیں ایک صورت میں آلات گھس جاتے ہیں مصالحہ صرف ہو جاتا ہی اور مزدوروں کو جو کپڑا اور غذا ملتی ہی وہ صرف میں آجانے سے غارت ہو جاتی ہی دوسری صورت میں اشیاء حفاظت کا زوال برورے کار آتا ہی پس یہاں تک باعتبار دولت ملکی کے نتیجہ دونوں عملوں کا ایک ہی ہوتا ہی یعنی ایک مقدار معین دولت کی غارت ہو جاتی ہی مگر دوسرے قسم کے صرف میں اول ہی منزل صرف کی منزل اخیر ہوا کرتی ہی یعنی ایک حصہ معین پیداوار محتنت کا غایب ہو جاتا ہی اور اُسکا کچھ نشان باقی نہیں رہتا بخلاف اُسکے جو آدمی پس انداز کرتا ہی وہ آیام صرف میں اُسکے محتنتی لوگوں کو بر سر کار رکھتا ہی اور یہہ محتنتی صرف مذکور کا عوض کرتے جاتے ہیں اور آخر کار کل صرف کا عوض کامل معہ افزائش کے وجود میں لاتے ہیں اور چونکہ اِس عمل کی بلانٹی بیچت یا پس انداز کے لاعد مواجب تک تکرار ہو سکتی ہی نو جو شی ایکبار بچائی جاتی ہی اُسکے ذریعہ سے بانداز اُسکی مقدار کے محتنتی برائے دوام پرورش پاسکتے ہیں اور اُسکی بدولت یہہ محتنتی سال بسال اپنی معاش معہ نفع کے پیدا کرتے رہتے ہیں \*

اصل کیفیت اِن معاملات کی جو صفائی سے لوگوں کے ذہن میں نہیں آتی اِسکا بہہ سبب ہی کہ روپیہ کا قدم درمیان ہی چونکہ سارا صرف بذریعہ روپیہ کے ہوتا ہی اِس لیئے اُسی پر سب کی نظر پڑتی ہی اور چونکہ اُسکی ذات کو زوال نہیں آتا وہ فقط ایک بے ہاتھ سے دوسرے کے ہاتھ میں چلا جاتا ہی اِس لیئے لوگوں کو اُس مال کے زوال پر نظر نہیں دھتی جو غیر پیدا کرنے والے صرف میں غارت ہو جاتا ہی اِس لیئے ظاہر کے دیکھنے والے بھی سمجھتے ہیں کہ مسروف کے ہاتھ سے دولت نکلکر دوسرے کے ہاتھ میں چلی گئی ایسا

سمجھ لینا گویا دولت اور روپیہ کو ایک ہی شے تصور کر لینا ہی دولت جو زوال پذیر ہوئی روپیہ نہیں تھا وہ تو سامانِ حفاظت کو مشتمل تھی جو روپیہ سے خریدی گئی تھی اور چونکہ یہہ سامانِ بلا عوض زوال پذیر ہوئے اس لیے بمقدار اُنکی قیمت کے کل جماعت بے مایہ ہو گئی شاید بعض صاحبِ فرائض کے سامانِ حفاظت مثل شواب و اشبایہ سواری و آرایش وغیرہ از قسم غذا و اوزار اور مصالحہ کے نہیں ہیں اور وہ کسی حالت میں پرورش اور پرداخت میں مصحت کے صرف نہیں ہو سکتے وہ تو لامصلحہ غیر پیدا کرنے والے صرف میں کام آئیں گے اس صورت میں ظاہر ہی کہ جماعت کی دولت کا زوال تو اُسی وقت ہوا جب وہ بنایا گیا نہ کہ جب وہ صرف میں آیا مقرر اوراق اس امر کو وہیں تک تسلیم کرنا ہی جہاں تک دلیل کے لیے ضرورت ہی اور کہتا ہی کہ یہہ اعتراض بہت بڑا محفل ہوتا اگر سامانِ مذکور ایسے ذخیرہ موجود سے بٹایا جاتا کہ جسمیں جبر نقصان نہوا کوتا مگر چونکہ جب تک صرف کرنے والے موجود ہوا کرتے ہیں یہہ سامانِ بقا ہی رہتا ہی بلکہ جتنی مانگ زیادہ ہوتی ہی اُننا ہی مقدار میں زیادہ بنایا جاتا ہی اندریں صورت اگر مسرف ہزار روپیہ سال فضولی میں خرچ کرنا چاہے تو ہزار روپیہ کے انداز میں وہ مصحت کرنے والوں کو ایسی چیزوں کے بنانے میں مصروف رکھنا جو پیدا کے عمل میں کچھ کام نہ آئیں گے اور مصحت ان لوگوں کی باعتبار افزائش دولت ملکی کے بیکار جائیگی اور جسقدر غذا اور مصالحہ اور اوزار سال بسال یہہ مصحتی صرف کریں گے اُسی قدر مقدارِ ذخیرہ اہل جماعت کی جو عمل پیدائش میں کام آتا ہی کم ہوتی جائیگی جس انداز سے اہل جماعت میں میلان واسطے صرف کرنے اشبایہ حفاظت کے ہوا کرتا ہی اُسی انداز سے مصحت ملک کی اشبایہ مذکور کے بنانے میں مایل ہوتی ہی اور نتیجہ اسکا صرف یہی نہیں ہوتا کہ پیدا کرنے والی مصحت کا کام گھٹ جاتا ہی بلکہ غذا اور آلات



وغیرہ جو وسائل اُس کام کے ہوتے ہیں بمقدار کم وجود رکھتے ہیں  
 المکتصر پس انداز کرنا کل جماعت کو ہمراہ ہو فرد کے دولت مند کرنا ہی  
 اور خرچ + کرنا مفلس یعنی جماعت عموماً بمقدار اُس سرمایہ کے جو  
 پرورش اور امداد میں پیدا کرنے والی مسکنات کے صرف ہوتا ہی دولت مند  
 ہوتی جاتی ہی اور بہ انداز اُس سرمایہ کے جو وہ اپنے ذاتی خرچ میں  
 صرف کرتی ہی منسلک \*

+ متفرق خاطر ناظرین اراکین رہے کہ جتنی دولت مسرف خرچ کر ڈالتا ہی  
 وہ پچشم ہاھر اومکی جیب سے نکل کر خرچ ہو جاتی ہی مگر معلوم رہے کہ وہ  
 کلیہ دراصل ملکی سے زایل نہیں ہوتی کیونکہ خود نفولی میں مسرف کے ایسے اسباب  
 جمع آتے ہیں جو کسی قدر زوال دولت کا عوش کرتے رہتے ہیں مثلاً عیاں ہی کہ  
 اول تر مسرف حساب کے رکھنے میں بے پروا ہوا کرتے ہیں اور دراصل تہی اونکو کچھ  
 قدر نہیں ہوتی اونکے خادم مالک کو غافل پا کے ارسکے عین الفاں سے غبن کر کے اپنا  
 گھر بھرتے ہیں اور چونکہ اکثر اونہیں کے جزو رس اور کفایت شمار ہوتے ہیں رس  
 غبن کیئے ہوئے مال میں سے کچھ حصہ صرف ذاتی میں نہایت سے خرچ کرتے ہیں  
 اور باقی کو بے پروا میں لگاتے ہیں جو حصہ مال غبن کا بیروار میں لگا رہا کہ عیب  
 سے مسرف کے نکل گیا مگر دولت ملکی سے زایل نہیں ہوا دوسری صورت یہہ ہی کہ  
 مسرف خرید و فروخت کے کام میں مضطاب نہیں ہوتے اونکو جنس مطلوب سے غرض  
 ہوتی ہی قیمت کا کچھ خیال نہیں ہوتا اکثر ایسا ہوا کرتا ہی کہ کہ جو اشیاء  
 اونکے صرف میں آتی ہیں وہ بازار ہی نرخ سے درجند اور سچند قیمت پر اونکو مل  
 کرتی ہیں جب یہ اشیاء صرف میں آنے کے سبب سے زایل ہو جاتی ہیں تو گونا  
 گل قیمت اونکی جو مسرف کی جیب سے گئی زایل نہیں ہوئی ملکی دولت میں سے  
 تو اوسے قدر زایل ہوئی جسقدر اشیاء مذکور کی قیمت اصلی تھی جس قدر تاحدوں اور  
 بیرواریوں نے مال کی اصلی قیمت سے زیادہ دام لیئے وہ اونکو بچا رہے یعنی وہ مسرف  
 کی جیب سے نکل کے بیرواریوں کی جیب میں آگئے دولت ملکی سے زایل نہیں ہوئے  
 نیسری صورت جب مسرف کے دل میں دفعتاً کسی خاص شی کے زیادہ صرف کرنے کا  
 شوق پیدا ہو جاتا ہی اور جنس کی معمول سے زیادہ رسد نہیں ہوتی تو اُسکی قیمت  
 چڑھتی ہی حتی کہ خریدنا اُس کا جماعت سے معمولی خریداروں کے ہاتھ ہو جاتا ہی  
 اور وہ اُس کے صرف کرنے سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں اس صورت میں کل افزودہ  
 قیمت جنس مذکور کی جیب سے مسرف کے جاتی ہی اور اصلی قیمت نہایت سے  
 جسقدر بیرواری زیادہ قیمت لیتے ہیں وہ اُن کے اصل مال میں رہتی ہی :

۶ اب پھر مسئلہ اصولی کی طرف رجوع کی جاتی ہی واضح ہو کہ جو شی پیدا کی جاتی ہی وہ صرف میں آتی ہی خواہ ہس انداز ہو خواہ دیگر اشیاء جو عوام کے نزدیک صرف میں آتی ہیں اور ہس انداز اُس قدر جلد صرف ہوتا ہی جس قدر کہ دیگر اشیاء مگر حقیقت اس مسئلہ کی احتیاج سے زبان معارف کے مستور رہتی ہی منگ جب عوام زمانہ قدیم کی دولت کا ذکر کرتے ہیں یا اُس مال کا جو بزرگوں سے ارث میں وارثوں کو پہنچتا ہی تو یہہ قیاس کیا جاتا ہی کہ جو دولت پہلے وقت کے لوگوں سے اس زمانہ کے آدمیوں کی طرف منتقل ہوئی اُس کو پیدا ہوئے زمانہ گذرا یعنی سال حال میں کوئی حصہ اس المال ملک کا بجز اُسکے جو مستدار سابق پر افزوں ہوا پیدا نہیں ہوا مگر صورت اصلی اس معاملہ کی اس قیاس کے خلاف ہی کیونکہ ہر ملک کی دولت موجود کا حصہ کثیر سال حال ہی میں لوگوں کی محنت سے پیدا ہوا کرتا ہی اگر غور سے دیکھا جائے تو دریافت ہو جائیگا کہ کل دولت جو کسی ملک میں اب موجود ہی اُس کا تھوڑا ہی حصہ شاید دس برس پہلے وجود میں آیا ہوگا پیدا کرنے والے اس المال موجود میں سے بجز مکانات اور کارخانوں اور آلات اور کلوں کے شاید دس برس پہلے کچھ وجود نہ رکھتا ہوگا اور ان اشیاء میں سے بھی چند ہی قائم رہی ہوتیں اگر اُن کی درستی اور مرمت اس عرصہ میں بصرف محنت جدید نہ ہوئی ہوتی زمین

دولت ملکی سے زایل نہیں ہوتی اور چونکہ یہ سبب زیادتی قیمت کے معمولی خریدار در جنس کے صرف کرنے سے باز رہتے ہیں تو بقدر قیمت اُس قدر جنس کے جو وہ صرف کرتے اُن کو بچت دیتی ہی اور یہہ بچت مسرف کی تسلی کے کچھ حصہ کا عوض کر کے دولت ملکی میں اس قدر زوال نہیں آئے دیتی جتنا دوسری صورت میں بزرورے کار آتا اگر بارجہ گرانہ قیمت کے معمولی خریدار اجناس گرانے خریدنے اور صرف میں لانے سے باز نہ آئیں تو افزودہ قیمت اُن کی جیب سے نکل کے بیرونیوں کی جیب میں داخل ہوگی دولت ملکی سے تو اسی قدر زایل ہوگی جس قدر ہی صرف شدہ کی اصل قیمت ہوگی

البتہ قائم رہتی ہی اور وہی ایسی شی ہی جو قائم رہتی آئی ہی ہوشی  
جو پیدا ہوتی ہی زوال پاتی ہی اور بعض اشیاء تو ایسی ہیں کہ اُن میں  
زوال بہت جلد راہ پاتا ہی اکثر قسمیں راس المال کی باقتضایہ طبیعت  
اس قابل نہیں کہ دیر تک قائم رہ سکیں اشیاء مصنوعی میں سے چند ہی  
ایسی ہیں کہ اُن کو دیر تک قیام رہ سکتا ہی روضہ تاج گنج اور جامع  
مسجد دہلی اور اس قسم کی دیگر عمارات البتہ مرمت ہونے کے سبب  
سے دیر سے برپا ہیں مگر معلوم رہے کہ یہ عمارات پیدائش کے عمل کی  
اعانت کے لیئے نہیں بنائی گئی ہیں باستثناء نہروں اور پلوں اور تالابوں اور  
بندوں اور کنوؤں کے اُن عمارات سے جو محنت کے کاموں میں مدد  
دیتی ہیں چند ہی شاید ایسی ہونگی جو مدت دراز تک قائم رہ سکیں  
اس قسم کی عمارتیں ٹوٹنے اور پکڑنے سے سلامت نہیں رہ سکتیں اور اُن کو  
اس نظر سے مستحکم بناتے ہیں کہ دیر تک قائم رہیں کفایت بھی نہیں  
راس المال کا قائم رہنا اس پر موقوف نہیں ہی کہ اُسکی حفاظت کپتاجے  
بلکہ اس پر کہ بار بار پیدا کیا جائے ہر حصہ راس المال کا پوتاؤں میں آنے  
کے سبب سے زوال پاتا ہی اور عموماً یہ زوال اُس کے پیدا ہوتی ہی  
صورت ظہور کی پکڑتا ہی مگر جو اشخاص اُس کو غارت کرتے ہیں وہ  
غارت کرنے کے عمل میں اُس کو زیادہ پیدا کرتے جاتے ہیں راس المال کا  
پہنا آبادی کی افزائش کے مشابہہ ہی جو آدمی پیدا ہوتا ہی وہ  
مرتا ہی مگر ہر سال تعداد پیدا ہونے والوں کی مرنے والوں کی تعداد سے  
زیادہ ہوتی ہی اور آبادی اس لیئے روز بروز ترقی پکڑتی ہی گو حال کی  
آبادی میں اُن لوگوں میں سے کوئی نہو جو پتھاس یا ساٹھ برس پہلے  
موجود نہیں \*

۷ یہہ دائمی صرف میں آ جانا اور پھر پیدا ہونا راس المال کا اُس  
امر کی توضیح کرتا ہی جو کہ اکثر باعث تحویر ہوتا ہی یعنی اکثر دیکھنے  
میں آتا ہی کہ ایک ملک خالی نہا ہی سے بہت چاند آلودگی حاصل

کوٹا ہی تھوڑے ہی زمانہ میں جمیع اٹار تباہی اور خرابی کے جو زلزلوں اور طوفانوں اور جنگ و پیکار سے صورت ظہور کی پکڑتے ہیں زایل ہو جاتے ہیں غنیم ملک کو احراق اور گردن زنی سے تباہ کر دالتا ہی اور سارا مال منقولہ جو آس میں ملتا ہی یا تو آس کو ضایع کرتا ہی یا مال غنیمت سمجھ کر اپنے ملک کو لپیچاتا ہی اور جمیع باشندہ ملک مغلوب کے تباہ اور محسوسہ حال ہو جاتے ہیں مگر تھوڑے ہی دن بعد اس تباہی کے وہ اپنی اصلی حالت کی طرف آسودگی اور فارغ البالی کے عود کرتے ہیں اور یہہ قوت اصلاح جس کو مدبر طبیعت کہتے ہیں یا تو باعث تحسیر ہوتی ہی یا واسطے ثبوت عجیب قدرت پس انداز کے جو عرصہ قلیل میں سخت تباہی کا جبر کر سکتی ہی بطور دلیل کے پیش کی گئی ہی مگر معلوم رہے کہ اس معاملہ میں کوئی امر غیر معمولی کہ باعث تحسیر ہو پایا نہیں جاتا کیونکہ جن اشیاء کو غنیم تباہ کرتا ہی وہ ہاتھ سے خود اہل جماعت کے تھوڑے عرصہ میں غارت ہو جاتیں اور جو دولت یہہ لوگ جلد دوبارہ پیدا کرتے ہیں اُسکے پیدا کرنے کی ضرورت پیش آتی اور ہر حال میں وہ پیدا کی جاتی درنوں صورتوں میں بجز اُسکے اور کسی بات میں فرق نہیں آتا کہ ایک صورت میں پیدا کرنے والوں کو عمل پیدائش میں پیداوار سابق کے صرف کرنے پر دسترس نہیں ہوتی ہی اور دوسری صورت میں ہوا کرتی ہی پس یہاں سے ظاہر ہی کہ امکان جلد جبر ہو جانے مصائب اور نقصان کا موقوف ہی آویں عدم تباہی آدمیوں ملک کے یعنی اگر محنت کرنے والے بوقت غلبہ غنیم کے ملک سے خارج نہ کیئے جائیں اور بعد تباہی بھوکے نہ مریں تو وہ اپنی محنت اور اپنے ہنر و علم سے باستعانت اپنی زمین کے جسکو زوال نہیں آتا اور کارخانجات کے جن میں تھوڑا نقصان راہ پاتا ہی مثل سابق کے پیداوار طیار کر سکیں گے کیونکہ لوازم پیدائش سے اکثر چیزیں اُنکے پاس موجود ہوتی ہیں اگر تباہی کے بعد اُنکے پاس اس قدر غذا یا مال کہ وسیلہ غذا ہی بچ رہے کہ وہ زندہ اور کام کرنے کے لائق بنے رہیں تو تھوڑے ہی

دنوں میں وہ صرف اپنی معمولی محتاجت سے پہلے زمانہ کے برابر پیداوار طیار کو لینگے اور دولت اور اس المال ہو مثل سابق کے قابض ہو جائینگے اور نہ یہ معاملہ کچھ عجیب قدرت پس انداز کے جیسا کہ عوام سمجھتے ہیں ظاہر کرنا ہی کیونکہ اس صورت میں تنگی اختیاری نہیں ہوتی بلکہ بہت صحیح ہوتی ہے :

۸ جو روپیہ سوگوار واسطے اخراجات لرائی یا کسی اور غیر پیدا کرنے والے خرچ کے قرض لیتی ہے وہ چونکہ عموماً اس المال ملک سے کھنچ آتا ہے اس لیے بموجب اصول مذکور الصدر کے لازم آتا ہے کہ اس قرضہ سے ملک بے مایہ ہو جائے مگر بارہا اُسکے خلاف دیکھنے میں آیا ہے یعنی جب دنوں میں اس قسم کا صرف زیادہ ہوا ہے انہیں دنوں میں ملک کے اندر زیادہ ترقی پائی گئی ہے اور متوازن دولت ملکی میں بچائے اُسکے کہ زوال راہ پائے زیادہ وسعت اور گنجائش ہوئی ہے اور ان ظاہری اثر ترقی کو دیکھ کے اکثر اہل فن نے خصوصاً اور عوام نے عموماً غلطی کہا کے غیر پیدا کرنے والے صرف کو پیدا کرنے والے صرف پر شرف دیا ہے ان جمیع اسباب کو کہ جنسے یہ نتیجہ خلاف اصول مذکور الصدر کے نکلتا ہے ہم اس مقام پر بہ تفصیل بیان نہیں کرتے مگر واسطے توضیح کے ایک صورت کہ بدترین ہے فرض کرتے ہیں فرض کرو کہ جو روپیہ سوگوار نے اصال قرض لیکن ضایع کو ڈالا وہ کلیہ کسی پیدا کرنے والے کام سے کہ جسمیں وہ واقعی لگا تھا کھنچ آیا پس بمقدار قرضہ مذکور کے اصال اس المال ملک گھٹ گیا اب ہم کہتے ہیں کہ جو یہ قرضہ بدرجہ غایت زیادہ نہ ہو تو اس صورت مفروض میں کوئی ایسا سبب وجود نہیں رکھتا کہ جسکے باعث سے سال آئندہ میں اس المال ملک اس قدر زیادہ نہ ہو جسقدر کہ ہمیشہ ہر سال ہوا کرنا تھا کیونکہ ہر قرضہ اس حصہ کو جو اس المال کے مشتمل نہیں ہو سکتا جو آلات اور ارزار اور عمارت کو بخاوی ہے وہ تو کلیہ اسی حصہ سے اس المال کے کھنچا گیا جس سے

آخر میں مہضت کرنے والوں کی ادا کی جاتی تھی اور اُسکے ٹھانے جاتے۔  
 سے الگ مہضت کرنے والوں کو زحمت پہنچائی لیکن جو مہضت  
 کرنے والے بھوکے نہ مریں یا اُنکی اجرت کچھ قدر کم ہو جائے یا صاحبان  
 خیر اُنکی مدد کریں تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ اُنکی مہضت سے سال  
 آئندہ میں اُس قدر پیدا نہو جتنا کہ سابق پیدا ہوتا تھا اور جو یہ  
 لوگ اتنا ہی پیدا کریں جتنا پہلے پیدا کرتے تھے تو بمقدار اُن لاکھوں  
 روپیہ کے جو اُنکی اجرت میں کم دینے پڑے اُنکے کام سے لگانے والوں کو  
 بچت ہوگی اور جو نقصان راس المال ملک میں ہوا تھا اُسکا فوراً جبر  
 ہو جائیگا مگر معلوم رہے کہ یہ جبر مہضت کرنے والوں کی تکلیف اور  
 ضیق معاش سے ہرگز پس یہاں سے ظاہر ہے کہ ایسے ایام غر پیدا کرنے  
 والے صرف اُن لوگوں کے حق میں ایام بہتری ہو سکتے ہیں۔ جنکی  
 فراغت کو عوام ملک کی سوسائٹی اور بہتری ہو مستعمل کرتے ہیں  
 اہل فن میں اِس امر پر گفتگو ہے کہ جو روپیہ سرکار کو واسطے اخراجات  
 لڑائی کے مطلوب ہو وہ ایک بار بذریعہ محصول کے ملک سے وصول کیا

† مگر یاد رکھنا چاہئے کہ جنگ و پیکار کے زمانہ میں صرف اتنا ہی نہیں  
 ہوتا کہ پیدا کرنے والے کام سے راس المال کھنچ جاتا ہے بلکہ مہضت کرنے والے بھی  
 کار مذکور سے ملحدہ ہر جاتے ہیں۔ جو روپیہ پیدا کے کام سے کھنچ جاتا ہے اُس میں  
 سے کچھ تو انہیں مہضتی لوگوں کو جو کام سے الگ ہوئے ہیں یا اردن کو راس  
 انجام دینے غیر پیدا کرنے والی مہضت کے اجرت میں دیا جاتا ہے اور نتیجہ اُسکا  
 یہ ہوتا ہے کہ جو آدمی پیدا کرنے کی مہضت سے ملحدہ ہو کر نوچ وغیرہ میں  
 بہرتی ہوتے ہیں انہوں کا کچھ نقصان نہیں ہوتا مگر راس المال والوں کو نفع نہیں  
 پہنچتا اور لڑائی کے اخراجات کے سبب سے ملک کا پیدار عام روز بکھی لاتا ہے۔  
 اگر کسی ملک کی لڑائی کے اخراجات کے لیئے روپیہ تو غیر ملکوں سے بطور خراج کے  
 لیا جائے اور سچا خود اُسی ملک کے آدمیوں سے بہرتی کی جائے تو اجرت مہضتی  
 لوگوں کی بجائے گھٹنے کے زیادہ ہو جائیگی اور اعلیٰ راس المال کو جو مہضتی لوگوں  
 سے کام لیٹے تھے فائدہ تمام نہ پہنچائیگا اور بعض اُسکے کہ مہضتی پیدا کرنے والے  
 مہضت انجام نہیں دیتے دولت ملکی میں کمی راہ پائیگی۔ اگر خود اُسی ملک کے  
 آدمی فرج میں بہرتی نہ کیئے جائیں مگر روپیہ اُسی ملک کا اخراجات لڑائی میں  
 صرف ہو تو مزدور اُس ملک کے تکلیف اُٹھائینگے اور اہل راس المال نفع میں رہینگے  
 اور پیدائش کے مشاؤون دایمی میں کمی نہوگی

جائے یا بطور قرض کے لیا جائے اور فقط سود اُسکا لوگوں سے بذریعہ محصول سال بسال وصول کیا جائے جو تقرر اُوپر آچکی ہی اُس سے یہہ تو عیاں ہی کہ جو روپیہ لوائی یا کسی اور غیر پیدا کرنے والے خرچ میں صرف کیا جاتا ہی اُس سے ہوجہہ کم ہوجانے راس المال کے پیدا کی محنت کرنے والوں کو تکلیف پہونچتی ہی کچہہ قدر اُس تکلیف کے بچانے کے واسطے بعض اہل فن کی رائے ہی کہ زر مطلوبہ سرکار قرض لیا جائے اور فقط سود اُسکا بذریعہ محصول کے سال بسال وصول کیا جائے تا کہ محنت کرنے والوں کو بہت تکلیف نہ پہونچے اور کل پار اِس روپیہ کا ایک ہی دفعہ لوگوں پر نہ پڑے مگر گروہ مخالف اِس رائے کو بایں وجہہ پسند نہیں کرتے کہ زر مطلوبہ چاہے بطور قرضہ کے لیا جائے چاہے بذریعہ محصول کے وہ تو ایک ہی بار راس المال ملک سے ادا کیا جائیگا اور راس المال کے کم ہونے سے جو خرابی پیدائوتی ہی وہ دونوں صورتوں میں پیدا ہوگی بلکہ قرضہ کی صورت میں اتنی اور خرابی ہوتی ہی کہ ہر اے درام سال بسال سود ادا کرنا پڑتا ہی اور قرضہ سر پر بنا رہتا ہی اِس سے تو یہی بہتر ہی کہ کل زر مطلوبہ ایک بار بذریعہ محصول وصول کرلیا جائے ہمارے نزدیک بھی یہی قول قرین صواب ہی مگر اتنا یاد رکھنا چاہیئے کہ یہہ قول اُسی صورت میں درست ہی کہ سرکار زر مطلوبہ اپنے ہی ملک سے بطور قرض وصول کرے اور یہہ روپیہ اُس راس المال سے ادا کیا جائے جو واقعی پیدا کے کام میں لگا ہو مگر عمل درآمد میں ہمیشہ ایسا نہیں ہوا کرتا بعض اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ جو روپیہ سرکار قرض لیتی ہی وہ غیر ملکوں کے مالدار اور ساہوکار دیتے ہیں یا خود اُسی ملک کے کہ جہاں مطالبہ ہی زر ضرور سے کہ جو پیدا کے کام میں نہیں لگا ہی دیا جاتا ہی ایسی صورتوں میں قرض لینا بہتر ہی اِس سے کہ بذریعہ محصول کل زر مطلوبہ ایکبار لوگوں سے وصول کیا جائے \*

۹ اب ہم عنان توجہ کو ناظرین اور اراق کے چوتھے مسئلہ اصولی کی طرف جو راس المال سے تعلق رکھنا ہی منعطف کرتے ہیں اکثر آدمی یا تو اس پر فکر ہی نہیں کرتے یا اس کی حقیقت کو اچھی طرح سے نہیں سمجھتے مسئلہ مذکور بہت ہی کم مقدار پرورش اور پرداخت اور کام سے لگائے پیدا کرنے والی محنت کا موقوف ہی راس المال پر جو محنت مذکور کو کام سے لگائے میں لگنا ہی نہ مقدار پر مانگ اشیاء مصنوعی کے جو اختتام پر محنت مذکور کے طیار ہوتی ہیں یعنی مانگ اشیاء مصنوعی کی بمنزلہ مانگ محنت کے نہیں ہوتی یعنی مانگ کو اشیاء مصنوعی کی کمی یا بیشی میں مقدار محنت کے کچھ دخل نہیں ہی وہ تو صرف اس امر کی دلال ہی کہ محنت اور راس المال کس خاص کام میں محنت کے لگایا جائے وہ صرف محنت کی جہت تعیین کرتی ہی نہ اس کی مقدار کمی اور زیادتی محنت کی مقدار پر راس المال کے موقوف ہوتی ہی یعنی جس قدر راس المال زیادہ ہوتا ہی اسیقدر زیادہ محنت کرنے والے کام سے لگ سکتے ہیں فرض کرو کہ بازار میں مختل کی مانگ بہت زیادہ ہی اور اُسکی خرید کے لیئے روپیہ بھی موجود مگر اُسکا کارخانہ جاری کرنیکے لیئے راس المال نہیں ہی اب ہم کہتے ہیں کہ اس مانگ کے زیادہ ہونے سے کچھ حاصل نہیں جب تک اور کارخانوں سے راس المال کہنے کے مختل کے کارخانہ میں نہ لگے نہ مختل طیار ہوگی اور نہ وہ خریدی جائیگی الا اس صورت میں کہ خریدار بدرجہ غایت بے تاب ہوں اور زر قیمت پیشگی دیکر مختل کا کارخانہ جاری کرائیں پس عیاں ہی کہ جب یہ لوگ اہنی آمدنی کو راس المال میں تبدیل کرینگے اور نیا کارخانہ جاری کرائینگے تب مختل کے کاریگروں کی پرورش کا باب کھلے گا \*

اب صورت مفروضہ کو اولت دو یعنی فرض کرو کہ مختل بنانے کے لیئے راس المال بائواط موجود ہی مگر مختل کی مانگ نہیں پس مختل نہ بنائی جائیگی کوئی ایسا سبب وجود نہیں رکھتا کہ اہل



راس المال مختل کے بنانے کو اور چیزوں کے بنانے پر ترجیح دینے دستکار  
 اور دستکاروں کے مزدور خریداروں کی خوشی کے لیے سامان نہیں بناتے  
 بلکہ بغرض فراہم لانے اپنی اشیاء حاجات کے اور چونکہ اُن کے پاس  
 راس المال اور مختنت کہ لوازم پیدایش سے ہیں موجود ہی یا تو وہ کوئی  
 ایسی شے پیدا کریں گے جسکی بازار میں مانگ ہوگی یا ضرورت نہوے  
 مانگ کے خود ہی اُن چیزوں کو بنائیں گے جسکی انہیں ضرورت ہی  
 پس معلوم ہوا کہ کام سے لگانا مختنتی لوگوں کا خریداروں پر موقوف نہیں  
 ہوتا بلکہ راس المال پر مگر ناظرین اوراق کے ذہن نشین رہے کہ ہم اُن  
 فتایح کو حساب میں نہیں لیتے جو کسی تبدل کے دفعاً پر روے کار آنے سے  
 پیدا ہوتے ہیں اگر کوئی شے بقدر حاجت طیار ہو جائے اور بعد  
 طیار کے اُس کی مانگ دفعاً نہ رہے تو یہ امر ایک نئی صورت پیدا  
 کرتا ہے جس میں راس المال واقعی ایسی شے کے بنانے میں صرف ہوجاتا ہے  
 جسکی کسیکو ضرورت نہیں ہوتی پس ظاہر ہے کہ راس المال مذکور تلف  
 ہو گیا اور کام سے لگا رہنا مزدوروں کا موقوف ہوا نہ اس وجہ سے کہ مانگ  
 قہیں رہی بلکہ اس سبب سے کہ راس المال نہیں رہا پس یہ صورت  
 ہمارے مسئلہ اصولی کے لیے عیار نہیں بن سکتی عیار واقعی تو وہی  
 صورت ہوگی جس میں تبدل بتدریج پر روے کار آئے اور متوقع ہو اور جس میں  
 راس المال ضائع نہو یعنی دستکاری کسی شے کی بتدریج اس سیل سے  
 موقوف ہوجائے کہ جیسے آلات گھستے جائیں اُنکی ترمیم نہو اور جو  
 روپہ بکری سے شے مذکور کے آنا چاہے وہ پھر اُس شے کے بنانے میں  
 مستغرق نہ کیا جائے پس راس المال نئے کارخانہ میں لگانے کے لیے فراہم  
 ہوجائے اور اس نئے کارخانہ میں اُس سے اتنے ہی مزدوروں کی پرورش  
 ہوگی جتنوں کی پہلے کارخانہ میں چو بند ہوا ہوا کرتی تھی اہل جماعت  
 کو اس تبدل سے البتہ اتنا نقصان اُٹھانا پڑے گا کہ دستکار اور مزدور اُس  
 سرمایہ علم و ہنر سے جو انہوں نے پہلے کام میں حاصل کیا تھا اس نئے

کام میں نفع تام نہ اُٹھا سکیں گے تاہم محنتی کام کر سکتے ہیں اور جو اس المالِ اُنکو سابقِ برسرکار رکھتا تھا وہ اب بھی یا تو پہلے ہی کارخانہ داروں کے ہاتھ کے قلعے یا اوروں کے جو اُسے قرض لینے اُنہیں پہلے محنتیوں یا اوروں کو کام سے لکائیگا یہ مسئلہ اصولی کہ خریدنا شی مصنوعی کا کام سے لگانا مزدوروں کا نہیں ہوتا اور کہ دلال محنت کی مانگ کی وہ اُجرت ہوا کرتی ہی جو کسی شی کے پیدا ہونے کے پہلے ہوتی ہی نہ مانگ شی مذکور کی بعد پیدائش کے اس قدر توضیح طلب ہی کہ جہاں تک ہوسکے اُسکی تصریح کے لیے مثالیں دینی چاہیئیں عوام کے نزدیک تو یہ مسئلہ معما سے کم نہیں اور اہل فن سے کہ جنکا قول مسند ہی چند ہی ایسے ہیں کہ جنکی نظر اُسپر برابر رہی ہی باتوں نے گاہ گاہ ایسا بیان کیا ہی کہ جو آدمی اشیائے مصنوعی کو کہ ثمرہ محنت ہی خرید کرتا ہی در حقیقت محنت کو کام سے لگانا ہی اور یہ شخص محنت کی مانگ کو اُسی طریق سے وجود میں لانا ہی جس طریق سے کہ خریدار محنت بعد دینے اُجرت کے مزدوروں کو بلا واسطہ غیروے اگر محنت کی مانگ سے وہ مانگ مراد لی جائے جو اُجرت کو محنتی لوگوں کے زیادہ کرے یا جسکے سبب سے تعدادِ باکار مزدوروں کی زیادہ ہو جائے تو ہمارے نزدیک مانگ اشیائے مصنوعی کی مانگ محنت کی نہیں ہی جو آدمی سامان خرید کرتا ہی اور اُس کو اپنی ذات پر صرف کرتا ہی وہ مزدوروں کو کچھ نفع نہیں پہنچاتا نفع تو رہی پہنچاتا ہی جو اپنی ذات پر کم صرف کرتا ہی اور اس کمی صرف سے جو پس انداز رہتا ہی اُس کو بطور اُجرت محنتی لوگوں کو دیتا ہی اور اُنہیں کام سے لگاتا ہی اس مسئلہ کو بخوبی ذہن میں چمانے کے لیے ہم ایک مثال دیتے ہیں فرض کرو کہ زید کے پاس کچھ سالانہ آمدنی ہی اس آمدنی کو وہ دو طریق سے صرف کر سکتا ہی یعنی یا تو اُس کے ایک حصہ کو

آجرت میں نساہوں اور معماروں اور چاہ کنوں اور باغبانوں وغیرہ کے دیکے  
 ان سے کوئی اور مکان اور باغات وغیرہ طیا کرانے یا بجائے اسکے حصہ  
 مذکور سے مستعمل اور لیس خرید کے اپنی ذات پر صرف کرے \*

اب امر تنقیح طلب یہ ہے ہی کہ ان دونوں طریق سے خرچ کے کونسا  
 طریق مزدوروں کی رفاہ اور پرورش کا زیادہ باعث ہوتا ہے یہ تو صاف  
 ظاہر ہے کہ جن مزدوروں کو زید پہلی صورت میں باکار رکھیںگا وہ دوسری  
 صورت میں بیکار ہو جائیں گے مگر جو ہماری رائے کے مخالف ہیں  
 فرماتے ہیں کہ ان کے بیکار ہوجانے سے کیا ہرج ہی جیسے وہ بیکار ہو گئے  
 ویسا ہی مستعمل بنانے والوں اور لیس بننے والوں کے رزق کا دروازہ کھل گیا  
 مگر ہماری حاجت یہ ہے ہی کہ دوسری صورت میں زید بذات خود  
 مزدوروں کی پرورش نہیں کرتا وہ صرف اس امر کا تصفیہ کرتا ہے کہ  
 کوئی غیر شخص مزدوروں کو کس کام میں لگائے زید مستعمل بنانے والوں  
 کو اپنے روپیہ سے روزانہ آجرت نہیں دیتا وہ شی طیار کو جو دوسروں کی  
 محتنت اور اس المال سے بنی ہے مول لیتا ہے وہ نہ آپ مزدوروں کو  
 آجرت دیتا ہے نہ اپنا اس المال لگاتا ہے آجرت اور اس المال مستعمل  
 اور لیس کے کارخانہ والے اپنا لگاتے ہیں فرض کرو کہ زید ہمیشہ اپنی  
 آمدنی کو نجاروں اور معماروں وغیرہ کی آجرت میں صرف کرتا تھا اور  
 یہ مزدور آجرت مذکور سے اپنا سامان معیشت کہ جو محتنت اور  
 اس المال سے طیار ہوتا تھا خرید کرتے تھے مگر اس نے آپ اپنا طریق  
 بدل والا اور یہ ارادہ کر لیا کہ آگے کو میں مستعمل خرید کر ونگا پس  
 ظاہر ہے کہ اس طریق کے بدلنے سے اس نے مستعمل کی مانگ کو  
 وجود دیا مگر جب تک مستعمل کی رسد زیادہ نہو تب تک اس کو  
 جنس مذکور نہیں مل سکیگی اور رسد زیادہ نہیں ہو سکتی تا وقتیکہ  
 اس المال زیادہ نہو \*

اب فرمائیئے کہ اس المال زاید کہاں سے آئے زید کے طریق کے بدلنے  
 سے اس المال ملک کہ پیدا کے کام میں لگا تھا کچھ زیادہ نہیں ہوا پس

ظاہر ہی کہ اس افزودہ مانگ کے برابر مستعمل سرالعجام نہوسکتی اگر اسی سبب نے کہ جس نے مانگ بڑھائی بقدر ضرورت راس المال کو کسی اور کام سے مستخلص نہ کیا ہوتا چو روپیہ فی الحال زین مستعمل کی خرید میں صرف کرنا چاہتا ہی سابق معماروں اور نجاروں وغیرہ کو اجرت میں ملتا تھا اور یہ لوگ اُس سے سامان معیشت مول لیتے تھے یہ سامان اُن کو یا تو اب مطلق نہ ملیگا یا کچھ حصہ اُس کا بوجھ رقابت اور مزدوروں کو نقصان پہنچا کے ملیگا پس جس معیشت اور راس المال سے بزمان سابق اِن معماروں اور نجاروں وغیرہ کا سامان معیشت بنایا جاتا تھا اُس کے لئے کام نہ رہیگا اور یہ معیشت اور اہل راس المال لامحالہ کسی اور کام کی تلاش کریں گے اور شاید مستعمل بنانے پر متوجہ ہو جائیں گے اِس تقریر سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ وہی معیشت اور اہل راس المال جو پہلی اشیاء معیشت مذکورالصدر بناتے تھے اب مستعمل بنائیں گے مگر ہزاروں اولت پھر سے آخر کار نتیجہ وہی پیدا ہوگا راس المال ملک میں اِس قدر تھا کہ دو کاموں میں سے ایک کام بنایا جائے یعنی یا تو سامان معیشت یا مستعمل دونوں کاموں کے انجام دینے کے واسطے راس المال نہیں تھا یہ امر تو زید کی مرضی پر موقوف تھا کہ کون سا کام انجام پائے جو اُس نے مستعمل کا لینا پسند کیا تو مزدور بے سامان معیشت رہے واسطے زیادہ توفیم کے صورت مفروض کو پامت دو یعنی فرض کرو کہ زید ہمیشہ مستعمل مول لیتا تھا مگر اُس نے اب ارادہ کیا کہ مستعمل نہ لوں اور جس روپیہ سے مستعمل لینا تھا اُس سے معیشت کرنے والوں کو بذات خود کام سے لگاؤں اگر اے عوام کی صحیح ہو تو اِس تبدل طریق سے زیادہ مزدوروں کی پرورش کا باب نہیں کھلنا چاہیئے صرف یہ نتیجہ پیدا ہونا چاہیئے کہ مستعمل بنانے والوں کی طرف سے کام بچانے معماروں اور نجاروں وغیرہ کے منتقل ہو جائے مگر جو نظر قہمق ہے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ جو رقم پرورش میں مزدوروں کے صرف

ہوتی تھی اُس کی مقدار کل میں افزایش ہوگئی متحمل بنانے والے  
 بہ عام اس امر کے کہ مانگ متحمل کی کم ہوگئی اپنے راس المال کو  
 بوجہ کم بنانے جنس مذکور کے مستخلص کوینکے اور یہہ راس المال  
 مستخلص وہی نہیں ہی جو زید اپنے مزدوروں کو دیتا ہی وہ تو دوسری  
 رقم جداگانہ ہی پس اب بجائے ایک رقم کے دو رقمیں واسطے پرورش  
 مزدوروں کے جمع ہو جائیگی متحمل بنانے والوں سے کام بطرف معماروں  
 اور نجاروں کے منتقل نہرگا اُس کے لیئے تو کام کا دوسرا باب کھلے گا اور  
 متحمل بنانے والوں کی طرف سے کام دوسرے مزدوروں کی طرف شاید جو  
 سامان معیشت مزدوروں کا مذاہینکے منتقل ہو جائیگا بلاشبہ بعض  
 صاحب یہہ کہہ سکتے ہیں کہ جو روپیہ متحمل کی خرید میں صرف  
 ہوتا ہی وہ ہر چند مقدار راس المال میں افزایش نہیں کرنا سکر  
 راس المال مستغرق کو خلاص کرنا ہی ہر چند وہ نئی مانگ معیشت کی  
 پیدا نہیں کرتا سکر مگر حل کے بنا رکھنے کا وسیلہ ہی کیونکہ جیتک  
 مقدار متحمل کا راس مال جنس مذکور میں مستغرق ہوگا تب تک  
 وہ پرورش اور پرداخت میں مزدوروں کے نہیں لگ سکتا جیتک متحمل  
 نہ بک جائے اور جو روپیہ اُس کے بنانے میں صرف ہوا ہی اُس کا عوض  
 خریدار کے روپیہ سے نہرلے تب تب معیشت کی مانگ وجود نہ پائیگی  
 پس یہہ کہہ سکتے ہیں کہ متحمل بنانے والے اور متحمل خریدنے والے  
 دو جداگانہ راس المال نہیں رکھتے راس المال تو ایک ہی ہونا ہی  
 جو مشتری کی جیب سے بائع کی جیب میں منتقل ہو جانا ہی  
 اگر مشتری بجائے متحمل لینے کے مزدوروں کو کام سے لگائیگا تو راس المال  
 مذکور بجائے اسکے کہ متحمل والوں کی طرف منتقل ہو اور اس کی طرف  
 منتقل ہو جائیگا یعنی جتنی مانگ معیشت کی ایک جانب کم  
 ہو جائیگی اتنی ہی دوسری جانب بڑھ جائیگی اب ہم کہتے ہیں کہ  
 تمہید اس دلیل کی درست ہی کیونکہ مستخلص راس المال نا مزدوروں

کے حق میں واقعی وہی نتیجہ دیتا ہی جو کہ وجود میں لانا نئے  
 واس المال کا اگر زید ہزار روپیہ کی بمضمحل خریدے تو وہ بمضمحل  
 بنانے والوں کو واقعی اس لائق کرنا ہی کہ نامبردگان ہزار روپیہ  
 مزدوروں کی پرورش میں صرف کریں جو اُن کی بمضمحل نہ ہکتی تو وہ  
 ہرگز مزدوروں کی پرورش نہ کر سکتے اگر بمضمحل کو ہجڑ زید کے کوئی  
 دوسرا نہ خریدے اور زید بہہ ادا کر لے کہ میں اُن کو اپنا روپیہ معماروں  
 اور نجاروں وغیرہ کی پرورش میں صرف کر رہا تو بلاشبہ زید نئی  
 مانگ مضمحل کی پیدا نہیں کرنا چونکہ درحالیکہ وہ ہزار روپیہ  
 پرورش میں مزدوروں کے صرف کرتا ہی ہزار روپیہ بمضمحل بنانے والوں کے  
 برباد کر دیتا ہی مگر واضح رہے نظریں اوراق رہے کہ اس دلیل میں  
 اُن نتیجہ کو جو کسی تبدل کے یکایک پرورے کار آنے سے پیدا ہوتے  
 اُن نتائج کے ساتھ متعاطی کر دیا ہی جو خود تبدل مذکور سے پیدا  
 ہوتے ہیں اگر مشتری خریدنا بمضمحل کا موقوف کر دے اور جو روپیہ  
 اُسکے بنانے میں صرف ہوتا تھا وہ برباد ہو جائے تو البتہ خرچ کرنا اُسکے  
 روپیہ کا پرورش میں معماروں اور نجاروں کے بمنزلہ وجود میں لانے نئے  
 واس المال کے نہرگا صرف اِقتال کار ایک کی جانب سے دوسری جانب  
 صورت وقوع کی پرتگ ہم جو کہتے ہیں کہ نئے مزدوروں کی پرورش کا  
 باب کھلتا ہی اُسکی صورت یہ ہی کہ جب تک بمضمحل بنانے والوں کا  
 واس المال مستخاص نہیں ہوگا تب تک در حقیقت بہہ باب نہ کھلیگا  
 مگر کون نہیں جانتا کہ جو راندہ کا پی دیا جائے تو ہر کام سے روپیہ  
 بخص میں ہر سکنا ہی اگر بمضمحل بنانے والے کو بوجہ نہ پہنچانے حکم  
 مقررہ کے پہلے سے کمی مانگ کی اطلاع ہو جائے تو بقدر ہزار  
 روپیہ کے وہ بمضمحل نہ بنائیگا اور اُسکے واس المال میں سے بقدر ہزار روپیہ  
 کے خلاص ہو جائیگا فرض کرو کہ پہلے سے اُسکے اطلاع نہ ہوئی اور جو  
 بمضمحل حساب عدالت آئے اُسکی آسمیں سے بقدر ہزار روپیہ کے پڑی رہکتی

اگلے سال ترقیاتیہ پہنچنے سے سال کی باقی نہ بک جائیگی یہاں وہ مطلق  
 مستعمل نہ بنائیں یا کم بنائیں اور جب کل جنس بک جائیگی تو  
 اُسکے پاس اُسقدر اس المال واسطے باکار رکھنے مزدوروں کے موجود  
 ہو جائیں جتنا سابق تھا البتہ اتنا ہوگا کہ کچھ حصہ اُسکے اس المال کا  
 بجائے مستعمل بنانے والوں کے اُڑ قسم کی محنت کرنے والوں کی پرورش  
 میں صرف ہوگا جب تک یہ صفائی نہولیگی محنت کی مانگ کی  
 جہت صرف بدل جائیگی اُسکی مقدار میں افزونی نہوگی مگر صفائی  
 ہوتے ہی مانگ زیادہ ہو جائیگی یعنی بجائے ایک رقم ہزار روپیہ کے جو  
 مستعمل کے بنانے میں لگتی تھی اب دو رقمیں ایک تو وہی اور دوسری  
 جو معماروں وغیرہ کی پرورش میں لگتی ہی موجود ہونگی یعنی اب  
 دو جداگانہ رقمیں دو جداگانہ قسم کے مزدوروں کی پرورش کوئیگی پہلے  
 فقہ ایک ہی رقم مستعمل بنانے والے کی پرورش کرتی تھی اور دوسری  
 رقم مشتری کی بمنزلہ ایک کل کے تھی جو مستعمل والے کی رقم کو سال  
 بسال کام سے لگائے رکھتی تھی \*

جس مسئلہ اصولی کے قائم کرنے کے لئے ہم حجت کرتے ہیں اور  
 جو بعض کے نزدیک مسئلہ ہدیہی اور بعض کے نزدیک معما سے کم نہیں  
 ہی یہہ ہی کہ جو شی ہم اپنی ذات پر خرچ کرتے ہیں اُس سے  
 مزدوروں کو نفع نہیں پہونچتا آنکو نفع اُسی سے پہونچتا ہی جو ہم اپنی  
 ذات پر صرف نہیں کرتے بجائے اُسکے کہ ہم ہزار روپیہ سے اپنی ذات کے  
 خرچ کے لئے کمخواب اور شال اور شراب خریدیں اگر اُسی ہزار روپیہ  
 تو اُجرت میں مزدوروں کو دیں تو مانگ اشیائے مصنوعی کی دونوں  
 صورت میں برابر ہوگی یعنی ایک صورت میں تو کمخواب اور شال اور  
 شراب کی مانگ بمقدار ہزار روپیہ کے ہوگی اور دوسری صورت میں  
 اٹے اور اندھن اور کبوتر وغیرہ کی ۔ مگر پچھائی صورت میں مزدوروں کی  
 جماعت کے اندر ایک ہزار روپیہ کا سامان سب سے زیادہ تقسیم ہوگا

یعنی ہمنے اپنی ذات پر بمقدار ہزار روپیہ کے کم مال خرچ کیا اور جو استعداد ہمو اُس مال کے صرف کرنے کی تھی وہ مزدوروں کی طرف منتقل کر دی اگر ملک میں پیدا کم نہ ہو تو جسقدر ایک شخص خاص اپنی ذات پر کم صرف کرتا ہی اتنا ہی اوروں کے حصہ میں کہ چنکی طرف استعداد مذکور الصدر منتقل ہوتی ہی زیادہ آنا ہی صورت مفروضہ میں پڑھیزگار آخوکار اپنی ذات پر کم خرچ نہیں کرتا کیونکہ جن مزدوروں کو وہ اجرت دیتا ہی وہ اُس کے لیئے مکاں یا کوئی اور شی بناتے ہیں جس سے وہ آگے کو مستفید ہوگا مگر بہر حال اُس نے اپنے خرچ ذاتی کو فی الحال ملتوی رکھا اور پیداوار حالیہ ملک کے ایک حصہ کو اپنی چانپ سے مزدوروں کیطرف منتقل کر دیا اگر بزمانہ آئندہ آسکی پڑھیزگاری کا بدل ہو جائے تو یہ بدل پیداوار حال سے نہوگا بلکہ اُس پیداوار سے جو آگے کو طیار ہوگی پس اِس شخص نے حال کی پیداوار کا حصہ اوروں کے صرف کے لیئے چھوڑا اور مزدوروں کو اُس حصہ سے تمتع اُٹھانے کی استعداد دی پس عیاں ہی کہ وجود ایسی مانگ کا جو بننے تک کسی شی مطلوبہ کے ملتی رہے اور پیشگی قدینا روپیہ کا کاریگروں کو واسطے بنانے شی مطلوبہ کے مگر خرید لینا اُس کا بعد طیاری باداے کل صرف جو اہل راس المال نے اُس کے بنانے میں اُٹھایا ہی کسی نہج سے محنت کی مانگ کو نہیں بڑھاتا اور جو روپیہ اِس طریق سے صرف ہوتا ہی جمیع نتائج میں باعتبار کام سے لگانے مزدوروں کے محض بیکار ہی ایسا صرف ہرگز مزدوروں کے واسطے کام پیدا نہیں کرسکتا اگر کریگا تو لامحالہ اور کار خانوں میں کہ جاری ہیں نقصان پہنچائیکا ہر چند مانگ محتمل کی باعتبار کام سے لگانے محنت اور راس کے بجز اُسکے اور نتیجہ نہیں دیتی کہ فلی قدر راس المال اور محنتی اور کارخانوں میں سے محتمل کے کارخانہ میں کھنچ آئیں مگر اِس میں کارخانہ دار محتمل کا بڑا فائدہ ہی اُسکے حق میں مانگ کا کم ہونا نقصان اُٹھانے کے برابر ہی اور بالفرض اگر آسکا



طیار مال خراب نہو اور بک بھی جائے تاہم ممکن ہی کہ اُس کو اتنا نقصان اُٹھانا پڑے کہ وہ اپنے کارخانہ کو بند کر دینا مصلحتت جانے بخلاف اِس کے مانگ کے زیادہ ہونے کے سبب سے وہ اپنے کارخانہ کو بڑھانا ہی اور زیادہ راس المال لگانے زیادہ نفع اُٹھانا ہی اور اپنے راس المال سے مال جلد جلد بنائے اور اُس کو جلد جلد بیچ کے محنتیوں کو علی الاصل با کار رکھ سکتا ہی یا اُن کی تعداد میں افزائش کر سکتا ہی پس مانگ کی افزائی کے سبب سے واقعی کسی خاص کارخانہ میں اکثر ایسا ہوا کرتا ہے کہ راس المال معین سے زیادہ محنتی کام سے لگ سکتے ہیں مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ اِس کارخانہ خاص میں راس المال اور محنت کو جو نفع رہتا ہی وہ اور کارخانوں سے کہنچ آتا ہی مگر تہوڑے دنوں میں حسب عادت جب اور کارخانوں سے راس المال بقدر حاجت اِس کارخانہ خاص میں کہنچ آتا ہی تو اِس نفع زائد کا نشان ہوتی نہیں بھنا مانگ کا بڑا دخل مبادلہ میں ہی نہ ہدائش میں اگر اشباع کی کیفیت کلیہ اور دائمی ہو نظر کیتبائے تو معلوم ہوگا کہ پیدا کردیوالے کے راس المال میں جسقدر زیادہ پیدا کرنے کی قوت ہوتی ہی اسیقدر اُس کو زیادہ عوض ملتا ہی بک جانا پیداوار کا اور بھر صرف ہونا اُس کی قیمت کا خرید میں اور جنسوں کے نگاہ حقیقت میں صرف ایک تبادلہ ہی مفادیر مساوی الثیمت کا واسطے تسہیل کاروار باع اور شترج کے کچھہ شک نہیں ہی کہ کاموں کو ہامت کے انجام دینے سے پیدا کردیوالے کی قوت محنت کی زیادہ ہو جاتی ہی اور اِس لئے قوت تبادلہ ہامت افزائی پیداوار ہوتی ہی مگر اِس صورت میں بھی عوض دینے والی محنت اور راس المال کی ہدائش ہی نہ مبادلہ مبادلہ چاہے جنس کا جنس سے ہو چاہے جنس کا وہ بیہ سے وہ تو صرف بمنزل ایک آلہ کے ہی کہ جسکی استعانت سے ہم اپنے راس المال اور اپنی محنت کی عوض و اسبی بیمنت میں لے آتے ہں کہ جو ہمارے کاردار کی تسہیل کا باعث ہوتی ہی وہ کسی پہنچ سے محنتوں عوض نہیں ہی \*

۱۰ اصول ماسبق اُن دلائل اور وسایلی کی نراستی کو ہیہ پایہ ثبوت پہونچاتے ہیں جنکو عوام ہر روز نئی نئی صورتوں میں پیش کرتے ہیں ۔ مثلاً بعض صاحب جنسے ، متول ہاتوں کی اُمید تھی ارشاد فرماتے ہیں کہ اُمندی کے محصول کے جواز کے لیئے یہہ دلیل قائم کرنی کہ یہہ محصول دولت مندوں اور اوسط درجہ کے آدمیوں پر پڑتا ہی ۔ محض مغالطہ بلکہ فریب دیتا ہی کہونکہ محصول مذکور چونکہ دولت مندوں سے اُس سرمایہ کو کھینچ لیتا ہی جو وہ غربا پر خرچ کرتے اُس لیئے وہ غربا کے حق میں اُسی قدر باعث زبونی ہی جستدر لیا جانا اُسکا خود غریبوں سے \*

اِس مسئلہ کے حسن و قبح کی نسبت ہم اب رائے دے سکتے ہیں جس حصہ کو اِس محصول کے بصورت نہ لیئے جانے اُسکے سُوکار میں محصول دینے والے راس المال میں تبدیل کرتے یا ملزموں کو متغیرہ ہیں یا غیر پیدا کرنے والے محنتیوں کو اُچرت میں دیتے بمقدار اُسکے مانگ محنت کی بلا شہہ محصول کے ایسے سے کم ہو جاتی ہی اور غربا کا نقصان ہوتا ہی اور چونکہ ہر حالت میں یہہ نتیجہ تہوڑا بہت ضرور پیدا ہوتا ہی اِس لیئے ممکن نہیں ہی کہ محصول کسی ایسے طریق سے لیا جائے کہ اُسکا بار غربا پر نہ پڑے مگر اِس میں بھی ایک حجت باقی رہتی ہی اور وہ یہہ ہی کہ بعد لینے محصول کے کیا سُوکار زر محصول سے اُسی قدر محنتیوں کو اُچرت میں نہیں دیتی جس قدر محصول دینے والے بصورت نہ ادا کرنے محصول کے اُنکو دیتے \*

وہ حصہ محصول کا جو در صورت نہ داخل کرنے اُسکے سرکار میں محصول دینے والے بخیرید اشیاء اپنی ذات پر خرچ کرتے کسی نہیج سے ہوجب اصول مذکور الصدر کے غربا پر نہیں پڑتا وہ تو قطعی دولت مندوں پر پڑتا ہی کہ جو سرکار میں محصول داخل کرتے ہیں چہانتک اِس حصہ کا قدم درمیان ہی محنت کی مانگ بعد محصول کے اُنہی ہی رہتی ہی جتنی کہ سابق تھی ملک کا جو راس المال محنتی لوگوں کو برسرکار

رکھتا تھا وہ بعد لینے محصول کے بدستور بنا رکھتا اور معنت کو باکار رکھتا ملک کی پیداوار میں سے جس قدر پیداوار محصول کی پہلی معنتیوں کو اجرت میں ملا کرتی تھی اتنی ہی بعد محصول کے آنکی ہرورش کے لینے سرحد ہوگی اور اُنکو ملیگی جن لوگوں کی رائے کے خلاف ہم گفتگو کرتے ہیں اگر اُنکا قول صحیح مانا جائے تو ممکن نہیں کہ بجز غربا کے کسی اور سے محصول لیا جائے اگر مقرر کرنا محصول گا اُس شی جو خرید میں پیداوار معنت کے صرف ہوتی ہی بمفرلہ لگانے محصول کے معنت کرنے والوں پر تصور کیا جائے تو کل محصول گویا معنت کرنے والوں کو دینا پڑے مگر یہی دلیل یہہ بھی ثابت کرتی ہی کہ معنتیوں پر محصول لگانا ممکن نہیں کیونکہ زر محصول یا تو خرید میں اجناس کے یا اجرت میں معنتیوں کے دیا جاتا ہی پس وہ معنتیوں کو مسترد ہو جاتا ہی پس محصول کے لینے میں یہہ عمدہ خوبی ہی کہ نہ وہ کسی پر نہیں پڑتا اسی دلیل سے معنتیوں کا اِس میں کچھ نقصان نہیں ہی کہ جو کچھ اُنکے پاس ہو اُنسے لے کے باقی افراد پر اہل جماعت کے تقسیم کر دیا جائے کیونکہ بموجب مسئلہ مذکور الصدر کے وہ تو ابھیں میں صرف ہوگا \*

واضح رائے ناظرین اوراق ہو کہ یہہ غلطی اِس سبب سے سرزد ہوتی ہی کہ عوام معاملہ کی اصلی کیفیت پر بلا واسطہ نظر نہیں کرتے اُنکی نظر ظاہری دینے اور خرچ کرنے پر رہا کرتی ہی روپیہ دم بدم ایک سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہی جو اثر محصول کا روپیہ پر ہوتا ہی اگر اُس پر نظر کریں اور توجہ کو اُس اثر کی تفہیم کی طرف مایل جو اشیائے صرف پر ہوتا ہی تو معلوم ہو جائیگا کہ جو لوگ محصول آمدنی کا ادا کرتے ہیں اُن کو واقعی اپنا خرچ کم کرنا پڑتا ہی اور جتنا خرچ یہہ لوگ کم کرتے ہیں اُنہا ہی بار محصول کا اُن پڑتا ہی بخلاف اِس کے جستدر زر محصول میں سے یہہ لوگ پس انداز کر کے کار پیداہش

میں لگاتے یا پرورش میں غیر پیدا کرنے والے محنتیوں کے صرف کرتے اُسیندر اُس رقم سے کم ہو جاتا ہی جو پرورش میں محنتی لوگوں کے صرف ہوتی مگر جو سرکار زر محصول سے اُنغا ہی روپیہ جتنا کہ محصول دینے والے صرف کرتے اُجوت میں محنتیوں کے مثل ملاحوں اور سپاہیوں اور بوقندازوں وغیرہ کے اور اوتارنے قرض کے کہ جسکے سبب سے اس المال میں افزایش ہوتی ہی خرچ کرے تو محصول کے لیئے جانے سے محنتیوں کا کار و بار مطلق بند نہیں ہوتا بلکہ ممکن ہی کہ کچھ زیادہ ہو جائے اور کل بار محصول کا انہیں ہو پڑتا ہی جنہو اُسکا ڈالنا منظور تھا ملک کی پیداوار میں سے وہ سارا حصہ جو کوئی آدمی سولے مزدور کے اپنی ذات پر واقعی صرف کرتا ہی کسی نہیج سے کچھ بھی محنت کی پرورش میں مدد نہیں کرتا صرف سے بجز صرف کرنے والے کے کوئی اور نفع نہیں اُٹھاتا ممکن نہیں ہی کہ ایک آدمی اپنی آمدنی کو اپنی ذات پر بھی صرف کرے اور اُسی کو اُوروں کو بھی صرف کرنے کو دے لیا جانا ایک حصہ اُس آمدنی کا سرکار میں بصیغہ محصول اہل آمدنی اور بھی اور لوگوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اُس سے یا تو اہل آمدنی کا نقصان ہوگا یا اوروں کا پس واسطے دریافت کرنے اِس امر کے کہ محصول سے کسکا نقصان ہوا ہمکو یہ دیکھنا چاہیئے کہ اُس کے سبب سے کسکو اپنا صرف کم کرنا پڑا جسکو صرف گھٹانا پڑا اُسی پر محصول پڑا \*

## باب نیشتم

در باب راس المال متعدی اور راس المال مستقر کے

۱۔ بنظر تکمیل قرضیحات راس المال اِس امر کی ضرورت ہی کہ کچھ بیان اُن دو قسموں کا کیا جائے جن میں اہل فن راس المال کو تقسیم کرتے ہیں جو فرق اِن اقسام میں ہی وہ ہیں ہی ہر چند اُس کو ہم نے خصوصیت کے ساتھ بیان نہیں کیا ہی مگر ابواب ماسبق میں

بارہا اُس کی طرف اشارت کی ہی اُس مقام پر اِن اقسام کی محتنت کے ساتھ تہریف کرنے اور اُن کی چھت کیفیتوں کو بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی واضح رائے ناظرین اوراق ہو کہ جو راس المال کسی شی کے بنانے میں لگتا ہی اُس کا ایک جزو تو ایسا ہوتا ہی کہ بعد ایک دفعہ کے استعمال کے وہ راس المال نہیں رہتا یعنی بعد ہولینے ایک عمل کے پھر اُس سے عمل پیدایش میں وہی کام جو پہلے نکلتا تھا نہیں نکلتا بہہ حال اُس جزو راس المال کا ہوتا ہی جو مصالحتہ کو شامل ہی مثلاً سچی اور چربی سے صابون بنایا جاتا ہی مگر جب ایک بار اِن اشیاء سے صابون بنائیں تو اُنکی صفات سچی اور چربی کی زایل ہو جاتی ہیں اور وہ اِس لائق نہیں رہیں کہ اُن سے پھر صابون بنائیں ہو چند نہا مرکب کہ صابون ہی دوسرے عاموں میں پیدایش کے کام دیسکتا ہی اسی قسم میں اُس راس المال کو داخل کرنا چاہیئے جو اُچرت یا پرورش و پرداخت میں محتنت کرنے والوں کی خرچ ہوتا ہی مثلاً روئی کانے والے کے راس المال کا وہ جزو جو اُچرت میں مزدوروں کو ملتا ہی بعد خرچ ہو جانے کے اُسکا راس المال نہیں رہتا اور جو حصہ اِس اُچرت کا محتنت کوٹے والے اپنی حاجات کے رفع کرنے میں اپنی ذات پر خرچ کڑالتے ہیں وہ تو مطلق راس المال کی مد سے معدوم ہو جاتا ہی حتی کہ جسقدر اِس اُچرت میں سے مزدور پس انداز کرتے ہیں اُسکو کہ نمہ نئی بچت ہی نہا راس المال تصور کرنا چاہیئے جو راس المال اِس طریق سے اپنے کام کو عمل پیدایش میں ایک ہی بار کے استعمال سے پورا کردیتا ہی اور پھر اُس کام کے انجام دینی کے لائق نہیں رہتا اُسکو اصطلاح میں اِس فن کے راس المال معدی کہیے ہیں ہر چند اِس لفظ کو اِس قسم سے چنداں مناسبت نہیں ہی مگر اہل فن نے اِس نظر سے اُسکو اپنی اصطلاح میں داخل کیا ہی کہ اِس قسم کے راس المال کی ہر دفعہ فروخت پیدوار تجدید کرنی پڑتی ہی اور بعد تجدید اُس سے پھر بدینہ وجہہ جدائی کرنی پڑتی ہی کہ وہ اُچرت

و عبورہ میں صرف ہو جاتا ہی یعنی وہ اپنے کام کو قائم بنا رہ کر انجام نہیں دیتا بلکہ تعدیہ سے \*

دوسرا جزء کثیر راس المال کا آلات اور ادوات کو پیدایش کے کم و بیش دیر پا ہوتے ہیں شامل ہوتا ہی اس قسم کا راس المال تعدیہ سے کام نہیں دیتا بلکہ قائم بنا رہنے سے اور قوت عاملہ آسکی ایکبار کے استعمال سے زایل نہیں ہوتی اسی قسم میں مکانات اور کلیں اور آلات اور اوزار داخل ہیں بعض ان میں کئے بہت پایدار ہوتے ہیں اور عمل اُنکا باعتبار اُنہ پیدایش کے عمل ہائے پیدایش میں مدت دراز تک جاری رہتا ہی جو راس المال زمین میں واسطے بفعل لانے کسی اصلاح دایمی کے مستغرق کیا جاتا ہی یا کسی کارخانہ کو جاری کرنے میں اول صرف ہوتا ہی آسکو بھی اسی قسم میں داخل کرنا چاہئے مثلاً صرف جاری کرنے کسی کان کا یا بنائے نہر یا تعمیر سڑک اور بندر کا جو راس المال اس طرح کی ہیئت پایدار میں وجود رکھتا ہی اور جسکا بدل بتدریج زمانہ دراز تک ہوتا رہتا ہی آسکو اس فن کی اصطلاح میں راس المال مستقر کہتے ہیں \*

راس المال مستقر میں سے بعض صنفوں کی گاہ گاہ یا وقتاً فوقتاً تجدید کرنی پڑتی ہی چنانچہ جمیع عمارات اور آلات کا یہ حال ہی کہ بعد گذرنے کچھ زمانہ کے بذریعہ مرمت آنکی تجدید جزئی لازم آتی ہی اور آخر کار بوجہ اندر اس وہ ایسے بیکار ہو جاتے ہیں کہ عمل پیدایش میں اپنا کام نہیں دے سکتے اور مصالحہ میں داخل ہو جاتے ہیں بعض صورتیں ایسی بھی ہیں کہ اگر کوئی آفت ارضی یا سماوی نہ آجائے تو راس المال کے کلیہ تجدید کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی مگر آسکو بنا رکھنے کے لینے گاہ گاہ یا باوقات معینہ روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہی مثلاً بندر یا نہر جو ایکبار بن جائے تو پھر آسکو مثل کلوں کے دوبارہ بنانے کی ضرورت نہیں ہوتی الا اُس صورت میں کہ آسکو کوئی دیدہ و دانستہ خراب کر دالے یا آفات

ارضی و سماوی سے اُس میں خلل راہ پائے مگر اُسکی شکست و ریخت کی درستی میں برابر خرچ پڑتا ہی کان کے جاری کرنے کا خرچ دوبارہ نہیں پڑتا مگر جو اُس میں سے پانی نہ نکالا جائے اور پانی نکالنے کے خرچ کا کوئی مستعمل نہ ہو تو وہ جلد بیکار ہو جاتی ہی بدرجہ غایت قائم رہنے والی صنفِ راس المال مستقر کی وہ ہوا کرتی ہی جسمیں زمین یا کسی اور عامل طبیعی پر اس غرض سے روپیہ صرف کیا جاتا ہی کہ اُس میں پیدا کرنے کی قوت زیادہ ہو جائے چھیلوں کو زیر زمین نالیاں بنا کر خشک کرنا یا سمندر سے زمین کا نکالنا اور اُسکی حفاظت کے لیئے بند باندھنا یہ سب ایسی اصلاحیں ہیں کہ دائم رہ سکتی ہیں مگر نالیوں اور بند کی شکست و ریخت کے درست کرنے میں روپیہ صرف ہوتا رہتا ہی علیٰ ہذا زمین میں ایسی کھادوں کا ملنا جو ہمیشہ اُس میں بنے رہیں اور اُسکی صفات کو باعتبار اثر ہوا اور پانی کے بدل قابیل اُسی قسم کی اصلاح میں داخل ہی مگر معلوم رہے کہ ان صورتوں میں بھی واسطے بقائے قوت اصلاح کے کبھی کبھی گو بمقدار قلیل روپیہ خرچ ہوتا ہی یہ ساری اصلاحیں افزونی بدل یعنی پیداوار کا باعث ہوتی ہیں اور بعد مجرا دینے خرچ مرمت وغیرہ کے اس افزودہ پیداوار میں سے پس انداز رہتا ہی اور یہ پس انداز اُس راس المال کا عوض ہوا کرتا ہی جو اصلاح کے ہر روئے کار لانے میں بہ رھلہ اول مستغرق ہوتا ہی یہ عوض مدام جاری رہتا ہی بخلاف اُسکے عوض اُس راس المال کا جو کلوں کے بنانے میں مستغرق کیا جاتا ہی بعد بیکار ہونے کلوں کے موقوف ہو جاتا ہی جس زمین میں بطریق صدر قوت پیدائش کی زیادہ ہو جاتی ہی اُسکی قیمت بھی بمقدار قوت افزودہ کے بازار میں زیادہ ہوتی ہی اور اُسی خیال سے ایسا تصور کیا جاتا ہی کہ جو راس المال اُس میں مستغرق ہوتا ہی وہ افزودہ قیمت میں زمین کے موجود رہتا ہی مگر اِس خیال سے کہ غلطی سرزد نہ ہو واضح رائے ناظرین اوراق کیا جاتا ہی کہ راس المال مذکور بھی مثال دیگر

راس المال کے خرچ ہو جاتا ہے کیونکہ وہ تو پرورش اور پرداخت میں  
 اُس مزدوروں کے جنہوں نے اصلاح بر روئے کار لائے اور شکست اور ریخت میں  
 اُن آلات کے جنسے اُنہوں نے اپنا کام انجام دیا صرف ہو گیا مگر اِنہی  
 بات ہی کہ وہ پیدا کے کام میں صرف ہوا اور اُس نے ایک نتیجہ پایدار  
 باقی چھوڑا یعنی زمین کو زیادہ پیدا کرنے کی قوت دی ہم کہہ سکتے  
 ہیں کہ یہ قوت افزودہ خود قوت زمین اور اُس راس المال کا نتیجہ ہی  
 جو زمین مذکور میں مستغرق ہوا ہے مگر چونکہ راس المال واقعی صرف  
 ہو گیا اور اب استرداد اُسکا ممکن نہیں اِس نظر سے یہ قوت افزودہ اُسی  
 قوت سابقہ میں زمین کے شامل ہو گئی جو اُسکو اپنی ذات سے سابق  
 حاصل تھی پس ظاہر ہے کہ جو عوض اُسکے استعمال سے آگے کو حاصل  
 ہوگا وہ اُن قوانین پر موقوف نہ ہوگا جنہو عوض محنت اور راس المال کا  
 موقوف ہوتا ہے بلکہ اُن قوانین پر جنکے بموجب عوض عاملان طبیعی  
 سے حاصل ہوتا ہے اور اِن قوانین کو انشائیہ ہم مقالہ دوم کے سولہویں  
 باب میں بتفصیل بیان کرینگے \*

۲ راس المال متعدی اور راس المال مستقر مقدار پر ختم پیداوار  
 ملک کے اپنا اپنا بطریق جداگانہ کرتے ہیں راس المال متعدی چونکہ  
 ایکبارگی استعمال سے زائل ہو جاتا ہے یا مالک کے قبضہ سے نکل جاتا  
 ہے اِس لیے جو پیداوار اُسکی ایکبارگی استعمال سے حاصل ہوتی ہے  
 وہی ایک مخزن ہے کہ جس سے راس المال مذکور کا جبر ہو اور مالک  
 کو نفع بھی ملے پس لازم آتا ہے کہ پیداوار مذکور اِنہی ہو کہ دونوں  
 باتوں کا بدل کافی کر سکے یعنی ایکبار کے استعمال کا محاصل مقدار میں  
 مساوی ہونا چاہیئے اُس راس المال کے جو صرف ہوا معہ افزونی کے  
 بمقدار نفع مگر راس المال مستقر کی صورت میں یہ قید لازم نہیں کیونکہ  
 آلات اور ادوات میں ایکبار کے استعمال سے زوال کلی راہ نہیں پاتا پس  
 ضرور نہیں کہ راس المال مستقر کے ایکبار کے استعمال سے جو پیداوار



حاصل ہو اُس سے کل راس المال مذکور کا عوض ہو جائے اگر آلات اور ادوات کے ہر دفعہ کے استعمال سے اِس قدر عوض ملتا جائے کہ خرچ مرمت کا نکل آئے اور اُنکے نقصان جزئی کا چہر ہو جائے اور اُنکی کل لاگت کا انتفاع حاصل ہو تو کفایت کرتا ہی بیان صدر سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ اگر راس المال مستقر میں بکری راس المال متعدی کے افزایش کی جائے تو اُس سے برائے چندے محنت کرنے والوں کا نقصان ہوگا اور یہ نتیجہ باعتبار کلوں کے ہی صادق نہیں آتا بلکہ باعتبار اُن جمیع اصلاحوں کے جنہیں راس المال مستغرق ہوتا ہی یعنی جنہیں صرف ہوجانے کے سبب سے راس المال اِس لائق نہیں رہتا کہ محنتیوں اور مزدوروں کی ہرورش کوسکے فرض کرو کہ ایک شخص اپنی زمین کے تردد کا آپ اہتمام کرتا ہی اور سال بھر میں دو ہزار من غلہ سے مزدوروں کی کہیتی کا کام کرتے ہیں ہرورش کرتا ہی اور کہ اُن کی محنت سے سال کے اختتام پر دو ہزار چار سو من غلہ پیدا ہوتا ہی یعنی کل راس المال پر فیصدی بیس من نفع رہتا ہی یہ بھی فرض کرو کہ چار سو من غلہ سے وہ اپنی حاجات رفع کرتا ہی اور دو ہزار من سے کہ اُس کا اصلی راس المال ہی کہیتی کا کام جاری رکھتا ہی اب فرض کرو کہ اِس شخص نے اپنے نصف راس المال سے اپنی زمین کی اصلاح دایمی کی اور نصف مزدور سال بھر تک اِس کار میں اصلاح کے مصروف رہے اور کہ بعد ختم ہونے سال کے اُسکو زمین کے تردد کے واسطے صرف نصف مزدوروں کی ضرورت رہی اور کہ باقی نصف راس المال کو اُسنے مثل سابق کے زمین کے تردد میں صرف کیا پس ظاہر ہی کہ سال اول میں مزدوروں کی حالت میں بجز اِسکے اور کچھ فرق نہ آئیگا کہ نصف حسب دستور سابق آجرت تو پائیگے مگر بجائے عمل ہائے کاشتکاری کے زمین کی اصلاح کریں گے مگر سال آخر پر زمیندار کے پاس مثل سابق کے دو ہزار من غلہ کا راس المال نہ ہوگا صرف ایک ہزار من غلہ بطریق معمولی عوض میں اُس کے راس المال کے پیدا ہوگا یعنی

اُس کو اب صرف ایک ہزار من غلہ اور اُس اصلاح پر دست رس ہوگئی جو اُس کی زمین میں ہوئی تھی اگلے سال اور سال ہائے ما بعد میں وہ صرف نصف مزدوروں سے کام لیکتا اور قوت سابق کی نصف مقدار کو اُنہیں صرف کریکتا اگر اصلاح پائی ہوئی زمین کم مقدار محضت سے دو ہزار چار سو من غلہ موافق سابق کے پیدا کرے تو مزدوروں کے نقصان کا جلد چہرہ ہو جائے کیونکہ ممکن ہے کہ زمیندار اُس نفع کثیر سے جو اُس کو حاصل ہو جس انداز کرے اور اُس کو راس المال میں بڑھائے اور زیادہ محنتیوں کو کام سے لکائے مگر ممکن ہے کہ ایسی صورت پیش نہ آئے مثلاً فرض کرو کہ اصلاح جو زمین میں ہوئی ہے بلا صرف کثیر ہوائے دوام بنی رہیگی اب اگر زمیندار کو بجائے دو ہزار چار سو من غلہ کے صرف ایک ہزار پانچ سو من غلہ حاصل ہو تو اُسکو اصلاح سے نفع تام پہنچ جائیگا کیونکہ اِس صورت میں پیداوار مذکور سے اُسکے ہزار من راس المال کا عوض ہو جائیگا اور بجائے فیصدی بیس من کے پچیس من فیصدی کا کل راس المال متعدی اور مستقر پر نفع ملے گا پس عیاں ہے کہ اِس صورت میں یہ اصلاح حق میں زمیندار کے بہت نافع اور حق میں مزدوروں کے بہت مضر ہوگی اب فرض کرو کہ اصلاح نے موافق فرض کے نتیجہ نہیں دیا یعنی اُس کے سبب سے تعداد میں مزدوروں مطلوبہ سابق کے کچھ کمی نہ ہوئی مگر اُس کے ذریعہ سے بہ صرف محضت سابقہ زیادہ پیدا ہونے لگی اور یہ بہ بھی فرض کرو کہ محضت مذکور کے ذریعہ سے جسقدر اب زیادہ پیدا ہوتا ہے اُسکی ضرورت بھی ہے اور اُسکے مول لینے کے لیئے خریدار بھی موجود اِس صورت میں زمیندار کو تعداد میں مزدوروں کی تکفیف نہ ہوگی اور اُنکی اجرت بمقدار سابق دینی پڑیگی اب یہ اجرت کہاں سے آئی اُس کے پاس پہلا دو ہزار من راس المال اب نہیں ہے ایک ہزار من تو اصلاح میں خرچ ہو گیا اور یہ ہزار من کسی نہج سے محنتیوں کی عیورش نہیں کر سکتا اگر زمیندار چاہے کہ پہلی کے موافق مزدوروں کو

کام سے لکائے اور اُن کو پہلے ہی کے موافق آجوت بھی دے تو لازم آتا ہی کہ یا تو وہ ہزار میں غلہ کسی سے قرض لے یا کسی اور معزز سے اس طرف کھینچ لائے اور کمی کو پورا کرے یہ ہزار میں یا تو بانداز اپنی مقدار کے کسی اور کار میں معصتیوں کی پرورش کرتے ہونگے یا اُن سے اُن کی پرورش کرنے کا ارادہ ہوگا وہ نئی پیدائش کا ثمرہ نہیں ہیں وہ تو ایک کارخانہ سے جہاں ایک قسم کے معصتیوں کی پرورش ہوتی تھی دوسرے کارخانہ میں جہاں دوسرے قسم کے معصتیوں کی پرورش ہوگی منتقل ہو جائیں گی اور اُنکے ذریعہ سے گو زمیندار اپنے اس المال متعدی کی کمی کا جبر کرلیگا مگر کل ملک کے مجموع راس المال متعدی میں جو کمی ہوئی ہی اُس کا جبر نہ ہوگا جو صاحب فرماتے ہیں کہ کلوں کے استعمال سے معصنت کرنے والوں کا کسب طرح نقصان نہیں ہوتا اُنکی بڑی دلیل یہ ہے کہ کلیں ہوجہہ گھٹانے خرچ پیدائش کے اجناس کو اس قدر ارزاں کر دیتی ہیں کہ اُنکی مانگ بدرجہ غایت بڑھ جاتی ہی حتیٰ کہ اجناس مذکور کے بنانے کے واسطے زیادہ معصنتیوں کی ضرورت پیش آتی ہی مگر ہمارے نزدیک یہ دلیل اتنی سنگین نہیں ہی جتنی یہ لوگ اُسے سمجھتے ہیں قول ابن صاحبوں کا بلا شبہ اکثر صورتوں میں صحیح ہوتا ہی کیونکہ کچھ شک نہیں ہی کہ جتنے کاتب چھاپہ کی کلوں کے جاری ہونے سے بیکار ہو گئے اُنکی نسبت سے حرف چمانے والے اور چھاپنے والے اور کاتب وغیرہ چھاپہ خانوں میں کہیں زیادہ باکار ہیں علیٰ ہذا تعداد اُن مزدوروں کی جو روٹی کی کلوں میں اب کام کرتے ہیں اُن کاریگروں کی تعداد سے بدرجہا بیش ہی جو سابق کٹائی اور پارچہ باقی کا کام کرتے تھے ان مثالوں سے یہ ثابت ظاہر ہی کہ علاوہ اُس کثیر راس المال مستقر کے جو ان کارخانوں میں مستغرق ہو رہا ہی اُنمیں راس المال متعدی کا بھی بہت خرچ ہی مگر جو یہ راس المال اور کارخانوں سے کھینچ آیا ہو یا عوض اُس راس المال کا جو کلوں کے بنانے میں خرچ ہوا اُس نئی بچمت سے نہ کیا

گیا ہو چو بوجھہ اصلاح ہوئی بلکہ ملک کے راس المال عام سے تو فوٹائیے کہ راس المال کے ایک کارخانہ سے دوسرے کارخانہ میں منتقل ہونے سے مزدوروں کا کیا فائدہ ہوا جو نقصان آنکو بوجھہ تبدیل ہونے راس المال متعدی کے راس المال مستقر میں ہوا ہی اسکا جبر بذریعہ منتقل ہونے باقی کے راس المال متعدی کے پرانے کارخانوں سے کسی نئے کارخانہ میں کس طرح ہوسکتا ہی ہمارے نزدیک ساری دلیلیں جو واسطے ثابت کرنے اس امر کے پیش ہوئی ہیں کہ کلوں کے استعمال یا راس المال کو اصلاح دایمی میں مستغرق کرنے سے برائے چندے مزدوروں کا بنظر مجموعہ کچھہ نقصان نہیں ہوتا خالی از غلطی نہیں جس کارخانہ خاص میں کلیہ مستعمل ہوتی ہیں انہیں مزدوروں کا نقصان ہونا ہی یہ امر تو سب بلا حجت تسلیم کرتے ہیں اور یہہ عیاں بھی ہی مگر بعض صاحب ایسا فرماتے ہیں کہ اگر ایک کارخانہ میں مزدوروں کے واسطے کام نہ رہا تو اس سے کیا نقصان ہوتا ہی آنکے لیئے دوسرے کارخانوں میں اُننا ہی کام نکل آتا ہی کیونکہ جب ایک جنس خاص کے صرف میں بوجھہ ارزانی بچت ہوتی ہی تو اُسکے ذریعہ سے اہل صرف اور اجناس کو زیادہ صرف کرتے ہیں اور اس سبب سے اور قسم کی محنت کی مانگ زیادہ ہو جاتی ہی یہہ تقریر بظاہر معقول نظر آتی ہی مگر ہم ابواب ماسبق میں ثابت کو اُٹے ہیں کہ وہ خلبہ راستی سے معرا ہی کیونکہ مانگ اجناس کی محنت کی مانگ سے جداگانہ ہی اسمیں کچھہ شک نہیں کہ اہل صرف کو بصورت ارزانی بعض اجناس صرف کے اور اجناس کے صرف کرنے کی استطاعت حاصل ہوتی ہی مگر اس استطاعت سے اجناس مذکور پیدا نہونگی وہ تو اُسی وقت پیدا ہونگی کہ راس المال موجود ہو اصلاح گو کسی کارخانہ سے راس المال کو اپنے اندر نہ کھینچ لے وہ کسی راس المال مستغرق کو مستخلص نہیں کرتی پس فزایش پیدایش اور باکار مزدوروں کی اور اجناس کے کارخانوں میں قوہ سے بفعل نہ آئیگی

اور بغض اہل صرف کی مانگ کی افزونی اور لوگوں کی مانگ کی کمی سے ہم بے ہوش ہو جائیگی یعنی ان اجناس کی مانگ نہ رہیگی جنکو مزدور کہہ ہو قوع اصلاح ہو گئی سابق صرف کرتے تھے اول تو ان بینکار مزدوروں کی پرورش نہ ہوگی اور اگر ہوگی تو دو طریق سے یعنی یا بذریعہ رقابت یا بحیروان مگر ان دونوں صورتوں میں وہ اس قوت سے حصہ لہنگے جو سابق بہ تمامہ اور لوگ خرچ کرتے تھے \*

۳ قائم اس طریق پر نظر کر کے کہ جسکے بموجب در حقیقت عمل ہوتا رہتا ہی ہو یقین نہیں آتا کہ عمل پیدائش کی اصلاحیں مستحسن کرنے والوں کے حق میں باعتبار انکے مجموع کے کبھی چند روز کے لیئے بھی باعث مضرت کا ہوتی ہیں اگر یہ اصلاحیں دفعہاً بدرجہ غایت برورے کار آئیں تو البتہ باعث مضرت ہوتیں کیونکہ اس صورت میں جزو کثیر راس المال کا جو اُنہیں مستغرق ہوتا ضرورتاً ملک کے راس المال متعدی سے کہنچ آتا مگر یہ اصلاحیں بتدریج برورے کار آتی ہیں اور بہت کم ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ ان کے وقوع میں لانے کے لیئے راس المال متعدی اور کارخانوں سے جہاں وہ پیدائش کے کام میں لگا ہو کہنچ لیا جائے یہ اصلاحیں در حقیقت اس انتفاع سے کی جاتی ہیں جو سال بسال کارخانہ داروں کو ہوا کرنا ہی ہمارے نزدیک ایک بھی مثال شاید ایسی نہ ملے گی جس میں راس المال مستقر بدرجہ غایت بڑے جائے اور راس المال متعدی اُسی نسبت سے زیادہ نہ ہو کم مایہ ملکوں میں پیدائش کے عمل کے اندر اصلاحیں کثرت سے نہیں ہوتیں مستغرق کرنا راس المال کا زمین میں بامید حصول عوض دائمی کے یا کام لینا کل ہائے پیشقیامت سے در حقیقت یہ معنی رکھتا ہی کہ باسود نفع آئندہ حال میں نقصان اُٹھایا جائے اور دلالت کرنا ہی اول تو مال کی حفاظت کامل پر دوم کاروبار محنت کی چستی و سوم مال جمع کرنے کی خواہش با اثر پر جس جماعت

میں دولت روز بروز بڑھتی جاتی ہی اُس کے لیئے ان تینوں باتوں کا ہونا ضروریات سے ہی اگرچہ حسبِ بیان صدر مہکتت کرنے والوں کا نقصان صرف اُسی صورت میں نہوگا کہ جب راس المال مستقر ہوگی راس المال متعدی بڑھایا جائے بلکہ اُس صورت میں بھی کہ راس المال مذکور کی کثرت اس قدر زیادہ اور جلد کی جائے کہ وہ اُس افزایش کی مانع اُٹے جو آبادی میں ہوا کرتی ہی مگر معلوم کہ دہے عمل درآمد میں کبھی ایسی صورت پیش نہیں آتی کیونکہ کوئی ملک ایسا نہیں ہے کہ جس کا راس المال مستقر اُس نسبت سے زیادہ بڑھے جو راس المال مذکور اور راس المال متعدی میں ہوا کرتی ہی جو راس المال ہوانے کارخانوں میں لگا ہوتا ہی اُس کی مقدار کثیر کو مستخلص کرنا اور اُسکو کسی کارخانہ جدید میں لگانا آسان امر نہیں ہی اِس میں بڑی مشکلیں پیش آتی ہیں اور انہیں مشکلوں کے سبب سے راس المال متعدی کو کوئی اس قدر سرعت اور کثرت سے اصلاحوں میں مستغرق نہیں کرنا کہ مہکتت کرنیوالوں کی ضرورتیں معمولی میں خلل راہ پائے قطع نظر اس سے بالفرض اگر اصلاحیں ہوزے دنوں کے لیئے ملک کی پیداوار اور راس المال متعدی کی مقدار کو کم بھی کر دیں تاہم ممکن نہیں کہ بامقداد زمانہ وہ دوفوں کی افزونی مقدار کا باعث نہوں یہ اصلاحیں راس المال کے عوض کو زیادہ کرتی ہیں اور اِس افزونی سے یا تو اہل راس المال کو بوجہ کثرت ممانع یا خریداروں کو بوجہ ارزانی اجناس فائدہ ہوتا ہی دو صورتیں ہیں ایک رقم بچت کی ایسی وجود پاتی ہی جس سے سرمایہ جمع ہو سکتا ہی اور دستور ہی کہ جب نفع زیادہ ہوتا ہی تب اہل نفع کو جمع کرنے کی طرف زیادہ رغبت ہوتی ہی جو مثال ہدیہ پہلے فرم کی تھی آسمیں اصلاح کا یہ نتیجہ ہوا تھا کہ ہجائے دو ہزار چار سو میں غلہ کے مقدار پیداوار کی ایک ہزار پانسو میں سال رہ گئی تھی مگر نفع اہل

راس المال کا بچار سو من سے پانسو من ہو گیا تھا اب اگر پہلے ایک سو من فاضل ہمس انداز کیا جائے تو ظاہر ہی کہ مدت چند سال میں اس ہزار من کا عوض ہو جائیگا جو راس المال متعدی سے اصلاح زمین میں کھینچ گیا تھا جس کارخانہ میں اصلاح کی جاتی ہی آسمیں ضرور کاروبار بڑھایا جاتا ہی اور پہلے افزونی کاروبار کی کارخانہ دار کے لیئے بڑی ترغیب واسطے اس امر کے ہوتی ہی کہ وہ اپنے راس المال کو بڑھائے چونکہ ہر کارخانہ میں اصلاح ایک ہی دفعہ نہیں کی جاتی بلکہ بتدریج (سلیم) جزو کثیر اس راس المال کا جو آخر کار اصلاح مذکور میں صرف ہوتا ہی اس نفع سے لگتا ہی جو خود اصلاح مذکور سے بتدریج حاصل ہوتا ہی عمل پیدائش کی اصلاحوں میں جو مہینوں واسطے جمع کرانے زیادہ مال کے اور بذریعہ آسکے آخر کار بڑھانے مقدار پیداوار کے ہی وہ بوقت ظاہر ہونے اس امر کے اور بھی اظہر ہو جائیگا کہ راس المال کے اجتماع اور زمین کے پیداوار کی افزونی کی حدود معین ہوا کرتی ہیں کہ جن پر پہنچ جانے کے بعد پھر افزونی پیداوار کی بالضرور موقوف ہو جانی چاہیئے مگر عمل پیدائش کی اصلاحیں اور لحاظوں میں ان کا کچھ ہی نتیجہ ہو ان حدود میں سے ایک یا دونوں کو بعید تر کر دیتی ہیں راستی ان اقوال کی کی بحث ہمارے مابعد میں بہت وضاحت کے ساتھ ظاہر ہو جائیگی اور معلوم ہو جائیگا کہ مقدار کو راس المال کے جو کسی ملک میں جمع ہو جاتا ہی یا جمع ہو سکتا ہی اور مقدار کو پیداوار کی جو وجود پاتی ہے یا پاسکتی ہی ایک نسبت خاص اس حالت سے ہنر پیدائش کی جو ملک مذکور میں ہوا کرتی ہی اور کہ ہر اصلاح کو اوایل میں چند روز کے لیئے راس المال متعدی اور پیداوار کی مقدار کو گھٹا بھی دے مگر مال کار میں انکی مقدار کو اتنا بڑھاتی ہی کہ کسی اور صورت میں اتنی افزونی ممکن نہیں اور یہی ہی قطعی جو اب ان اعتراضوں کا جو نسبت اجزاء کلوں کے پیش کیئے جاتے ہیں جو دلیل واسطے اثبات اس امر کے

یہاں سے نکلتی ہی کہ کلوں میں معصیت کرنے والوں کو آخر کار حال کی حالت جماعت میں بھی نفع پہنچتا ہی بعد ازیں قطعی نظر آنے لگی مگر یہہ امر سرکار کو ذمہ داری سے انسداد یا خفیف کرنے اُس خرابی کے بری نہیں کرسکتا جو اُس منبع مآل کار کے انتفاع سے حال کی نسل کو پہنچے یا جسکے پہنچنے کا احتمال ہو اگر کلوں یا مفید کارخانوں میں اس المال کی بھی ایسی سرعت سے مستغرق کیا جائے کہ اُسکے سبب سے اس المال متعدی میں جو مزدوروں کی پرورش میں صرف ہوتا ہی خلال عظیم راہ پائے تو حاکموں پر واجب ہی کہ ایسی تدابیر اختیار کریں جنسے سرعت مذکور میں اعتدال برورے کارائے اصلاحیں ہوچند بنظر مجموع معصیتوں کی کمی پرورش کا باعث نہیں ہوتیں مگر چونکہ وہ اُن کی کسی جماعت خاص کو ہمیشہ بیکار کردیتی ہیں اسلامیہ اُن خاص معصیتوں کی اغراض پر جو اپنے همعصروں اور نسل آئندہ کے فائدہ کے لئے نقصان اُٹھاتے ہیں حاکم کو نظر رکھنی عین انصاف ہی \*

اب پھر اس المال مستقر اور اس المال متعدی کے فرق کی طرف رجوع کی جاتی ہی واضعہاے ناظرین اوراق ہو کہ ساری دولت جو پیدائش میں لگتی ہی اس المال میں داخل ہی مگر بعض حصص اس المال کے ایسے ہیں کہ اقسام مذکورالصدر میں سے کسی قسم کی بھی تعریف اُن کی نسبت صادق نہیں آتی مثلاً سامان طیار جو کسی کارخانہ دار کے گودام میں بلا فروخت بچا ہو ہوچند بنظر اُس کام کے جو اُس سے آخر کار انجام پائیگا وہ اس المال ہی مگر ابھی عمل میں اس المال نہیں کیونکہ وہ عمل پیدائش میں نہیں لگا ہی اُسکو یا تو بیچنا چاہئے یا اُسکا معارضہ اور اشیائے مساری القیمت سے کرنا چاہئے ابھی تو وہ نہ اس المال مستقر ہی نہ اس المال متعدی مگر آخر کار یا اس المال مستقر بنیگا یا اس المال متعدی یا دونوں میں انقسام پائیگا دستکار اپنے سامان طیار کے ایک حصہ سے مزدوروں کی آجروں ادا کریگا



دوسرے حصہ سے اس مصالحہ کا جو جو سامان مذکور کے بنائے میں پہلے صرف ہو چکا ہی اور مابقی سے آلات یا کلیں بنائیکا یا پرانے آلات کی مرمت کریگا مگر کس کام میں کتنا حصہ صرف ہوگا یہ امر موقوف ہی اور ضرورت حال اسکے پریشہ اور ضرورت وقت کے یہہ بھی یاد رکھنے کی بات ہی کہ جو حصہ راس المال کا بہ ہیئت تنہم اور مصالحہ کے صرف ہوتا ہی اس کا عرض کو خلاف راس المال مستقر کے فوراً پیداوار اول سے کیا جاتا ہی مگر بمعاملہ با کار کرنے معنتیوں کے اس کا وہی حال ہی جو راس المال مستقر کا یعنی صرف ہو جانا کسی شی کا بہ ہیئت مصالحہ اسی نہج سے باعث کسی ہرزش مزدوروں کا ہوتا ہی جس طرح سے خرچ ہونا رویہ کا کلوں میں جو راس المال فی الحال اجرت میں مزدوروں کے صرف ہوتا ہی اگر اس سے مصالحہ خرید کیا جائے تو اس سے مزدوروں کے حق میں وہی مضرت پہنچتی جو بصورت منتقل کرنے اسکے راس المال مستقر میں پہنچتی مگر ایسی صورت عمل میں کبھی ہوش نہیں آتی جو اصلاحیں عمل پیدا بش میں کی جانی ہیں انکا مبلان عموماً یہہ ہوا کرتا ہی کہ جو بیع اور مصالحہ کسی شی خاص کے بنائے یا پیدا کرنے میں لگتا ہی اس میں کفایت ہو پس اس معتن سے معنتی لوگوں کے حق میں مضرت پہنچنے کا خوف نہیں ہی \*

## باب ہفتم

در باب اسی کے کہ عاملان پیدائش کی قوم پیدائش

کے مدارج کسی امر پر موقوف ہیں

۱ اب ہم نے لوازم پیدائش کے بیان عام سے فراغت پائی اور دریافت کرچکے کہ وہ تین قسم مفصلہ ذیل میں داخل ہو سکتے ہیں یعنی معنت اور راس المال اور مادہ اور قولے عاملہ کہ جن کو طبیعت مہیا کرتی ہی انہیں سے معنت اور مادہ لوازم ضروری ہیں کیونکہ بدون انکے ؟

ہرگز کام نہیں چلتا پیداہش میں قوالے عاملہ سے مدد لے سکتے ہیں۔ پس وہ معاون ہوں لوازم ضروری نہیں اس المال اصل میں پیداوار صنعت ہی پس اس کا دخل عمل پیداہش میں بہ نفس الامر بمنزلہ دخل صنعت کے ہی ہیئت غیر صریح میں تاہم اس کے جداگانہ بیان کرنے کی کم ضرورت نہیں ہی کیونکہ پہلے سے صرف کرنا صنعت کا بغرض وجود میں لانے اس المال کے جو من بعد کسی صنعت کے انجام دینے میں صرف ہو اسی قدر ضروری ہی جتنا کہ صرف کرنا صنعت کا بخود اس صنعت میں اس المال کا جزو کثیر صنعت میں صرف یہ اعانت کرتا ہی کہ مزدوروں کو جو اسے انجام دیتے ہیں بقید حیات رکھتا ہی اور جزو مابقی یعنی آلات اور مصالحہ اس کی اعانت صریح اس نہج سے کرتا ہی جس طرح مادہ اور عاملان طبعیہ \*

اب ہم دوسرے معاملہ کی طرف جو اس فن میں فہم ہی توجہ کرتے ہیں یعنی بیان کرتے ہیں کہ عاملوں کی قوت پیداہش کے مدارج کس پر موقوف ہیں ظاہر ہی کہ اُن کی قوت میں باعتبار ازمناہ اور مقام کے بہت اختلاف راہ ہاتا ہی یعنی آبادی اور وسعت زمین کی ایک ہی مقدار سے ایک ملک زیادہ پیدا کرتا ہی اور دوسرا کم اور بعض اوقات ملک خاص ایک زمانہ میں زیادہ اور ایک زمانہ میں کم پیدا کرتا ہی مثلاً اس اعتبار میں جو انگلستان کو کسی قطع سے ملک روس کے جو وسعت و آبادی میں اس کی برابر ہو مقابل کریں یا خود انگلستان کی آج کی حالت کو اس کی پہلی حالت سے مقابل کر کے دیکھیں تو بہت اختلاف پایا جائیگا جن اسباب سے یہ اختلاف مقدار پیداوار میں صورت ظہور کی پکرتا ہی اُن میں سے بعض مستتر ہیں اور بعض عیاں اور اُن اسباب میں سے چند کو ہم یہاں بیان کرتے ہیں \*

۲ واضح رائے ناظرین اوراق ہو کہ زیادہ پیداواری کا سبب سے بڑا سبب طاہری وہ ہی جس کو موافقت طبعیت کہتے ہیں اس موافقت

کی بہت سی قسمیں ہیں اُن میں سے زرخیزی زمیں کی بہت بڑی ہی اور اِس زرخیزی کے بھی مدارج مختلف ہیں چنانچہ صحراے عرب سے میدانِ ہائے گنگ تک مختلف مدارج زرخیزی کے پائے جاتے ہیں زمین کی زرخیزی کی نسبت سے آب و ہوائے سازگار زیادہ بکار آمد ہی بعض ملک ایسے ہیں کہ اُن میں نوع انسانی بود و باش کرسکتی ہی مگر ہودن کی زیادتی کے سبب سے زراعت نشوونما نہیں پاتی اور وہاں کے لوگوں کو حالتِ گلہ بانی سے نکلنا اور کاشتکار بنا نصیب نہیں ہوتا بعض ملکوں میں بننائیو آب و ہوا ایک قسم کا غلہ پیدا ہوتا ہی دوسری قسم کا پیدا نہیں ہوسکتا بعض بلاد میں گیہوں پیدا ہوتا ہی مگر کثرتِ رطوبت اور قلتِ حرارت سے اُس کی فصل کامل نہیں ہوتی علیٰ ہذا طبقات معتدل میں وہ اقسام نباتات کے نشو و نما پاتے ہیں جنکی بالیدگی و بارآوری طبقاتِ سرد یا حارہ میں ممکن نہیں آب و ہوا کی مداخلت صرف کشتکاری ہی میں نہیں ہوتی بلکہ اور بہت سے عملوں میں پیدائش کے مثلاً عمارات میں اکثر دیکھنے میں آتا ہی کہ ایک قسم کی آب و ہوا کی تاثیر سے مکانات جلد بوسیدہ اور مرمت طلب ہوجاتے ہیں بخلاف اِس کے دوسری قسم کی آب و ہوا میں ہزاروں برس تک اُن کو آسیب نہیں پہونچتا عملہائے دستکاری میں تاثیر آب و ہوا کو بہت دخل ہی مثلاً آب و ہوائے کشمیر کو صناعیت میں شال کے جو برمی وہاں کی شال میں ہوتی ہی وہ دوسرے مقام کی شال میں ہوگز نہیں ہوتی ہی ہرچند شال باخان نور پور اور امرتسر اور فرنکستان نے بہت سہی کی مگر کشمیر کی شال کی برابر شال نہ ہواسکے چنوبی حصہ میں فرنکستان کی جو شوخی رنگت کی کپڑہ کو حاصل ہوتی ہی وہ ہوگز اُس کپڑہ کو حاصل نہیں ہوتی جو انگلستان میں کہ جہاں ہمیشہ آفتاب زیرِ ابر رہتا ہی بنایا جانا ہی دوسرا اثر آب و ہوا کا یہہ ہی کہ وہ پیدا کرنے والوں کی اشیائے حاجات میں فرق لاتی ہی مثلاً گرم ملکوں میں

نوع انسانی سیدھے سادھے مکانات میں بآسائش بسر کر سکتی ہی کیڑا بھی تھوڑا درکار ہوتا ہی یہاں کے لوگوں کو واسطے بقائے حیات کے ایندھن۔ کی ضرورت نہیں ہوتی اور غذا بھی تھوڑی درکار ہوتی ہی بتکلف اسکے سرد ملکوں میں جب تک اچھے محفوظ مکان جنمیں آگ چلتی ہو اور گرم کیڑے اور غذائے کثیر جو جسم کو تغذیہ پہنچائے اور حرارت غریزی کو انعامش دے نہروں حیات اُن کی ممکن نہیں پس جو محنت سرد ملکوں میں واسطے مہیا کرنے حاجات ضروری کے درکار ہوتی ہی اُس کی ضرورت گرم ملکوں میں نہیں ہوتی جو گرم ملک کے باشندے آرام طلب اور نسل بڑھانے پر آمادہ نہوجائیں تو اشیائے حاجات کے فراہم لانے میں جسقدر محنت کی اُن کو بچمت ہو اُسکو کسی اعلیٰ شغل میں صرف کر سکتے ہیں \*

علاوہ زرخیزی زمیں اور تانبہ آب و ہوا کے باضراط موجود ہونا معدنیات کا موقع کے مقاموں پر جہاں سے اُن کو بہ آسانی نکال سکیں داخل موافقت طبیعی ہی مثلاً انگلستان میں پتھر کے کوئلہ کی کہانیں جنکے سبب سے ناموافقت آب و ہوا کا جبر کافی ہو گیا ہی۔ اور چونکہ یہہ کہانیں لڑھے کی کانوں کے متصل واقع ہوئی ہیں اِسیلئے وہاں کے صناعتوں کو عمل پیدائش میں بڑی آسانی حاصل ہی پہاڑی اضلاع کی کمی زرخیزی کا جبر کافی عامل طبیعی پانے سے کہ باضراط موجود ہونا ہی ہو جانا ہی \*

موافقت طبیعی کی جمیع صورتوں میں سے واقع ہونا کسی بستی کا کفارہ پر سمندر کے جہاں اچھے بندر ہوں یا کفارہ پر کسی ايسے دریا کے جسمیں کشتی اور جہاز رول ہو سکتے ہوں بہت ہی نافع اور کارآمد ہی اِس میں شک نہیں کہ یہہ موافقت صرف خرچ باربرداری میں تشخیص کرتی ہی مگر جو غور سے دیکھا جائے تو یہہ امر بڑی کفایت کا باعث ہوتا ہی اور عمدگی اِس موافقت کی اُسبورت پختہ ذہن نشین ہوتی

ہی جب اس امر پر فکر کی جاتی ہی کہ معارضہ کو پیدائش میں کتنا دخل ہی اور کسی کام کو بانٹ کر انجام دینے میں کتنی آسانی ہوتی ہی یہہ موافقت طبعی بسا اوقات زمین کی کم پیداواری کا جبر کافی وراثی کردیتی ہی اور اور قدرتی نقصانوں کے بدل کا باعث ہوتی ہی خصوصاً آس زمانہ میں کہ جب نوعِ انسانی نے بذریعہ علم و ہنر کوئی کسی ذریعہ آمدورفت و انتقال مال و اسباب کا ذریعہ طبعی سے فائق تر ایجاد نہیں کیا تھا زمانہ قدیم میں وہی بستیاں آسودہ نہیں تھیں جنکے پاس زمین افراط سے یا زیادہ زرخیز تھی بلکہ وہ بستیاں آسودہ تھیں جنکو بوجہ عدم زرخیزی زمین کے اس امر کی ضرورت شدید پیش آئی کہ قریب سمندر یا دریا سے بذریعہ تجارت تمتع کافی آٹھائیں \*

۴ موافقت طبعی کے بیان کو اب ہم زیادہ طول نہیں دیتے اگر اور اسباب ایک سے رہیں تو اس موافقت کی عمدگی اسقدر عیاں ہی کہ اس سے کسی کو انکار نہیں مگر تجربہ سے ثابت ہی کہ یہہ موافقت حق میں اہل جماعت کے مثل منصب اور درجہ کے حق میں کسی فرد خاص کے وہ فائدہ نام نہیں دیتی جسکے دینے کی اُسمیں قدرت و گنجائش ہی \*

چوں ملکوں کی آب و ہوا سازگار اور زمین زرخیز ہو کچھہ ضرور نہیں کہ وہاں کے باشندے سب سے زیادہ دولت مند اور صاحب اقتدار ہوں بلکہ اکثر ایسا ہونا ہی کہ بنظر مجموعہ وہ کم مایہ ہوتے ہیں گو اس افلاس میں شاید اوروں سے زیادہ آسودہ اور فارغ البال ایسے ملکوں میں بقائے حیات کے لیئے اسقدر کم اشیاء کی ضرورت ہوتی ہی کہ غربا کو نان نفقہ کی طرف سے چنداں وسواس نہیں ہونا اور جس آب و ہوا میں صرف زندہ رہنا بمنزلہ ایک راحت کے تصور کیا جاتا ہی وہاں سستی میں بڑا رہنا لوگوں کے نزدیک عین لطف زندگی اور عیش مغنم ہی یہاں کے لوگوں میں جوش کے وقت کمال چستی اور چالاکی آ جاتی ہی مگر

اسنمدن کے ساتھ مہکنت کرنا اُن کا شیوہ نہیں اور چونکہ اُن کو معاملاتِ استتعال کا چندان فکر نہیں ہوتا (سلیڈ اچھے قرائین انتظام کے قائم کر نہیں وہ دل نہیں لگاتے اور بوجہ فقدان حفاظت ثمرہ مہکنت مہکنت کرنے کی غرض اور بھی ضعیف ہو جاتی ہی معلوم رہے کہ بہ کامیابی انجام دینا عملِ پیدائش کا زیادہ تر موقوف ہی اوپر اوصافِ عاملانِ انسانی کے نہ اوپر اُس صورتِ حال کے جسموں وہ مہکنت کریں اور قاعدہ ہی کہ ظہورِ قوتِ جسمانی اور روحانی کا موقوف ہی مشکلات پر نہ آسانی پر اور یہی سبب ہی کہ جن قبایل نے دیگر قبایل کو زیر کر کے اپنا مستحکم بنایا ہی اور اُن سے اپنے فائدہ کے لیئے مہکنت لی ہی انہوں نے مدرسہ سختی اور تنگ حالی میں تربیت پائی تھی ان قبایل میں سے اکثر شمالی طبقات کے جنگلوں میں جہاں اُن کو طرح طرح کی صعوبتیں اور مشکلیں اُٹھانی پڑتی تھیں بودوباش رکھتے تھے یونانیوں اور رومیوں کی صورت میں قدرتی مشکلیں نہ تھیں مگر اُنہوں نے قوانین جنگیِ اسطرح کے مقرر کیئے تھے کہ اُن سے مشکلیں پیدا ہوئی تھیں اور جب سے بوجہ بدلنی صورتِ حال بستی ہائے جدید کے یہ قانونی مشکلیں نہ رہیں تب سے ملک ہائے جنوبی میں کوئی قوم فتاحوں کی پیدا نہیں ہوئی جنگ و بیکار کی چالاکی مہکنت کی چستی اور فکر و خرض کی عادت یہہ ایسی صفات ہیں کہ وہ اُنہیں بدنصیب قوموں میں پائی جانی ہی جو طبقاتِ شمالی میں کہ جہاں آب و ہوا سازگار نہیں بودوباش رکھتی ہیں پس عیاں ہی کہ زیادہ پیداواری کے اس باب میں سے دوسرا بڑا سبب یہہ ہی کہ مہکنت زیادہ چستی سے انجام دی جائے اس چستی سے ہماری یہہ مراک نہیں ہی کہ مہکنت کبھی زیادہ جہد سے انجام دی جائے بلکہ باستقلال اور قاعدے سے ہندوستان کے بہل اور ملک امریکا کے شمالی طبقہ کے جنگلی آدمی کبھی کبھی ضرورت کیوقت چتھی مہکنت، بلا کرنے شکایت کے اپنے اوپر اُٹھاتے ہیں یا ایسے موقع پر چٹنا ناں

کے اپنے قوائے جسمی اور نفسی سے یہہ لوگ کام لیتے ہیں اُنہی مصنفت اور مشقت کوئی اور شخص اپنے ' اوپر گوارا نہیں کرتا مگر جس وقت ضرورت مذکور یعنی تقاضے حاجات ضروری سے تھوڑی دیر کے لیئے یہی سہلت ملتی ہی ایسی سستی اور کافلی اُن کو گھیرتی ہی کہ اُس میں وہ ضرب المثل ہیں اشخاص یا اقوام بوقت تقاضے سخت کسی غرض کے جو مصنفت بہت خوشی سے اپنے اوپر گوارا کر سکتے ہیں اُسکے مدارج میں پچنڈاں فرق نہیں ہوتا مگر جو مصنفت بغرض کسی منفعت آئندہ کے یا مواقع معمولی پر کام کو چہرہ کامل سے انجام دینے میں اُٹھانی ہوتی ہی اُس کے مدارج میں اُن کے اندر بڑا اختلاف ہوتا ہی یعنی بعض افراد یا اقوام کی عادت ہوا کرتی ہی کہ وہ مصنفت کو ہر حالت میں باسقلال تمام انجام دیتے ہیں بعض کا عمل اِس کے خلاف ہوتا ہی تاکہ شوق انسانی میں کوئی ہوی اصلاح وجود پائے اُس میں کچھہ قدر اِس صفت استقلال کا ہونا ضروریات سے ہی وحشی قوم کو دانشمند بنانے کے لیئے ضرور ہی کہ اُس کو کسی نئی چیز کا شوق دلایا جائے اور آسکر اسپر آمادہ کیا جائے کہ شی مذکور کے حاصل کرنے کے لیئے وہ مصنفت و مشقت کریں کچھہ ضرور نہیں کہ یہہ نئی خواہش اعلیٰ رتبہ کی ہو البتہ وہ ایسی ہونی چاہیئے کہ طالب کو اُس کے حصول میں مصنفت نفسانی اور جسمانی کو باسقلال انجام دینے پر برانگیختہ کر سکے اگر حبشیاں جمیکا اور تیمہارا بعد رہائی کے بند غلامی سے صرف حوابیج ضروری کے حصول پر قانع رہتے اور طبقات حارہ میں جہاں آبادی تھوڑی اور زمین زرخیز افرات سے ہوا کرتی ہی جتنی تھوڑی مصنفت بقائے حیات کے لیئے کرتی ضرور ہی اُس سے زیادہ اپنے اوپر گوارا نہ کرتے نو غلامی کی حالت سے زیادہ بن تر حالت میں گرفتار ہو جاتے گو یہہ حالت اُن کے نزدیک ناخوش نہوتی اُن میں چونکہ شوق اچھے لباس اور زیور کا پیدا ہو گیا تھا اسلیئے آمید تھی کہ وہ مصنفت کرنے پر آمادہ

ہو جائیگئے ہر چند یہہ شوق ایسا نہیں ہی کہ اُس کی تقویت کو کوئی پسند کرے کیونکہ اکثر قوموں میں بجائے دولت بڑھانے کے وہ باعثِ افلاس ہوا ہی مگر شاید اُن حبشیوں کی صورت میں سوائے شوق مذکور کے کوئی اور غرض ایسی وجود نہ رکھتی تھی کہ اُنکو واسطے انجام دینے محنت کے باستقلال تمام مایل کرتی اور اُن میں خوشی سے محنت کرنے کی عاداتِ ذالّتی جس عادت سے آئندہ کسی عمدہ شغلِ ادبی کام لیسکتے ہیں مگر انگلستان میں اِس امر کی حاجت نہیں ہی کہ لوگوں کو دولت پیدا کرنے کی رغبت دلائی جائے وہاں کے آدمیوں کو صرف یہہ سکھانا چاہیئے کہ دولت سے کیا کام لے سکتے ہیں اور اُن کے دلوں میں اُن باتوں کے شوق کے دلانے کی ضرورت ہی جو دولت سے حاصل نہیں ہوتیں یا جنکے حصول کے لیئے دولت کی ضرورت نہیں ہو اصلاحِ واقعی جو اُنکی طبیعت میں کی جائے چاہے وہ اُن کی خیالات کو بلند کرے چاہے صرف اُن کی رغبت ہائے حال کی اشیاء کی کیفیتِ واقعی کو اُن کے ذہن نشین کرے بالضرور اُن کے جوش کو واسطے حصولِ دولت کے اعتدال ہو لائیگی مگر اِسکی ضرورت نہیں کہ اصلاحِ مذکور اُنکی طبیعت سے اُس صفت کو کہ اُن کا چوہر ہی رایل کردے یعنی اُن کی اِس عادت کو کہ جس کام کو ہاتھ میں لیتے ہیں اُسکیو سعی اور جہدِ کامل سے انجام دیتے ہیں دورِ کردے وسطِ مطلوبہ ایسی چیز ہی کہ اُس کے دریافت کا طریق لوگوں کو بہت کم معلوم ہوا ہی آدمی جب محنت کریں اُن کو چاہیئے کہ اُس کو قوائے جسمانی اور نفسانی کی جہدِ کامل سے انجام دیں مگر جو محنت کرنے سے صرف حصولِ زر و مال مقصود ہو تو دن میں چھتہنی ساعت اور ماہ میں جتنے دن اور سال میں جتنی ماہ یہہ محنت کم کی جائے اُننا ہی بہتر ہی \*

۴ تیسری چیز جو اہلِ جماعت کی محنت کے پیدا کرنے کی قابلیت کو تعین کرنی ہی عام و ہنر ہی جو جماعتِ مذکور کے مزدوروں



یا اُن لوگوں میں شایع ہو جو مزدوروں سے کام لیتے ہیں سمجھ جاتے ہیں کہ تیز دستی ہے اُن لوگوں کی جو صرف معمولی کام انجام دیتے ہیں اور فکارت سے اُن کی جو کسی ایسے کام کو انجام دیتے ہیں کہ جسمیں عقل کو زیادہ دخل ہو اور علم سے کینیت قوت ہاے طبیعی اور خواص اشیاء کے جو کار مہنت میں اعانت کرتے ہیں قوت پیدائش کی مہنت میں زیادہ ہوجاتی ہی اور یہہ امر اتنا ظاہر ہی کہ حاجت توضیح یا تمثیل کی نہیں رکھتا کون نہیں جانتا کہ کسی جماعت کی مہنت کی قوت پیدائش موقوف ہی علم و ہنر پر اُس جماعت کے اگر ہنر ہاے صنعت کاری میں اصلاح کیجائے اور مادہ در قوت ہاے طبیعی سے بطریق بہتر کاروبار مہنت میں کام لیا جائے تو مقدار معین مہنت سے زیادہ مقدار پیداوار کی حاصل ہوتی ہی اصلاح کے ابواب میں سے ایک تو یہہ ہی کہ آلات اور ادوات ایجاد کیئے جائیں اُنسے مہنت میں کفایت اور مقدار پیداوار میں افزودنی ہوتی ہی اور اُن کے ذریعہ سے کار ہاے صنعت میں وہ زور لگا سکتے ہیں جو کسی اور صورت میں لگانا ممکن نہیں اور اُن کی اعانت سے ایسے عمل انجام پاتے ہیں جنکا صرف ہاتھ کی استعانت سے انجام پانا ممکن نہیں ہوتا بہت سے کام تو ایسے ہیں کہ بلا اعانت آلات کے ہوکر انجام نہیں پاسکتے مثلاً جو ہائی کھدائوں میں کثرت سے جمع ہوجانا ہی اُس کا اخراج بلا اعانت آلات دخانی کے ممکن نہیں اور ظاہر ہی کہ در صورت نہونے اِن آلات کے یہہ کھدانے چند روز کی کھدائی کے بعد بیکار ہوجائیں بغیر جہاز اور کشتیوں کے دریا اور سمندر سے عبور کرنا کیونکر ممکن ہی بلا آلات درختوں کو کون قطع کرسکتا ہی یا پہاڑوں کو کاٹ سکتا ہی بلا اعانت ہل اور بکھر وغیرہ کے زراعت کا بروے کار آنا ممکن نہیں غرض کہ باعانت سیدھے سادھے اور موثرے آلات کے کار ہاے صنعت کا انجام دینا ممکن ہوجاتا ہی اور من بعد آلات مذکور میں اصلاحوں کے بروے کار آنے سے کار ہاے مذکور خوبی اور اسلوبی سے انجام پاتے ہیں اور قطع نظر اِس انتفاع کے آلات کی اصلاحوں سے مہنت میں

بڑی بچت ہوتی ہی اور یہہ بچت دوسرے کام میں صرف ہوسکتی ہی  
 فائزین اوراق یہہ نہ سمجھیں کہ علم سے عمل پیدائش میں صرف یہی  
 مدد ملتی ہی کہ کلیں اور آلات اُس کی بدولت استعمال میں آتے ہیں  
 یہہ بات تو ابھی ظاہر ہونے لگی ہی کہ کلوں سے فنِ زراعت میں علاوہ  
 اصلاح ہل اور بکھر وغیرہ آلات کے اور یہی کام نکل سکتا ہی مگر بڑی بڑی  
 اصلاحیں جو اِس فن میں ہوئی ہیں اُن کا اثر خود زمین اور اشجار پر  
 ہوا ہی مثلاً پہلے دستور تھا کہ بعد تردد چند سال کے زمین کو ایک دو  
 سال کے لیے اُفتادہ رکھتے تھے تاکہ اُس کی قوت بحال ہو جائے مگر علم سے  
 یہہ بات ہائی گئی کہ بجائے اُفتادہ رکھنے کے جو زمین پر بدل بدل کر فصلیں  
 بوئی جائیں تو اُس کی قوت نہ گھٹتی یا اُس میں اقسام و انواع کی  
 کھاد ملانے سے کمی قوت کا جوہر ہو جائیگا اور اُس کی طبیعت بدل جائیگی  
 علم کے زور سے دلدل اور تر زمینوں کو زراعت کے قابل بنا سکتے ہیں علم  
 نے یہہ بات سکھائی کہ جو زمین کو خوب زیر و زبر کر کے اُس میں دور  
 دور درخت لگائے جائیں تو وہ خوب زور پاتے ہیں علیٰ ہذا علم کے زور  
 سے جو اصلاحیں اور ایجادیں فنونِ دستکاری اور تجارت میں ہوتی ہیں  
 اُن کا یہہ نتیجہ ہوتا ہی کہ وقت میں بچت ہوتی ہی اور مصیبت اور  
 راس المال کا نہرہ جلد حاصل ہوتا ہی بعض اصلاحیں اِس قسم کی ہوتی  
 ہیں کہ اُن سے مصالحہ میں کفایت ہوتی ہی \*

۵ علم کی افزونی کو اہل جماعت کی دولت کے بڑھانے میں جو  
 دخل ہی اُس کی تمثیل اور توضیح کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ  
 جاہل سے جاہل پر اُس کی کیفیت بمشاعدہ مثال ہاے روشن مثل دیلوے  
 اور جہاز ہاے دخانی کے کھل گئی ہی مگر جو امر لوگوں کے خیال میں  
 ابھی تک نہیں آتا اور جسکو وہ تسلیم نہیں کرتے یہہ ہی کہ اہل جماعت  
 میں عموماً جتنا علم زیادہ پھیلتا ہی اُتنی ہی عمل پیدائش میں کفایت  
 ہوتی ہی بوجہ کم ہونے قوت مدرکہ اور فقدانِ سابقہ کارروائی اکنہ

مزدور اپنے نفع و نقصان کا انداز کامل نہیں کر سکتے اور اُن کے انتظام خانگی میں آثار بد تمیزی مشاہدہ ہوتے ہیں اور خلیل کلی راہ پاتا ہی بہ تقاضا انہیں اسباب کے یہہ آدمی بجز انجام دینے ادنیٰ قسم کی محنت کے اور کسی لایق نہیں ہوتے اور ظاہر ہی کہ نمرہ اُن کی محنت کا اُس پیداوار کی مقدار کی نسبت سے بہت کم ہوگا جو ذکی اور سلیقہ شعار مزدور اُسی مقدار محنت سے پیدا کر سکتے ہیں اور یہاں سے اظہر ہی کہ مدبر جماعت کو عوام کی تعلیم کی طرف توجہ کامل کرنی ضروریات سے ہی تربیت پائے ہوئے کاریگروں کی عادتیں ہر لحاظ میں بہتر ہوا کرتی ہیں وہ سلیم الطبع اور پرہیزگار ہوتے ہیں اشغال معقول میں مصروف اور اچھی صحبت کے طالب رہتے ہیں اپنے بندوبست خانگی اور اپنے مالکوں کے کاروبار میں کفایت پر نظر رکھتے ہیں اور اسوجہ سے صداقت اور امانت کی صفات سے موصوف ہوتے ہیں واضعہ رائے ناظرین اوراق رہے کہ محنت کرنے والوں کی صفات عقلی کو جستدرانگی محنت کے با اثر کرنے میں دخل ہوتا ہی اُٹنا ہی اُن کی صفات اخلاقی کو بھی اُس میں دخل ہی یہہ تو سب جانتے ہیں کہ بے اعتدالیوں کے سبب سے محنت کرنے والوں کے قوائے جسمی اور عقلی میں فتور کلی راہ پاتا ہی اور اُن کی عادات ناہموار اور غیر مستقل کی جہت سے اُن کا کام چستی اور مداومت کے ساتھ جاری نہیں رہ سکتا مگر یہہ امر غور کرنے کے لایق ہی کہ اُن کی محنت کے نمرہ کی مقدار کل کا حصہ کس قدر اُن کے معتبر اور راست کار ہونے پر موقوف ہی جو محنت فی الحال اِس امر کی نگرانی میں صرف ہوتی ہی کہ محنتی اپنا پورا کام انجام دیں یا اِس امر کے امتحان میں کہ اُنہوں نے اپنے کام کو موافق قرار کے انجام دیا یا نہیں درحقیقت پیدایش کے کام میں صرف نہیں ہونے پاتی رہہ تو ایسے خارجی کام میں لگتی ہی جسکی ضرورت محض مزدوروں کی بدیانتی کے سبب سے پیش آتی ہی ساری ظاہری تدبیریں ہدراست

اور نگہبانی کے اپنے عمل میں کامل نہیں کیونکہ ہرچگہہ اُچرت پاتے والے محنتیوں کی مقررہ عادت ہی کہ جب محافظوں کو ذرا بھی غافل پاتے ہیں کام میں سستی کو جاتے ہیں اگر افراد انسانی ایک دوسرے پر اعتماد کر سکیں تو کوئی صیغہ اُن کی مہمات کا ایسا نہیں کہ جسمیں اُس اعتماد کا نفع ساری نہو اور اُس نفع کی فروعات میں سے ہرچند کفایت ایک ادنیٰ فرع ہی مگر اُس کی مقدار کا انداز کرنا قیاس سے باہر ہی لوگوں کی بددیانتی کے سبب سے دولت ملکی میں جو نقصان ظاہر ہی راہ پاتا ہی اُسی کو ذرا غور سے دیکھئے کہ کسقدر ہوتا ہی ہو۔ دولت مند بستی میں ایک گروہ بد معاشرہ کا ہوا کرتا ہی جو لوٹ مار اور دم بازی وغیرہ حیلوں سے اپنی بسر کرتا ہی اُس گروہ کے آدمیوں کی تعداد صحیح دریافت کرنی آسان نہیں مگر کوئی شبہ نہیں کہ ایسے آدمی بہت ہوتے ہیں اول تو آنکی پرورش کا سارا باز صریح محنت ملکی پر ہوتا ہی قطع نظر اس سے اہل پولس اور عدالت ہائے دیوانی اور فوجداری اور محبس وغیرہ کی ضرورت انہیں حضرات کی بدولت پیش آتی ہی اور اُن میں جو خرچ پڑتا ہی اُس کا بار انہیں کے سبب سے اہل جماعت کو اُٹھانا پڑتا ہی رکلا اور مختار اور اہل قوانین جنکو بڑی بڑی تنخواہیں ملتی ہیں انہیں لوگوں کی بددیانتی کے سبب سے پرورش پاتے ہیں جس انداز سے اہل جماعت میں دیانت و ایمانداری بڑھتی جاتی ہی اُسی انداز سے اُن اخراجات میں بچت ہوتی ہی یہ تو بچت صریح ہی جو لوگوں کی ایمانداری کے سبب سے ہوتی ہی اُس کے علاوہ اگر مزدور حسب قرار داد اپنے کام کو ایمانداری سے انجام دیں تو اہل جماعت کو منفعت کثیر اور تین طریق سے ہوتی ہی یعنی اول تو صورت مفروض میں ہر قسم کی محنت کی پیداوار میں صریح افزونی ہوتی ہی دوم حفاظت اور نگہبانی میں جو وقت اور روپیہ صرف ہوتا ہی اُس میں کفایت ہو جاتی ہی سوم محنت کے کاروبار کے جاری کرنے اور بھیلنے

میں لوگوں کی ہمت بڑھتی ہی کسی کام کو ملکہ انجام دینا اسی انداز سے ممکن الوقوع ہی جس انداز سے لوگوں کو ایک دوسرے کی دیانت اور امانت پر اعتبار اور بھروسہ ہوتا ہی بعض قوموں کو کاروبار محنت کے انجام دینے کی استعداد تامہ حاصل ہوتی ہی مگر ایسے ایماندار آدمیوں کی قلت کی وجہ سے انکو تکصیل اور خرچ کرنے زرہائے کثیر کا اختیار بلا دغدغہ سونپا جائے کاروبار مذکور کو وسعت کے ساتھ انجام دینے میں طرح طرح کی دقتیں پیش آتی ہیں بعضی قوموں کی اجناس کے مول لینے میں ناچروں کو بدیں وجہ ناممل ہوتا ہی کہ اُن کی طرف سے اس امر کا اطمینان نہیں کہ وہ اپنی جنس کو نمونہ کے مطابق بنائینگے جنس کو نمونہ کے مطابق نہ بنایا بنظر انتفاع اجناس میں میل کر دینا یا ہرانی جنس کو بہ تغیر رنگ اور ہیئت کے نیابنا کو پہنچنا یہ ایسے قریب ہیں کہ مال کار اُن کا اچھا نہیں وہ اعتبار کو ساقط کرتے ہیں اور باب تجارت کو بند کر دیتے ہیں بخلاف اسکے اعتبار اور ساکھ کے کامل عیار دھنے کے سبب سے کاروبار محنت میں نفع نام پہنچتا ہی جہاں لوگوں کے آپس میں اعتبار ہونا ہی صبح سے شام تک لاکھوں روپیہ کا سودا سلف اور لین دین ہو جاتا ہی اور بائع اور مشتری میں سے کوئی بھی دست آویز نہیں لکھتا نہ اُس کے کبھی لکھانے کا کسب کو خیال آتا ہی پس خیال کرنا چاہیئے کہ ایسی جگہ خود لوگوں کی دیانت داری کے سبب سے پیدا کرنے والوں اور لینے دینے والوں کو بوجہ کفایت وقت اور خرچ کے سال بھر میں کتنا نفع پہنچتا ہی \*

۶ عاملان پیدایش کی قوت پیدایش کا تعین کرنے والے اسباب غیر

مربوطہ میں سے حفاظت سبب جلیل ہی اور حفاظت سے ہماری وہ حمایت کامل مراد ہی جو افراد مدینہ کو پہنچتی ہی خراہ بادشاہ کی طرف سے خواہ بخلاف ظلم و بدعت بادشاہ کے اور یہہ قسم نانی بہت

بکار آمد ہی کیونکہ جب مالداروں کو یہہ دغدغہ ہو کہ عمال

سرکار بدعت اور نظام کے ہر حیلہ سے اُن کے مال کو غصب کر لینگے تو اُمید نہیں کہ کوئی آدمی اپنے قوت سے زیادہ پیدا کرے ملک ایشیا کے بہت سے طبقات زر ریز جو ایک زمانہ میں آباد اور مالدار تھے اب مفلوک اور خستہ حال ہیں اور وجہ یہ مسلم اِس خرابی اور خستہ حالی کی بجز اِس کے اور کچھ نہیں کہ وہاں کے لوگوں کو سرکار اور عمال سرکار کی بدعت اور سخت گیری سے پناہ نہیں جہاں ایسا ظلم ہوتا ہی وہاں آدمی پیدا کے کام میں دل نہیں لگاتے اُنکی چستی اور چابکدستی سب جاتی رہتی ہی اور نہایت زر ریز زمین بے تودہ کشتکاری پڑتی رہتی ہی سرکار یا عمال کی طرفہ کی بدعت پیدا کرنے والوں کی ہمت کو مطلق پست کر دیتی ہی کیونکہ اور ظالموں اور غارتگروں کی بدعت سے محفوظ رہنے کی اُمید ہو سکتی ہی مگر حاکم کی بدعت سے اِمان نہیں زمانہ قدیم میں یونانیوں کو اور زمانہ اوسط میں اہل اٹلی کو وہ امن حاصل نہیں تھا جسکو اِس زمانہ کے آدمی امن تصور کرتے ہیں اُس زمانہ میں یہ قومیں غیر منتظم تھیں اور صدھا طرح سے اُنکو اپنی جان اور مال کی طرف سے خدشہ اور اندیشہ دامنگیر رہتا تھا مگر چونکہ وہ آزاد تھیں اور سرکار با اختیار خدوں یا باعانت قوانین اُنکو ظلم نہیں کر سکتی تھی اِس لیئے اُنہوں نے اپنے قوت بازو اور ہمت قاتلی سے اپنے دشمنوں کا قدارک کافی اور واقعی کیا اور اُنکی محنت نے نتیجہ نامہ دیا اور جب تک وہ آزاد رہیں اُنکی دولت روز بروز پڑھتی گئی تسلط روم نے ساری لڑائیوں اور فسادات خانگی کو ملک کے دور کر دیا اور رعایا کو پہلے وقت کی نا اِمنی سے نجات دی مگر چونکہ اُس نے طریقہ غصب اختیار کیا اور ہر طرح سے ملک سے روپیہ کھینچا رعایا درجہ بدرجہ یہاں تک پست ہمت اور مفلس ہو گئی کہ آخر کار قتاحتان و حوش سیرت نے جو آزاد تھے اُسکو بہ آسانی زیر کر لیا رعایاے مذکور نہ لڑتی اور نہ محنت کرتی کیونکہ لڑنے اور محنت کرنے کی غرض وجود نہ دیکھتی تھی یہاں سے

ظاہر ہی کہ جس انداز سے محنت کرنیوالا اپنی محنت کے ثمرہ سے مستفیض ہو سکیگا اسی انداز سے اُسکی محنت عمل پیدائش میں بائزر ہوگی اور جمیع قوانین انتظام اسی انداز سے معاون محنت ہو سکتے ہیں جس انداز سے وہ اس اصل کو قائم کریں کہ محنت کرنے والا حتی الوسع بانداز اُس پیدائز کے منفعت اُٹھائے جسکو وہ اپنی محنت سے وجود میں لائے معلوم رہے کہ سارے قوانین اور دستورات جو بہ نقصان عوام ایک گروہ خاص کو فائدہ پہونچائیں یا ایک گروہ کو اہل مدینہ کے اپنی منفعت کے لیے محنت کرنے سے باز رکھیں یا محنت کرنیوالے کو اپنی محنت کے ثمرہ سے مستفیض نہونے دیں علاوہ اور وجوہ ناشایستگی کے خاص اس وجہ سے مذموم ہیں کہ وہ مخالف اصول کفایت ہیں کیونکہ کل افراد مدینہ کی محنت سے جسقدر پیدا ہو سکتا ہی اتنا وہ پیدا نہیں ہونے دیتے \*

## باب ہشتم

### درباب عمل بہ اتفاق کے

۱۔ جو اسباب محنت کے ثروت پیدائش برہاتے ہیں انہیں سے ہم نے ابھی تک ایک سبب کو مطلق بیان نہیں کیا چونکہ سبب مذکور خود ہی عظیم ہی اور اُسکی بحث چند محنتوں کو حاوی اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اُسکو ایک باب جداگانہ میں بیان کریں واضح راے ناظرین اوراق ہو کہ سبب مذکور عمل بہ اتفاق ہی یعنی اتفاق کرنا اشتخاص متعدد کا اوپر انجام دینے کسی کام کے اس عمل بہ اتفاق کی ایک شق پر جسکو ہم تحلیل محنت سے موسوم کریں گے اکثر اہل فن نے بہت توجہ کی ہی اور واقعی شق مذکور توجہ کرنے کے لائق ہی مگر نہ استقدر کہ اسی کو اصل اصول تصور کر لیا جائے اور دیگر شقوں کو اُس قاعدہ عام کی جسکی تحلیل محنت ایک شق ہی نظر انداز کیا جائے اگر ایسا کیا جائیگا تو غلط فہمی سے جزو کر اوپر کل کے

مستعمل کرنا ہوگا کیونکہ تحلیل معنیت ایک شق ہی اُسی مسئلہ اصولی کی جسکو ہم عمل بہ اتفاق کے نام سے موسم کرتے ہیں اِس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تحلیل معنیت کی تعریف کریں واضح ہو کہ صنعت کسی شی کی اکثر کئی 'عملوں' اِسان کو مشتمل ہوا کرتی ہے مثلاً سوئی بنانے میں اول لوہے کا تار کھینچنا ہوتا ہے پھر اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر کے پرتے ہیں پھر اُن ٹکڑوں کے سرے بنانے ہوتے ہیں پھر ہر ٹکڑے کا ناکا بنایا جاتا ہے اور علیٰ ہذا القیاس پس سوئی بنانے کے کل عمل کی تحلیل کرنا اور ہو سادہ عمل پر ایک شخص خاص کو تعین کرنا اس کو اصطلاح اِس فن میں تحلیل معنیت کہتے ہیں کیونکہ اِس طریق سے معنیت کرنا بمغزلہ اِس امر کے ہے کہ گویا کل معنیت کے تحلیل کی اور اُس کے ہر جزو کو ایک شخص کے ہاتھ سے انجام دلایا بعد انفرانگ کے اِس تعریف سے واضعترائے ناظرین اوراق کیا جانا ہے کہ عمل بہ اتفاق کی دو قسمیں جداگانہ ہیں ایک تو وہ جسمیں اشخاص متعدد ایک ہی کام کے اِنجام دینے میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے ہیں دوسری وہ جسمیں اشخاص متعدد مختلف کاموں کو جدا جدا اِنجام دیکر ایک دوسرے کی اعانت کرتے ہیں ایک قسم کو مفرد اور دوسری کو مرکب کہہ سکتے ہیں جو فائدہ اول قسم کے اتفاق سے پیدا ہوتا ہے اُس کی مثال یہ ہے کہ جب دو شکاری کتے باہم متفق ہوکر شکار کے پیچھے دوڑتے ہیں تو وہ اُن چار کتوں کی نسبت سے زیادہ شکار مارتے ہیں جو بانفرد درپے شکار جہد کرتے ہیں ہزاروں عمل ہمارے مفرد ہیں جو جہد انسانی سے اِنجام پاتے ہیں براہی العین مشاہدہ ہوتا ہے کہ جب دو آدمی بانفاق عمل کرتے ہیں تو اُن کی جہد کا نتیجہ اُس نتیجہ سے کہیں زیادہ ہوتا ہے جو چار شخصوں کے بانفرد جہد کرنے سے مرتب ہوتا ہے اُنہانے میں بھاری بوجھ کے یا قطع کرنے میں درختوں کے یا چیرنے میں تختوں کے یا کھینچنے میں کشتی کے اور اِسی



قسم کے اور ہزاروں عملوں میں اس امر کی ضرورت ہی کہ بہت سے آدمی ایک ہی زمانہ میں اور ایک ہی جگہ اور ایک ہی طریق سے باتفاق کام کریں جنگلی آدمی نہایت سیدھے عملوں کے انجام دینے میں بھی ایک دوسرے کی اعانت نہیں کرتے اور نتیجہ اسکا یہ ہوتا ہے کہ وہ وحوش سے بہتر نہیں ہوتے بلکہ بعض لحاظوں میں ان سے بدتر اگر کسی کارخانہ کے آدمی سیدھے کاموں میں ایک دوسرے کی اعانت کرنے سے دغمتاً باز رہیں تو جو فائدہ عمل بہ اتفاق مفرد سے مترتب ہوتا ہے اُسکی عظمت فوراً ظاہر ہو جائے لا تعد صنعتوں میں نتیجہ محنت کا ایک حد خاص تک بانداز اس اعانت کے پیدا ہوتا ہے جو محنت کرنے والے ایک دوسرے کی کیا کرتے ہیں اور مدینہ میں اول مرتبہ اصلاح کا یہی ہے کہ عمل بہ اتفاق انجام پائے دوسرا مرتبہ اصلاح کا یہ ہے کہ اہل مدینہ میں سے ایک گروہ اس امر پر اتفاق کرے کہ اپنی حاجت سے زیادہ غذا پیدا کرے اور دوسرا گروہ اس امر پر کہ اپنی حاجت سے زیادہ کپڑا بناوے اور جس قدر کپڑا اُسکی حاجت سے زیادہ ہو اُسکا معاوضہ گروہ اول کی غذائے فضول سے کر لے جو دونوں گروہ کے مجموعہ غذا اور مجموعہ کپڑے کی مقدار اُنکی حاجت سے زیادہ ہوگی تو دونوں گروہ بذریعہ معاوضہ اس المال پر دست رس رکھ سکیں گے اور اپنی اپنی صداعت میں بوسیلہ اس المال مذکور کے زیادہ معنیتوں کو کام سے لگا سکیں گے پس اس طریق کی کارروائی سے عمل باتفاق مفرد کے ساتھ عمل باتفاق مرکب ضم ہو جاتا ہے ایک صورت میں بہت سے آدمی ایک کار خاص کے انجام دینے کے اندر ایک دوسرے کی اعانت کے لئے اتفاق کرتے ہیں اور دوسری صورت میں بہت سے آدمی ایک دوسرے کی اعانت بذریعہ بانٹ لیئے صنعتوں کے کیا کرتے ہیں ان دونوں قسموں کی اعانت میں ایک بڑا فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ قسم اول سے ہر شخص اعانت کرتے وقت واقف ہوتا ہے بخلاف اسکے قسم ثانی کا عام بہت کم اشخاص

کو ہوا کرنا ہی اور سبب اس فرق کا آسانی معلوم ہو سکتا ہی جب بہت سے آدمی ایک ہی زمانہ میں ایک ہی جگہ ایک ہی کام کو انجام دیتے ہیں انکو بلا اشتباہ اس امر کا یقین کامل ہو جاتا ہی کہ ہم ایک دوسرے کی اعانت کرتے ہیں مگر جب اشخاص یا گروہ ہاے متعدد بہ اوقات و بمقامات مختلف صنعت ہاے مختلف کے انجام دینے میں مصروف ہوتے ہیں انکو اعانت ایک دوسرے کی اتنی وضاحت سے مرئی نہیں ہوتی جتنی کہ صورت اول میں آسکے مرئی ہونے کے لئے کئی قوائے دماغی کو کام دینا چاہیئے \*

اہل مدینہ کی صورت حالیہ میں ایک گروہ بھیڑوں کو پالتا ہی دوسرا گروہ انکی اُون کو کٹائی کے لئے صاف کرتا ہی تیسرا گروہ اُس اُون کو کات کے سوت بناتا ہی چوتھا سوت سے کپڑا بناتا ہی پانچواں اِس کپڑے کو رنگتا ہی چھٹا اِس رنگین کپڑے سے انکے طیار کرتا ہی اُن بہت سے حمالوں اور تاجروں اور کارخانہ داروں اور خوردہ فروشوں کا تو کچھ حساب ہی نہیں جنکا ہر درجہ میں عملہاے مذکور کے سلسلہ طویل سے کام پڑتا ہی ہر شخص اِن متعدد آدمیوں میں سے بلا علم اور معرفت سابقہ عمل اخیر یعنی انکے بنانے میں ایک دوسرے کی اعانت کرتا ہی اور ناظرین اوراق کے ذہن نشین رہے کہ صرف اتنے ہی آدمی جو اوپر مذکور ہوئے ہیں عمل اخیر کے انجام دینے میں باتفاق عمل نہیں کرتے کیونکہ اِن اشخاص کو غذا اور دیگر اشیائے حاجات کی ضرورت دامنگیر ہوتی ہی اور جب تک اُنکو یہہ توقع کامل نہو کہ اور آدمی اُنکے لئے اشیائے مذکور بفائینگی تب تک ممکن نہیں کہ وہ اپنا سارا وقت عملہاے متعدد میں سے کہ جنسے آخر کو انکے طیار ہوتا ہی صرف ایک ہی عمل کے انجام دینے میں صرف کریں ہر شخص جسنے پیدا کرنے میں غذا کے یا بنانے میں مکانات کے واسطے اِن متعدد پیدا کرنے والوں کے اعانت کی ہی اُس نے نفس الامر میں بلا علم اور معرفت اپنی

مستحنت کو اُنکی مستحنت کے ساتھ اُنکے بنانے کے عمل میں ضم کیا ہی \*

ہر روز دیکھنے میں آتا ہی کہ جو گروہ اپنی حاجت سے زیادہ غذا پیدا کرتا ہے وہ اپنی جنس زاید کا معاضہ دوسرے گروہ سے جو اپنی حاجت سے زیادہ کچرا بناتا ہی کرلیتا ہی اب ہم کہتے ہیں کہ وقوع میں آنا اس معارضہ کا مہی ہی اوپر اُس اتفاق کے جو ان دونوں گروہ میں درحقیقت رجحان رکھتا ہی گو پہلے سے اُسکا قرار داد نہیں ہو جاتا اگر ان دونوں گروہ میں ہرجہ بعد مسافت یا میلان طبیعت جدائی واقع ہو جائے تو ممکن نہیں کہ وہ کل عمل کو پیدائش غذا اور کپڑے کے دو جزو جداگانہ میں تقسیم کر سکیں \*

۲ حرفت اور صنعتوں کے تقسیم ہانے سے عمل پیدائش پر بڑا اثر ہوتا ہی جب خاص گروہ خاص چیزوں کے بنانے میں بہمت جہت مصروف ہوتے ہیں تو اس انتظام سے صرف یہی نتیجہ پیدا نہیں ہوتا کہ ہر قسم کی جنس مقدار میں زیادہ پیدا ہوتی ہی بلکہ نفع اس انتظام کا اس سے بدرجہا زیادہ ہوتا ہی کیونکہ جو ایسا انتظام نہو تو شاید چند ہی جنس پیدا ہو سکیں فرض کرو کہ چند قبائل ایسے ہیں کہ ہر ایک ان میں کا ایک ہی طرح سے باکار ہی یعنی ہر قبیلہ اپنے قطع پر زمین کے آباد ہی اور اُس زمین سے بذریعہ اپنی مستحنت کے اپنی قوت پیدا کرتا ہی اس صورت میں چونکہ سب قبائل اپنی اپنی قوت آپ پیدا کرینگے پس ان میں سے اگر کوئی قبیلہ اپنے قوت سے زیادہ پیدا کرے تو اس زیادہ قوت کا کوئی طالب نہوگا اور لامحالہ ہر قبیلہ کو اس امر کی ضرورت پیش آئیگی کہ سوائے قوت کے اپنے دیگر اشیاء حاجات کا بھی آپ ہی بندوبست کرے اور اُس کو اپنے ہی ہاتھ سے بنائے اس صورت میں اگر زمین زرخیز ہوگی اور آبادی کثرت سے نہ پڑھیگی تو شاید عورت سوت کات کر کچرا بنیگی اور اہل قبیلہ کے لیئے لباس بنائیگی اور تنسم عورت کا

یہہ اول درجہ ہوگا اور قبایل کے زر و مرد ملکر شاید کسی قسم کا مکان بھی طیار کرینگے مگر ممکن نہیں کہ ہتجز رسمی غذا کہ جسکا بوجہہ اختلاف فصلوں کے تھکانا نہوگا اور رسمی کپڑے اور سیدھے سادھے مکانات کے وہ کوئی عمدہ چیز بنا سکیں اور جو کچھہ ہنائینگے اُس کے طیار کرنے میں اُن کو کمال ہی سعی اور جانفشانی کرنی پڑیگی اُن کی قوت زمین سے قوت پیدا کرنے کی بوجہہ رسمی ہونے آلات دستکاری کے بہت ہی محدود ہوگی واسطے بنانے اجناس عیش و آرام کے اُنکو اِس امر کے ضرورت پیش آئیگی کہ اپنا وقت زندہ صرف کریں اور بعض اوقات اپنے مقام سے اور مقاموں کو جائیں اِس لیئے محنت کے اقسام متنوعہ سے چند ہی قسم اُن میں وجود پائیگی اور جو وجود پائیگی وہ عمل میں کامل نہونگی نہ صرف اِس وجہہ سے کہ اُن کے آلات محنت رسمی ہیں بلکہ اِس جہت سے کہ بعد پیدا کر لینے اُس مقدار کے جو قبیلہ کی ضرورت کے واسطے کفایت کرے زمین یا محنت سے زیادہ پیدا کرنے کے لیئے بشرطیکہ افراد قبیلہ میں افزائش نہو کوئی غرض وجود نہیں رکھتی اب فرض کرو کہ ایسا معاملہ پیش آیا کہ جسنے صورت حال کو اِس بستی کے درحقیقت بدل دیا یعنی فرض کرو کہ ایک گروہ اہل حرفہ کا مع آلات اور اِس قدر غذا کے جو ایک سال کے لیئے کفایت کرے اِس بستی میں دوسری جگہ سے آکر آباد ہوگیا اور ایسے زیور اور ایسی چیزیں کارآمد بنائے لیا جنکے پہنے اور برتنے کا ذوق اہل بستی کو ہی یہہ بھی فرض کرو کہ قبل از ختم ہونے ذخیرہ غذا کے اِن دستکاروں نے مقدار کثیر اپنے اجناس کی طیار کر لی اور اِس امر کے خواہاں ہوئے کہ اُن کا معاوضہ غذا سے کر کے اپنے ذخیرہ باقیماندہ کو بڑھائیں اب ہم کہتے ہیں کہ اِس صورت میں بستی کے زمینداروں کی کفایت کی صورت بدل جائیگی اُن کو اب موقع ملا ہی کہ عیش و آرام کی اشیاء کو حاصل کریں کیونکہ پہلے زمانہ میں جب اُنکی گذر اُن کی ذات کی محنت اور سعی پر موقوف تھی جس چیزوں کو

وہ نہ بنا سکتے تھے آنکو اب ان اہل حرفت سے لے سکتے ہیں بشرطیکہ اہنی  
 محنت سے نسبت سابق کے زیادہ قوت اور دیگر اشیاء حاجات پیدا  
 کریں اب وہ اس امر پر ہوانگیختہ کیئے جاتے ہیں کہ اہنی محنت کی  
 قوت پیدائش کو ہڑھائیں جن اشیاء آرام پر آنکو اوایل میں دست رس  
 ہوگی ان میں سے شاید آلات ہونگے قطع نظر اس سے ان کو اب اس امر  
 کی غرض ہی کہ اہنی محنت کو زیادہ جہد سے انجام دیں اور ایسی  
 قدابیر اختیار کریں جن سے انکی محنت عمل میں زیادہ با اثر ہو جائے اور  
 بذریعہ ان تدبیروں کے وہ اہنی زمین سے اس قدر زیادہ قوت پیدا کریں گے  
 کہ اہل حرفت کی ضرورت کے لیئے کافی ہو اور اسکی عوض میں آنکو اشیاء  
 عیش و آرام مل سکیں یہہ نئے اہل حرفہ اہل بستی کی زراعتی  
 پیداوار فاضل کے لیئے مانگ پیدا کرتے ہیں اور ان کے آباد ہونے سے کل  
 بستی صرف بانداز اسی سامان کے زیادہ دولت مند نہیں ہوتی جو وہ آپ  
 بناتے ہیں بلکہ بمقدار اُس قوت کے بھی جو در صورت نہ آباد ہونے انکے  
 نہ بنائی جانی اس مسئلہ اور مسئلہ سابق میں کہ مانگ اجناس کی  
 بمنزلہ مانگ محنت کے نہیں ہوتی کچھ مختلف نہیں ہی کیونکہ  
 صورت مفروض میں کشتکاروں کی محنت کے لیئے کام موجود تھا بوجہ  
 مانگ اشیاء حاجات ان نئے اہل حرفہ کے کچھ نئے کاشتکاروں کی  
 پرورش نہیں ہوئی اس مانگ نے البتہ یہہ نتیجہ پیدا کیا کہ کاشتکاروں  
 کو اس امر پر آمادہ کر دیا کہ وہ زیادہ جہد سے محنت انجام دیں اور  
 زیادہ جہد سے محنت کرنے کی ایک نئی غرض کو اس نے وجود دیا اور  
 نہ یہہ نئے آباد ہونے والے اہل حرفہ کسی نہج سے اہنی پرورش اور ہاکار  
 ہونے میں کاشتکاروں کی مانگ کے زیر بار احسان ہیں کیونکہ ایک سال  
 کی قوت ان کے پاس موجود تھی وہ اہل بستی کے پہلو بہ پہلو آباد  
 ہو کر ان کے موافق زمین سے اہنی قوت ضروری پیدا کر لینے تاہم ظاہر ہی  
 کہ پیدا کرنے والوں کے ایک گروہ کے قریب اگر دوسرا گروہ جو گروہ اول کی

نسبت سے کوئی غیر چیز پیدا کرتا ہو موجود ہو تو اس سے پیدا کرنے والوں کی قوت پیدائش پر بڑا اثر ہوتا ہی ایک قسم کی معنیت کی پیدوار کا مبادلہ دوسری قسم کی معنیت کی پیدوار کے سانہ ہو جانا یہہ ایک ایسی قوت ہی کہ اگر وہ وجود نہ رکھتی تو دنیا میں بہت کم معنیت وجود پاتی جب کسی جنس کے لیئے نئی پینتھ کھل جاتی ہی اُس کی جہت سے جنس مذکور مقدار میں زیادہ پیدا ہونے لگتی ہی تو یہہ افزونی پیدائش کچھ ضرور نہیں کہ بہ کمی پیدائش اور اجناس کے ہر روے کار آئے وہ اکثر پیدوار جدید اور اُس معنیت کا نتیجہ ہوا کرتی ہی جسکو ہر صورت نہ کھلنے پینتھ کے کوئی انجام نہ دیتا یا یہہ افزونی ہوجہ اعانت کے جو معنیت کو اصلاحوں یا اکثر آدمیوں کے ملکر باتفاق کام کرنے سے پہنچتی ہی ہر روے کار آتی ہی اور یہہ اصلاحیں اور معاونت ہرگز صورت ظہور کی نہ پکڑیں اگر زیادہ پیدا کرنے کی غرض وجود نہ رکھتی \*

۳ بحث سابق سے ظاہر ہی کہ جب تک کسی ملک میں مردمان شہری کی آبادی زیادہ نہو یا اُس کی عوض میں کسی دوسرے ملک کی آبادی کے واسطے غلہ وغیرہ محاصل کشتکاری برآمد نکلیا جائے تب تک ملک مذکور میں زراعتی پیدوار کی کثرت نہوگی مردمان شہری سے ہماری مراد وہ آدمی ہیں جو زراعت نہیں کرتے مگر اہل مدینہ کی اعانت کے لیئے قصبہ یا شہروں میں ہودوباش اختیار کرکے صناعتوں کے انجام دینے میں مصروف رہتے ہیں زمانہ سابق میں غیر آباد ملکوں کے آباد کرنے کا بہہ طریقہ تھا کہ چند کامیوں کو پہلو بہ پہلو آباد کرتے اور ہر کنبہ اپنے اپنے حصہ کی زمین پر آباد رہ کے اپنی اپنی حاجات کا آپ ہی بندوبست کرتا ہر چند بصورت زر ریز ہونے زمین اور ساز کار ہوئے آب و ہوا کے اہل بستی کو رسمی اشیائے حاجات پر قدرت ہوتی مگر یہہ طریقہ کسی حال میں واسطے تکثیر پیدوار اور جلد ترقی

پکڑ جانے بستی کے ساگار نہیں تھا حال کے زمانہ میں مدبوروں نے بستی بسانے کا یہ طریق اختیار کیا ہی کہ ابتدا ہی سے بستی کے اندر کچھ مزارع اور کچھ اہل حرفہ آباد کرتے ہیں مزارعین گاون میں اور اہل حرفہ بفاصلہ ہائے مناسب شہروں میں آباد کیئے جاتے ہیں اور اہل حرفہ شہروں میں آباد ہوئے حرفت و دسکاری کو انجام دیتے ہیں اور یہ شہر واسطے فروخت پیداوار فاضل کاشتکاروں کے حکم پہنچنے کا پیدا کرتے ہیں پس اس طریق کے بندوبست سے تقسیم حرفوں کی ہر رو سے کار آتی ہی اور ہر قسم کی پیداوار میں افزونی ہوتی ہی مزارعین کو اشیائے عیش و آرام پر اور اہل حرفہ کو قوت پر یہ آسانی قدرت حاصل ہوتی ہی علامہ اور اسباب کے نہروں مردمان شہری کا بقدر حاجت ہندوستان سے ملک میں محنت کی قوت پیدائش کو محدود رکھتا ہی اس ملک میں زمیندار چھوٹی چھوٹی جائداد رکھتے ہیں اور ان جائدادوں کا تردد یا تو بذات خود کرتے ہیں یا آسامیوں سے کراتے ہیں تاہم بہت سی صورتوں میں محنت بہ اتفاق انجام پاتی ہی کیونکہ دیہاتی دستور ایسے منضبط ہیں کہ جن کاموں کے لیئے محنت باتفاق انجام دینے کی ضرورت اشد ہی آن کاموں کے پورا کرنے کے لیئے یہ لوگ آپس میں اتفاق کرتے ہیں اور جن کاموں کے لیئے دستورات مذکور سے انتظام نہیں ہوا ہی آن کی درستی کے واسطے خود سرکار ہمت کرتی ہی یعنی اپنے خزانہ سے روپیہ لگا کر اور لوگوں کو فراہم لاکر تالاب اور نہریں اور سڑکیں وغیرہ جنکے بغیر کام نہیں چلتا بنواتی ہی مگر طریقہ زراعت اور آلات کشاورزی ایسے خراب ہیں کہ باوجود زر ریز ہونے زمین اور سازگار ہونے آب و ہوا کے زمین سے پیدا بہت تھوڑی ہوتی ہی اسی زمین سے بلا بدلے طریقہ جائداد ہائے خورد کے اتنی زیادہ قوت پیدا ہوسکتی ہی کہ آبادی حال سے کہیں زیادہ آدمیوں کی پرورش کے لیئے کفایت کرے مگر اسکے لیئے اس توغیب کی ضرورت ہی جو شہری بستیوں کی جہت سے بصورت آسان

ہونے آمدورفت کے مابین شہر اور ہرگنان کے پیدا ہوتی ہی ہندوستان کی شہری آبادی + میں افزایش نہیں ہوتی اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اس ملک کے کاشتکار اول تو قناعت پیشہ ہیں اور چند ہی اشیائے حاجات کے طالب دوم اُن کو اپنے حاکموں کی طرف سے دغدغہ رہتا ہی اور عمال اور سپاہ کی طرف سے آزار پہنچتا ہی اور اس لیے یہ لوگ شہریوں کی اشیائے مصنوعی کے برتنے کا حوصلہ نہیں کرتے اس صورت میں ممکن نظر آتا ہی کہ ہندوستان میں سب سے پہلے اجناس خام مثل روئی اور انیوں اور نیل اور شکر وغیرہ کی زراعت اس وجہ سے زیادہ ہو کہ اُن کی مانگ فرنگستان اور چین میں زیادہ ہی اور پیدا کرنے والے اجناس مذکور کے اُس قوت سے پرورش پائینگے جو اُن کے باقی ہم پیشہ پیدا کرینگے اور چونکہ قوت فاضل کی مانگ پیدا ہو جاوے گی تو کہتی کرنے والے غالب ہی کہ بتدریج واسطے برتنے اشیائے مصنوعی فرنگستان کے مایل ہونگے یا اُنکی طبعیت کو واسطے برتنے اشیائے مصنوعی ہندوستان کے رغبت ہوگی

+ کم ہونا شہری آدمیوں کا ہندوستان میں خود ہی اس کتاب کے متن میں تسلیم کیا گیا ہی اور اس میں بھی شک نہیں کہ نکاسی اجناس خام مثل روئی اور نیل اور انیوں اور شکر وغیرہ کی روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہی نسبت زمان سابق کے اجناس مذکور کی زراعت کی اب کثرت بہت ہی بلکہ بعض مقامات میں اُن کی زراعت بہ کمی زراعت غلہ کے بڑھتی جاتی ہی مگر آبادی شہری آدمیوں یعنی اہل حرفہ کی زیادہ نہروئی اور نہ ہاہرا اُس کے بڑھنے کی اُمید ہی کیونکہ انہی اشیائے حرفہ از قسم پارچہ و سامان آہنی وغیرہ بوجہ ارزانی ولایت سے چلا آتا ہی اور اس ملک کے سارے کارخانہ ٹوٹ گئے اور ترقی چلے جاتے ہیں غرضکہ شہری بستیاں جو پہلے ہی کم تھیں اور بھی کم ہوتی جاتی ہیں اگر یہ ہی حال رہا اور اہل ہند حرفہ میں صناعات فرنگستان سے سبقت نہ لیگئے اور اُن کی نسبت سے اشیائے مصنوعی کو عمدہ اور مستانہ پنا سکے تو ظاہر ہی کہ یہاں کے لوگوں کو بیچر بیوپار اور زراعت کے اور کوئی وسیلہ حصول معاش اور دولت کا حاصل نہ ہوگا اور چونکہ غلہ بچند وجہ روز بروز گراں ہوتا جاتا ہی قدر زمین کی البتہ زیادہ ہو جائیگی اور باشندوں کو اس ملک کے ہرچند آرام طلب اور تن آسانی اور پس

ہیں ضرورتاً کہتی کے کام میں زیادہ جہد کرنی پڑے گی \*



اور ان اشیاء کے بنانے کے لیئے ہندوستان میں زیادہ دستکاروں کی آبادی کی ضرورت پیش آئیگی \*

۳ یہاں تک ہم نے حرفتوں کی تقسیم کا بیان کیا ہی اور یہہ ایک صورت معونت یا محنت باتفاق انجام دینے کی ہی کہ جسکے بغیر کاروبار محنت میں کچھ بھی ترقی نہیں ہوسکتی مگر جب یہہ تقسیم حرفتوں کی اچھی طرح سے قائم ہوجاتی ہی اور یہہ دستور عام ہوجاتا ہی کہ ہر اہل حرفہ اور بہت سے آدمیوں کے لیئے ایک جنس خاص مہیا کرے اور دوسرے اہل حرفہ اُسکے دیگر اشیاء حاجات کو اُسکے لیئے سوانجام کرے تب وہی اسباب جو حرفتوں کی تقسیم کا باعث ہوتے ہیں اِس امر کے بھی مقتضی ہوتے ہیں کہ اصل تقسیم کو زیادہ وسعت دیجائے یعنی تجربہ سے یہہ بات معلوم ہوتی ہی کہ محنت کی قوت پیدائش اُسی نسبت سے زیادہ ہوتی ہی جس نسبت سے تقسیم مذکور زیادہ وسعت پکڑتی ہی یعنی اوایل میں خاص گروہ خاص صنعتوں کے عملوں کو انجام دینے لگتے ہیں اور پھر عمل خاص کی تحلیل کی جاتی ہی اور ہر عمل مفرد ایک فرد خاص سے متعلق ہوتا ہی اور بتدریج وہ صورتیں قائم ہوتی ہیں جنکو تحلیل محنت سے موسوم کرتے ہیں مثلاً ایک عمل مرکب آلیں بنانے کا اٹھا، مفرد عماروں میں تحلیل ہوتا ہی اور ہر عمل مفرد کا سوانجام ایک شخص خاص سے متعلق ہونا ہی مثلاً ایک آدمی لوہے کا تار کہینچنا ہی دوسرا تار کو سپدھا کرتا ہی تیسرا اُسکے تکرے کرتا ہی چوتھا ان تکڑوں کے سرے بناتا ہی پانچواں ان تکڑوں کے سروں کو اِسلئے ریت کے درست کرتا ہی کہ اُنپر ٹوہی بیٹھائی جائے توہی بنانے میں تین جداگانہ آدمی تین جداگانہ عمل انجام دیتے ہیں توہی بیٹھانے کے لیئے ایک جداگانہ آدمی کی ضرورت پیش آتی ہی آلیبنوں کو اوجلانا ایک اور آدمی سے متعلق ہی بعد ارجلانے کے پوزیوں میں بہ ترتیب جما کے رکھنا یہہ پچائے خود ایک جداگانہ کام ہی اور علیٰ هذا التیاس ایک چھوٹا

سے کارخانہ میں آلیں بنانے کے صرف دس آدمی کام کرتے تھے اُن میں سے بعض کو دو بعض کو تین عمل انجام دینے پڑتے تھے ہرچند یہہ آدمی مفلس تھے اور اُن کے آلات غیر کامل مگر جب وہ ملکر چہرہ کرتے دن بھر میں چھہ سیر آلیں بناتے ایک سیر میں تخمیناً آٹھ ہزار آلیں ہوتی ہیں پس دن بھر میں یہہ دس آدمی بانفاق عمل کرنے سے اڑتالیس ہزار آلیں بناتے یعنی فی کس چار ہزار آٹھ سو مگر جو ہر شخص اِن دس آدمیوں میں سے بلا اُمت ایک دوسرے کے بانفراد کل عمل موکب کو اپنے اپنے ہاتھ سے انجام دیتا اور اُسے پہلے سے تعلیم نہ پائی ہوتی تو شاید دن بھر میں وہ بیس آلیں کے بنانے پر بھی قادر نہوتا اسی نہج سے زبانی گنجفہ بنانے والوں کی معلوم ہوا کہ ہر گنجفہ بعد انجام پائے ۷۰ عمل ہائے مفرد کے کام دینے کے لایق ہوتا ہی اور ان عملوں میں سے ایک ایک عمل بجائے خود ایک ایک گروہ اہل حورفت کا پیشہ ہو سکتا ہی \*

اگر کسی کارخانہ میں گنجفہ بنانے کے ستر عامل نہوں تو وجہہ اِس کی یہہ ہوگی کہ کارخانہ مذکور میں تحلیل مہنت اپنی غایت کو نہ پہنچتی ہوگی اور ایک ہی عامل کو دو یا تین یا چار عمل جداگانہ انجام دینے پڑتے ہونگے نتیجہ اِس تحلیل کا بہت بڑا ہی جیسا مثال آئندہ سے واضح ہوگا ایک کارخانہ میں گنجفہ بنانے کے تیس عامل دن بھر میں پندرہ ہزار پانسو ورق طیار کرتے تھے یعنی از روے حساب ایک ایک عامل دن بھر میں پانسو ورق سے زیادہ بناتا تھا اگر ہر عامل کو سارے عمل آپ ہی انجام دینے پڑتے تو باوجود چابک دستی اور مہارت کامل کے شاید وہ دو ورق سے زیادہ دن بھر میں نہ بنا سکتا اور تیس کاریگر بجائے بنانے پندرہ ہزار پانسو ورق کے دن بھر میں ساٹھ ورق بناتے گھڑی بنانے میں ایکسو دو عمل مفرد انجام دینے پڑتے ہیں اور ہر عمل پر ایک ایک لڑکا تعلیم پانے کے لیئے مقرر ہو سکتا ہی یہہ لڑکا بعد گذر جانے ایام شاگردی کے صرف اسی ایک عمل کے انجام دینے پر قادر ہوگا مگر

نہیں کہ بعد پورا کردینے زمانہ شاگردی کے وہ کسی دوسرے عمل کو بلا تعلیم انجام دے سکے \*

اِن ایک سو دو کاریکروں میں سے فقط ایک کاریگر جو جمیع پوزوں کو ترتیب دیتا ہی اِس لایق ہوتا ہی کہ سوائے اپنے عمل مخصوص کے دوسرے عملوں کو بھی انجام دے \*

۵ جن سببوں کی جہت سے تقسیم حرفت یا بانٹ لینا کاموں کا محتنت کو عمل میں زیادہ با اثر کردیتا ہی اُن میں سے بعض بدیہہ ہیں اور ہر چند اُن کی توضیح اور تمثیل کی حاجت نہیں مگر تاہم اُن کو شرح اور بسط سے بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی واضعترانہ ناظرین اور اراق ہو کہ بموجب قول ایک اہل فن کے جسکو سب نے موجود تسلیم کیا ہی یہہ اسباب تین ہیں اول افزونی تیز دستی کی جو ہر عامل کو حاصل ہو جاتی ہی دوم کفایت اُس وقت کی جو ایک کام کو چھوڑ کے دوسرے کام میں مصروف ہونے کے اندر ضایع جانا ہی سوم ایجاب ہونا بہت سی کلروں اور آلات کا چنگے ذریعہ سے محتنت آسان ہو جاتی ہی اور ایک آدمی کئی آدمیوں کا کام انجام دے سکتا ہی ان میں سے افزونی تیز دستی کی جو ہر عامل کو حاصل ہو جاتی ہی اظہر ہی مگر لازم نہیں کہ جو شی بار بار بنائی جائے وہ اچھی بھی بنے بہتر بننا کسی شی کا موقوف ہی اور ذہانت اور سلیقہ اور دل سے کام کرنے کاریگر کے یہہ بات تو ضرور ہی کہ جب کوئی شی بار بار بنائی جاتی ہی اُس کا بنانا آسان ہو جاتا ہی بار بار کی کثرت اور مشق سے اعضا قوت پکڑ جاتے ہیں اعصاب مضبوط ہو جاتے ہیں بند نرم ہر جاتے ہیں اور قوائے نفسی زیادہ کامل ہو کے ہار اور ماندگی کو کم مانتے ہیں جو چیز آسانی سے بن سکتی ہی احتمال قوی ہی کہ اچھی بھی بنے اور جلد بننے میں تو اُسکے کچھہ شبہہ نہیں جو چیز پہلے دیر میں بنتی تھی بعد مشق جلد بننے لگی ہی اور جو پہلے دیر میں درستگی کے ساتھ طیار

ہوتی تھی وہ بعد مشق جلد اُس قدر درستی سے پہنچاتی تھی اور یہ مسئلہ جستجو عملیہ جسمانی میں صادق آتا ہی اُنہی عملیہ نفسانی میں راست پڑتا ہی ایک طفل نابالغ بعد مشق کامل کے ایک لمبی فرت کی رقموں کو اُس سرعت سے جمع کر لیتا ہی کہ گویا اُسکو الہام ہوتا ہی اور بلنا با پڑنا کسی مان کا روا'ی سے ایک مثال و شے ہی عملیہ جسمانی میں سے ناچنا اور کثرت کرنا اور بچانا یاچوں کا اِس امر کی اظہر مثالیں ہیں کہ کسی عمل کو بہ تکرار انجام دینے سے وائی اور آسانی حاصل ہوجاتی ہی دستکاری کے مفرد اور آسان عملوں میں یہ نتیجہ اور بھی چاہ پیدا ہوتا ہی جس سرعت کے ساتھ بعض عمل بعض دستکاروں کے انجام پاتے ہیں وہ اِس قدر حیرت انگیز ہیں کہ اگر اُنکھ سے نہ دیکھیں تو ہرگز اعتبار نہ اُٹے جس انداز سے تحلیل محنت کی زدہ کامل ہوتی ہی اُس قدر یہ تیز دستی بہ آسانی حاصل ہوتی ہی اگر ایک ہی آدمی کو عملیہ متعدد انجام دینے پڑیں اور ہر عمل کو بہ نوبت ہاے کافی وہ انجام نہ دے سکے تو ظاہر ہی کہ اُسکی تیز دستی درجۂ کمال کو نہ پہونچ سکی تحلیل محنت کا صرف اتنا ہی فائدہ نہیں ہی کہ عامل کو آخر کار اپنے کام کے انجام دینے میں زیادہ قدرت و توان حاصل ہوجاتی ہی بلکہ فائدہ مذکور اِس نفع کو بھی حادی ہی کہ عامل کو اپنے ہنر کے سیکھنے میں وقت اور مصالحتہ کی بچت ہوتی ہی ہر ہنر کے سیکھنے میں ہر حالت کے اندر کچھ قدر وقت اور مصالحتہ رایگان چاہا ہی اگر ہر عامل کو ضرورتاً کسی عمل مرکب کے ہر جزو کو سیکھنا پڑے تو ظاہر ہی کہ وہ بہ نسبت اُس عامل کے زیادہ وقت اور زیادہ مصالحتہ خراب کرینا جو صرف ایک ہی عمل مفرد کو سیکھے دوسرا فائدہ جو بعض اعلیٰ فن نے تحلیل محنت کا نشان دیا ہی اُس کے بیان میں ہمارے نزدیک اُنہوں نے مبالغہ کیا ہی وہ فرماتے ہیں کہ تحلیل محنت کو ذریعہ سے وقت میں اتنی کفایت ہوتی ہی کہ نظر

اول میں اُسکا انداز نہیں ہو سکتا۔ ممکن نہیں کہ کوئی آدمی ایک قسم کے کام کو چھوڑ کر دوسرے کام میں چھوڑ دوسرے مقام پر اور دوسری قسم کے آلات سے انجام پاتا ہو نہت جلد مصروف ہو سکے مثلاً قصباتی جولاہہ جو کسی چھوٹے کھیت کا تردد کر رہا ہو اگر اُلٹے نساچی کو چھوڑ کر کھیت کو چلے اور پھر کھیت سے اُلٹے مذکور کی طرف میل کرے تو ظاہر ہی کہ اُسکا بہت وقت ضائع جائیگا اِس میں شک نہیں کہ جب دونوں پیشے ایک ہی کا خانہ میں انجام پاسکینگے تو نسبتاً تھوڑا وقت تلف ہوگا مگر تاہم بجائے خود نقصان وقت بہت ہوتا ہی ہر آدمی ایک کام کو چھوڑ کر دوسرے کام میں مصروف ہونے کے پہلے دم لہجے کو ادھر اُدھر منڈلاتا پھرتا ہی اور جب کسی نئے کام کو ہاتھ لگانا ہی تو تھوڑے عرصہ تک اُس میں دل اُسکا نہیں لگتا اور اتنا زمانہ لگتا ہے صرف ہوتا ہی عادت منڈلائے اور بے پروائی اور بیدلی سے کام کرنے کی جو قصباتی کاریگروں میں بوجھ بار بار بدلنے کام اور آلات کے ہوتا ہے جانتی ہی اُنکو اِس قدر سہست اور کامل کر دیتی ہی کہ ضرورت کے وقت بھی وہ چستی سے کام نہیں کر سکتے اِنہی کا نام — اب ہم کہتے ہیں کہ یہہ تقریر کہ بوقت موجود ہونے کسی غرض مستفیت کرنے کے کاریگران قصباتی چستی سے کام نہیں کر سکتے مبالغہ سے خالی نہیں کوئی کاریگر باغبان سے زیادہ اپنے کام اور آلات کو جلد جلد نہیں بدلتا اب سوال کیا جاتا ہے کہ کیا باغبان چستی سے کام نہیں کر سکتا بہت سے اعلیٰ کاریگروں کو مختلف عمل مختلف قسم کے آلات سے انجام دینے ہوتے ہیں اِس میں شک نہیں کہ یہہ کاریگر اپنے کام کو اُس سرعت اور روانی سے انجام نہیں دے سکتے جس تیزی اور روانی سے کسی کا خانہ کا کاریگر اپنے ایک عمل مفرد کو انجام دیتا ہی مگر کاریگران مذکور سوائے تیزی دستی کے اور لحاظوں میں کاریگران بالغہ اور صاحبان جلد و چہرہ ہوتے ہیں اہل فن میں سے ایک اور صاحب فرماتے ہیں کہ جو آدمی کچھ مدد سے کسی کار خاص کے انجام دینے میں مصروف

رہتا ہی اُسکے ہاتھ پیر اور دل و دماغ ممکن نہیں کہ کسی دوسرے کام کو یکا یک بطریقِ کامل انجام دے سکیں جو اعضا ہا کار رہتے ہیں وہ ایامِ کثرت اور ورزش میں ملایم ہر جاتے ہیں اور جو بیکار رہتے ہیں وہ ایامِ قحط میں تن جاتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ کام بدلتے ہی نیا کام چستی سے انجام نہیں پاتا قطعِ نظر اِس سے جو اعضا ہا کار رہتے ہیں اُن میں عادی ہوجانے کی جہت سے زیادہ کوفت اور مازدگی اُٹھانے کی استعداد پیدا ہوجاتی ہے جو حالِ قوائے جسمانی کا ہی وہی قوائے نفسانی کا بھی ہوتا ہے اوایل میں کسی نئے کام کے اندر اتنی کامل توجہ نہیں ہوسکتی جتنی چند روز کی کثرت کے بعد ہوسکتی ہے عملہاے پے در پے میں مختلف آلات سے کام لیا یہہ ایک اور باعث ہے اتلافِ وقت کا اگر آلات سیدھے ہوں اور تبدیلی عمل کی بکثرت نہو تو کم وقت ضائع جائیگا مگر بہت سے عملوں نے آلات بہت مارک ہوا کرتے ہیں اور کام لینے کے مافیل اُنکو بہت صحت سے درست کرنا پڑتا ہے اور اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ آہ کے درست کرنے میں زیادہ وقت لگتا ہے اور اُس سے کام لینے میں نسبتاً کم اِنٹھے کلامہ — مسود اوراق کو اِن معاملات کی راستی سے انکار نہیں مگر یہہ حجتِ البتہ ہے کہ اُنکے نقیض بھی چند معاملہ ہیں جنکو ذیل نے فروگزاشت کیا ہے واضح ہو کہ اگر ایک قسم کی جسمانی یا نفسانی مہکنت دوسری قسم کی جسمانی یا نفسانی مہکنت سے جداگانہ ہے تو اِسی جداگانہ ہونے کی جہت سے ایک قسم کی مہکنت کرنے کے زمانہ میں وہ قوائے جسمانی اور نفسانی آرام پائیں گے جو دوسری قسم کی مہکنت میں ہا کار دوتے نہیں اور اگر دوسری نیا کام اوایل میں چستی سے انجام نہیں پاسکتا تو اُسکے ساتھ یہہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ کارِ سابق بھی مدتِ درار تک بلا آرام دینے قوائے جسمانی اور نفسانی کے جاری نہیں رہ سکتا اور تجربہ سے عیاں ہے کہ چھپ بوجہہ کثرت اور ماندگی کے قطعاً بیکار رہنے کی ضرورت پیش

آئی ہی اس وقت کار کو بدل دینے سے ایک طرح کی آسودگی حاصل ہو جاتی ہی اور ہر شخص عملہ کے مختلف کے انجام دینے میں زیادہ دیر تک مصحت کر سکتا ہی بہ نسبت اسکے کہ ایک ہی کام کو جم کر انجام دے مختلف حرفتوں میں مختلف قوائے جسمانی اور نفسانی کا کام پڑتا ہی جب ایک قسم کی قوتیں باکار رہتی ہیں مابقی آرام پاتی ہیں اختلاف کاموں کا ہمت کو تقریت دیتا ہی اور ہمت کا قائم رہنا عملہ جسمانی اور روحانی کے لیئے سارکار ہی ان معاملات میں مختلف آدمیوں کا مختلف حال ہوتا ہی بعض ایک ہی کام کو دیر تک انجام دینے کی استعداد رکھتے ہیں اور کام کے بدلنے کی استعداد ان میں نہیں ہوتی انکو دل سے کام میں مصروف ہونے کے اندر زیادہ دیر لگتی ہی یعنی انکے قوائے دیر میں مستعد کار ہوتے ہیں اور جب یہہ آمادگی انکو حاصل ہو جاتی ہی وہ کام کو چھوڑنا نہیں چاہتے بلکہ بہ نقصان صحت اسکو انجام دیتے جاتے ہیں بعض باقتضای طبیعت ٹھنڈے ہوتے ہیں اور دیر میں کام سے لگتے ہیں اور بعد مصروف ہو جانے کے دیر تک اسی میں مصروف رہنا پسند کرتے ہیں بعض گرم اور تیزخو ہوتے ہیں یعنی کام کو جلدی کرنے لگتے ہیں اور صبر کے ساتھ اُس میں دیر تک مصروف رہنے کی تاب نہیں لاتے مگر معلوم رہے کہ ان امور میں گو تقاضای طبیعت کو دخل ہی مگر عادت کو اسکی نسبت سے زیادہ دخل ہوتا ہی ایک کام کو چھوڑ کے دوسرے کام میں فوراً مصروف ہو جانے کی عادت مثل دوسری عادتوں کی طرفہمت میں کسب سے حاصل ہو سکتی ہی اور جب یہہ عادت ہو جاتی ہی تو کام کے بدلنے کے وقت مغللا اور دم لینا جیسا کہ بعض اہل فن نے بیان کیا ہی صورت ظہور کی نہیں پکرتا اور فقدانِ شوق و جہد نہیں ہوتا اور مصحت کرنے والا اس قازگی اور ہمت کے ساتھ ہر جزو پر اپنے کام کے مستعد ہو جاتا ہی جو بصورتِ قائم رہنے کے ایک ہی کام پر مدتِ مٹوری سے

زیادہ دیر تک اُسے یہی نہیں دھتھی مگر اُسے شک نہیں کہ کام کو متواتر بدلنے میں اُس کو فتنہ اور ماندگی کی نسبت سے زیادہ ماندگی لاحق ہوتی ہے جو ایک ہی کام پر برابر جمے رہنے سے حاصل ہوتی ہے تقسیم محنت کا تیسرا فائدہ جسکو بعض اہل فن نے نشان دیا ہے واقعی کچھ قدر وجود رکھتا ہے کیونکہ جو ایجاد کسی خاص عمل میں محنت کی بچت و کفایت کا باعث ہو غالب ہے کہ وہ اُسی شخص کو سوجھ بیکھ جو اُس عمل کو انجام دیتا ہوگا اور احتمال اُسکے سوچنے کا اُسی انداز سے زیادہ ہوگا جس انداز سے عامل عمل مذکور اُس پر زیادہ فکر کرنا ہوگا اور اُسکو عالی الانصال انجام دیتا ہوگا جب کسی آدمی کے دل کو مختلف کاموں کی طرف تعلق ہو تو غالب نہیں کہ وہ ایک کام میں بھی اصلاح عملی کو بروئے کار لا سکے مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ اُسے بھی جتنا ذکاوت اور جدوجہد طبیعت کو داخل ہے اُنہی حروف خاص میں مصروف ہونے کو داخل نہیں اور جو تحلیل محنت اِس غایت پر پہنچانی جائے کہ اُس کے سبب سے ذکاوت نشو و نما نہ پاسکے تو اُس سے نسبت اِس معاملہ خاص کے بجائے نفع پہنچانے کے نقصان پہنچانے کا یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ایجاد کا کچھ ہی باعث ہو مگر جب وہ ایک بار بروئے کار آجانی ہے تو زیادہ با اثر ہونا محنت کا عمل میں نتیجہ بخود اُس ایجاد کا ہونا ہی نہ تحلیل محنت کا \*

تحلیل محنت کے نایدوں میں سے یہ بھی ایک بڑا فائدہ ہے کہ اُس کی بچت سے جس کام پر جس قسم کی محنت لگانی چاہیئے اُس قسم کی لگا سکتے ہیں اور اِس سے صرف ہدایت میں بڑی بچت اور کفایت ہوتی ہے ظاہر ہے کہ کسی صنعت خاص کے عمل ہائے متعدد کے سلسلہ میں مختلف عملوں کے انجام دینے کے واسطے مختلف قسم کی محنت و قوت جسمانی کی ضرورت پیش آتی ہے پس عمل ہدایت اُسی صورت میں بہ کفایت و کامیابی انجام پائیگا جب وہ عمل



پر موقوف آسکی ضرورت کے محنت جسمانی و نفسانی صرف کثیرالہنگی  
اگر ضرورت سے زیادہ صرف کی جائیگی تو مریض نقصان ہوگا \*

سوئی بنانے کے کام میں مختلف عملوں کے انجام دینے کے واسطے  
استعداد مختلف مدارج کے باہر کارگروں کی ضرورت پیش آتی ہے کہ  
اُن کی اُچوت دہائی اُنہ روز سے نین روپیہ روز تک ہوتی ہے اب ہم  
کہتے ہیں کہ جو کارگر سب سے بڑی اُسرت پاتا ہے اگر وہی سارے  
عملوں کو سوئی بنانے کے انجام دے تو کچھ حصہ اس کے وقت کا نقصان  
کے ساتھ صرف ہوگا اور بہت نقصان ناند ز اُس فرق کے ہوگا جو تین روپیہ  
اور دہائی اُنہ میں ہے اور بہت نقصان اس نقصان کے علاوہ ہے جو ہوجہ  
مقدار میں کم پیدا ہونے کی مصنوعی کے ہر دے کار اُنیکا اگم محنت  
کی بحال ہے کی جائے تو لامحالہ کل عمل اعلیٰ کاریگر کو انجام دینا  
پڑے اور صرف پیدائش بدرجہا زیادہ ہو جائے اور مقدار جنس مصنوعی  
کی کم \*

تبادلہ محنت کے ذریعہ سے بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ ہر اور  
محنت سے جس قدر تمتع تباہی ممکن ہوتی ہے اُنہی اُتھائی جاتی ہے اور  
اس کے علاوہ یہ ایک اور فائدہ ہے کہ آلات سے جتنا کام لیسکتے ہیں اُنہ  
اُتھ جاتا ہے ایک اہل فن نے کیا خوب لکھا ہے کہ اگر کسی آدمی کے  
پاس وہ سارے آلات ہوں جو نئی پیشوں میں کام آتے ہوں تو کم سے کم  
اُن میں سے تین دفع ہمیشہ بیکار رہینگے پس اگر کوئی جماعت ایسی ہو  
کہ اُس کے ہر فرد نے پاس بہت سارے آلات موجود ہوں اور ہر فرد اسی  
باری سے اُن سارے حروف کو انجام دینی ہو جن میں یہ آلات کام آتے  
ہیں تو ہر دوگا کہ کل جماعت مختلف کاریوں میں منقسم ہو کے ہر کسی  
ایک ایک قسم کے آلات بناتے اور ہر کسی ایک صداعت خاص کو  
انجام دے اس انتظام سے کل جماعت اور ہر فرد کو جماعت کی نئی  
طرح سے منفعت حاصل ہوگی اول چونکہ جمیع آلات ہمیشہ کام میں

مسئلہ مل ہونگے جو روپیہ ان کی فراہمی میں صرف ہوا ہے اسکا عوض زیادہ ملیگا دوم اس افزائی عوض کے ذریعہ سے مالک اپنے آلات کو کامل کر سکیں گے اور ان دنوں باتوں سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ واسطے فراہمی حاجات آبدہ اہل جماعت کے بہتر بندوبست ہو سکیگا \*

۶ جمیع اہل فن کا اس امر پر اتفاق ہی کہ تحلیل مہنت کی مانگ کی مقدار پر موقوف ہوا کرتی ہے اگر سوئی بنانے کے عمل مرکب کو دس عمل بسیط میں تحلیل کر لے ہر روز اربابس ہزار سوئی طیار ہو سکتے تو عمل مذکور کی تحلیل اس غایت تک اسی صورت میں قابل صلاح اور باعث کفایت ہوگی کہ اربابس ہزار سوئی روز فروخت ہو جائیں جو مذکور صرف مقدار چوبیس ہزار کے ہر تو تحلیل مہنت اسی درجہ تک نافع ہوگی کہ جس سے چوبیس ہزار سوئی روز طیار ہوں پس یہ ایک اور طریق ہی کہ جس سے افزائی مانگ کسی شے کی اس مہنت کو عمل میں زیادہ با اثر کر دیتی ہے جو شے مذکور کے بنانے میں صرف ہوتی ہے اور مانگ کی مقدار کئی سیہوں سے کم ہو سکتی ہے مثلاً فلٹ سے آبادی کے یا لوگوں کے متفرق مقاموں میں آباد ہونے سے یا سڑکوں اور دیگر وسائل آمد و رفت کی کمی سے یا لوگوں کے افلاس سے بعدی اس چہت سے کہ وہ اپنی مہنت مجموع کے وسیلہ سے کم پیدا کرتے ہیں اور زیادہ اجناس کے صرف کو نیکی استطاعت نہیں رکھتے سستی اور کالہی اور بے ہنری اور عدم معاونت لوگوں کو صرف میں لانے سے اشیائے مصنوعی کے باز رکھتی ہے اور اسی سبب سے اشیائے مذکور کے پیدا کرنے والوں کو موقع نہیں ملتا کہ وہ اپنے کارخانوں کو بڑھائیں اور جہاں تک ممکن ہے مہنت کی تحلیل کریں پہلے زمانہ میں جن مقاموں میں مانگ تہوڑی تھی آدمیوں سے اسی مقام کے آدمیوں میں مہنت کی گرم ناراری ہوئی جو بوجہ آباد ہونے کے کبارہ ہر سمندر یا کسی دریا کے عظیم کے اپنی اشیائے صنعت کو ملک

ہمارے دور و دراز میں گزارہ گزارہ بہتر یا دریا کے فروخت کر سکتے تھے مگر جب دنیا میں دولت کی عموماً افزونی ہوتی ہی اور اُس کے ساتھ تجارت کی آزادی فوجہزاری کی اصلاح سڑکوں اور نہروں اور سڑک ہمارے آہنی کی درستگی ہو روے گا، اُنہی ہی سب ہر قوم کی معذرت کی قوت پیدا میں انزوی ہوا کرنی ہی کیونکہ ایسے زمانہ میں ہر مدینہ اپنی صداقت ہمارے خاص کی اشیا کو دور دور کے مدینوں میں فروخت کر سکتا ہی اور اُن کے بنائے میں ضرورتاً طریقہ تحلیل معذرت کو وسعت دینی پڑتی ہی بہت سی ضرورتیں ایسی ہیں کہ خاصہ صداقت کی چھت سے تحلیل معذرت کو اُنہیں بہت گنجائش نہیں مثلاً عمل کاشتکاری میں تحلیل معذرت کی استدر گنجائش نہیں جتنی کہ عمل ہمارے دستکاری میں کیونکہ ممکن نہیں کہ ایک آدمی ہمیشہ ہل چلایا کرے اور دوسرا ہمیشہ تخم ریزی کیا کرے اور تیسرا ہمیشہ کھیت کاٹنے میں مصروف رہ سکے جو مزدور کاشتکاری کے ایک ہی عمل مفرد کو انجام دیکر وہ لامتناہ سال میں گزارہ مہینے بیکار رہیگا ایک ہی آدمی جمع عاموں کر کاشتکاری کے باری باری سے انجام دے سکتا ہی اور آسپر بھی سال بہر میں کئی مہینے بیکار رہ سکتا ہی واسطے وجود میں لانے کسی بڑی اصلاح کے کاشتکاری میں اس امر کی ضرورت پیش آتی ہی کہ بہت سے آدمی ملکر کام کریں مگر اُن بہت سے آدمیوں میں سے سوائے چند اشخاص کے جو سر براہ ہوتے ہیں مابقی عموماً ایک ہی کام کو انجام دیتے ہیں مثلاً نہر بے اسکے طیار نہیں ہو سکتی کہ بہت سے آدمی اُس کے بنانے پر اتفاق کریں مگر بہت منصرم کے اور سب کھودائی کا کام انجام دیتے ہیں ایسی صورت میں ایک جماعت مستغنیوں کی ایک ہی قسم کے کام کے انجام دینے پر اتفاق کرتی ہی تحلیل معذرت کی ہر روے کار نہیں آتی۔ \*

## باب نہم

در باب انجام پانے عمل پیدائش کے اور میزان کمپور و

صغیر کے

۱ باب ماسبق سے عظمت معونت یعنی اتفاق کرنے اشخاص متعدّد کے واسطے انجام دینے کسی کام کے ظاہر ہو چکی اب ہم کہتے ہیں کہ اُسی عظمت کا یہ بھی ظاہری نتیجہ ہی کہ بہت سی صورتوں میں پیدائش بڑی میزان پر انجام پانے کی چہت سے عمل میں زیادہ با اثر ہو جاتی ہی درحالیکہ اتفاق کرنا بہت سے آدمیوں کا گو کہ یہ اتفاق مفرد ہی ہو واسطے خوب با اثر کرنے عمل معنت کے ضرورت سے ہی تو یہ بھی ضرور ہی کہ میزان اُس کام کی جسمیں معنت کی جارے اِس قدر بڑی ہو کہ اُسکے انجام دینے کے واسطے بہت سے معنت کرنے والے فراہم کیئے جائیں اور اس المال بھی اِس قدر کثیر المقدار ہونا چاہیئے کہ وہ اُن معنت کرنے والوں کی ہوروش کے لیئے کفایت کرے اور اِس میزان اور اس المال کے بڑے ہونے کی اُس صورت میں اور بھی زیادہ ضرورت ہی کہ جب ہوجہ وسعت مانگ اور صفت کام یعنی صناعیت کے تحلیل کرنا معنت کا بدرجہ غایت ممکن ہو جس قدر زیادہ کام ہوگا اُس قدر معنت کی تحلیل ہوسکیگی اور کارخانوں کے عظیم ہوجانے کے اسباب میں سے یہ بھی ایک بڑا سبب ہی جس صورت میں کارخانہ کے بڑھانے سے نسبت سابق کے معنت کی زیادہ تحلیل نہروے تاہم اُسکو اُس درجہ تک بڑھانے میں کفایت ہی کہ ہر عامل کو کارخانہ کے اُسکا کام مخصوص کرنے کے لیئے ہووا ملے ایک صاحب نے اِس معاملہ کی خوب توضیح کی ہی وہ فرماتے ہیں قولہ ”اگر کلوں سے دن رات برابر کام لیا جائے اور یہی طریق اُن کو بہ کفایت استعمال میں لانے کا ہی تو ضرور ہی کہ کوئی آدمی خاص اِس لیئے مقرر کیا جائے کہ ہدایہ کو مقصد

وہ مزدوروں کو کارخانہ کے اندر آئے اور وہاں سے باہر جانے دے اب چاہے ایک آدمی اندر آئے اور یا باہر جائے یا بیس آدمی دربان کے آرام میں تو دونوں صورتوں میں یکساں ہرج پڑیکا اور جو تکلیف اُسکو ایک مزدور کے سبب سے آتھانی پڑیگی وہی بیس کے سبب سے کہی کہہی اس امر کی ضرورت پیش آئیگی کہ کارخانے کی کلوں کو درست کیا جائے یا ان کی مرمت کی جائے اور یہہ مرمت اور درستی بہ نسبت کل سے کام لینے والوں کے وہ کاریگر زیادہ اسلوبی سے کریگا جسکو کل بنانے میں مہارت ہوگی اور چونکہ بددرستی کام دینا اور دیو تک کام کے لاین بنا رہنا کلوں کا معروف ہئی اسپر کہ جوہیں ان میں نقصان راہ پائے وہیں اُس کی دخنہ بندی کیجائے اس لیے اگر کارخانہ میں کوئی کاریگر نگرانی کے لیے حاضر بنا رہے اور نقصان کے ظاہر ہوتے ہی چستی سے اُس کی اصلاح کر دے تو ظاہر ہئی کہ جو خرچ بوجہہ توتلے پھوٹنے اور گھسنے کلوں کے لاحق ہوتا ہی اس میں بڑی کفایت ہوگی مگر جس کارخانہ میں ایکہی سبذہی سادہی کل کام دیتی ہو اس میں ایک کاریگر کو واسطے انجام دینے اس کار خاص درستی اور مرمت کے مقرر کرنا باعث زبہاری ہی بس یہاں سے ایک اور صورت پیدا ہوئی جسکا یہہ میلان ہی کہ کارخانہ بڑھایا جائے یعنی اُس میں اتنی کلیں ہونی چاہئیں کہ جنکی مرمت اور درستی میں ایک کاریگر کا سارا وقت صرف ہو اور جو اس مندار سے تعداد کلوں کی زیادہ ہو جائے تو وہی خیال کفایت اس ضرورت کی اشارت کریگا کہ تعداد کلوں کی دو چند یا سہ چند کرنی چاہیئے تاکہ دو یا بیس کاریگر مرمت کے کام میں مصروف رہ سکیں جس صورت میں کسی کاریگر کے کام کا ایک حصہ صرف محنت جسمانی کے انجام دینے پر مشتمل ہوتا ہی جیسا کہ نساجی یا اسی قبیل کے دیگر عملوں میں تو اہل کارخانہ کے ذہن میں یہہ امر جلد مخطور کرتا ہی کہ کار مذکور کے حصہ مستور کو کل دکانی سے انجام دلانا چاہیئے تاکہ وہی ایک پہلا کاریگر

یعنی نساچ دو یا تین آلات نساچی کی گردآوری کر سکے اور چونکہ ہم فرض کرتے ہیں کہ اس کارخانہ دار نے ایک یا کئی عالمان یا عمل کو کلوں کے ملازم رکھا ہوگا پس اس کارخانہ میں اتنی کلبی نساچی کی چارے ہو سکتی ہیں کہ سارا وقت ان عالمان یا عمل کا اُن کی اور کل دہانی کی مرمت اور درستی میں صرف ہو بتدریج کارخانہ اسقدر بڑھ جاتا ہی کہ خرچ چراغان ایک رقم کثیر ہو جاتی ہی اور چونکہ کارخانہ سے ایسے آدمی تعلق رکھتے ہیں کہ وہ رات بھر چمکتے رہتے ہیں اور علی الاتصال اسکی سربراہی کر سکتے ہیں اور عالمان یا عمل بھی کلوں کی درستی کے لیئے موجود ہوتے ہیں پس افزود کرنا ایک ایسی کل کا جس سے بذریعہ گاز کارخانہ روشن رہے اُس کی وسعت کا باعث ہونا ہی اور بوجہ کم کرنے خرچ روشنی اور دور کرنے جونکھوں آتش زدگی کے افزودگی کل مذکور کی اشیاء مصنوعی کی لاگت گھٹانے میں مدد دیتی ہی قبل اس کے کہ کارخانہ اس درجہ کو ترقی کے پہنچ جائے اس امر کی ضرورت پیش آئی ہوگی کہ ایک دفتر محاسب اور محذروں کا قائم کیا جائے تاکہ مزدوروں کی اجرت صحت سے چوکائی جائے اور انکی حاضری غیر حاضری لکھی جائے اور کارخانہ کے گماشتگان خرید و فروخت سے خط و کتابت جاری رہے ان محاسبوں اور محذروں کو جو تکلیف اور محنت تہرے مزدوروں اور گماشتوں کے حساب کتاب رکھنے میں پڑتی ہی اُس سے کچھ ہی زیادہ محنت اور تکلیف سے وہ بہت سے مزدوروں اور گماشتوں کا حساب کتاب رکھ سکتے ہیں اگر کارخانہ دو چند ہو جائے تو شاید کچھ قدر تعداد محاسبوں اور محذروں اور گماشتوں کی بڑھانی پڑیگی مگر کسی حال میں درنی نہ کرنی ہوگی کارخانہ میں جس قدر افزائش کام کی ہوگی اتنا ہی کل کام سابق کی نسبت سے کم محنت سے انجام پائیگا اِنٹھے کلامہ ”پس عموماً خرچ کارخانہ کا کسی نوع سے بمقدار افزودنی کام کے زیادہ نہیں ہونا مثال کے لیئے ہم یہاں اُن

عملہائے متعدد کا ذکر کرتے ہیں جنکو ہم ہر روز بذریعہ ایک بڑے کارخانہ کے جو ڈاک خانہ کے نام سے موسوم ہی انجام پاتے دیکھتے ہیں فرض کرو کہ بڑے شہر کی ڈاک کا کل کام بجائے اسکے کہ ایک صدر کارخانہ میں انجام پائے یا بیچ یا چھہ مقابلہ کی کمپنیوں میں تقسیم ہی اس صورت میں ہر کمپنی کو ضرورتاً تخصیصاً اُسی قدر ملازم نوکر رکھنے پڑینگے جتنے فی الحال صدر کارخانہ میں کل کام کو انجام دے رہے ہیں چونکہ ہر کمپنی کو اس امر کا بندوبست کرنا پڑیگا کہ شہر کے ہر حصہ کی چٹھیاں معجزہ اور موصولہ اُن میں جمع اور تقسیم کی جائیں اس لیئے اُنکو ہر کوچہ و بازار میں اپنے چٹھی رساں بھیجنے پڑینگے اور اگر اپنے کام کو درستی سے انجام دینا چاہیں گے تو دن بھر میں اُنکو اتنی ہی دفعہ اپنے آدمی روانہ کرنے پڑینگے جتنی دفعہ فی الحال صدر کارخانہ سے جایا کرتے ہیں قطع نظر اس سے ان کمپنیوں کو شہر کے ہر حصہ میں اپنے اپنے دفتر معد عملہ کے واسطے فراہمی چٹھیاں کے کھولنے پڑینگے اور اسکے مزید اُن بہت سے اعلیٰ درجہ کے کارپردازوں کی ضرورت پیش آئیگی جو مانتھت کے لوگوں کی نگرانی کریں اور اسمیں صرف یہی بات نہیں ہی کہ ان اعلیٰ درجہ کے کارپردازوں کی تنخواہ کا زیادہ خرچ اُٹھانا پڑیگا بلکہ شاید یہہ ضرورت پیش آئیگی کہ بحالت معجزہ کی لیاقت کے کارپردازوں کے ملازم رکھنے پر قناعت کی جائے اور اس سبب سے مطلب اصلی یعنی کمال کارخانہ حاصل نہو بڑی میزان پر عمل پیدایش کے انجام دینے سے جو فائدے حاصل ہوتے ہیں اُنکا ہلہ بمقابل اُن فوائد احتیاط کامل اور جزر سی کے جو چھوٹے کارخانوں میں مشاہدہ ہوتے ہیں گراں سنگ ہی یا نہیں اسکا تصفیہ بصورت بلا مزاحمت ہونے رقابت کے مابین پیدا کرنے والوں کے ایسی صحیح قرارو سے ہوسکتا ہی جو کبھی خطا نہیں کرتی جب ایک ہی کار کے چھوٹے اور بڑے کارخانے ہوں تو وہی کارخانہ اُنہی شی مصنوعی کو اوروں کی نسبت سے نسبتاً پہنچ سکتیگا جو بہت

کفایت اور وارے سے ہمل پیدائش کو انجام دیتا ہوگا اور قاعدہ مقرری ہی کہ سستا بیچنے کی قدرت ہمیشہ اس سبب سے حاصل ہوتی ہی کہ محنت اپنے عمل میں زیادہ بااثر ہو اور محنت کے عمل میں زیادہ بااثر ہو جانے سے جب وہ اس وجہ سے ظہور کرے کہ حرقت کی تحلیل زیادہ کی گئی یا ایسا عمدہ انتظام اختیار کیا گیا کہ جسکے ذریعہ سے کاریگروں کے ہنر سے تمتع وافی اُٹھ سکے یہہ مراد ہوتی ہی کہ اسی پہلی مقدار سے محنت کے اب زیادہ پیداوار حاصل ہوتی ہی اور نہ صرف یہہ کہ وہی پہلی مقدار پیداوار کی کم محنت سے پیدا ہو اور یہہ پیدا کرنے کی قابلیت کی افزونی جو محنت کو حاصل ہوتی ہی صرف پس انداز ہی کی مقدار میں افزونی نہیں کرتی بلکہ پیداوار خام کی مقدار کو افزوں کر دیتی ہی اگر کسی شے کی مقدار افزودہ کی طلب نہر اور کچھ حصہ مزدوروں کا اس وجہ سے بیکار ہو جائے تو وہ حصہ بی بی راس المال کا مستخلص ہو جاتا ہی جو آن مزدوران بیکار کی سابق پرورش کرتا تھا اور اُنکو کام سے لگائے نہا اور عام پیداوار ملک کی ہوجہہ ان لوگوں کے کسی اور کام میں لگنے کے زیادہ ہوجاتی ہی کارخانجات کے عظیم ہوجانیکے اسباب میں سے دوسرا سبب جاری کرنا ایسی ترائیکب کا ہی جنکے لیئے کل ہاے بیشقیمت کی ضرورت ہوتی ہی کل ہاے بیشقیمت کے لیئے راس المال خطیر چاہیئے اور کوئی کارخانہ دار راس المال خطیر نہیں لگاتا الا بارادہ بفانے اور بامید بیچنے اُس سارے مال اور سامان کے جو کل سے ہرے سکتا ہی پس ہوجوہ صدر جس جگہہ قیمتیں کلیں استعمال میں آئینگی اُس جگہہ بالضرور عمل پیدائش ہوتی میزوں پر انجام پائیگا مگر معلوم رہے کہ سستا بیچنے کی قدرت اس صورت میں اتنی بے خطا کسوتی اس امر کی نہیں ہو سکتی جتنی پہلی صورت میں ہوئی تھی کہ کلرں کے استعمال کا نتیجہ باعتبار مقدار کل پیداوار جماعت کے اچھا ہو کیونکہ سستا بیچنے کی قدرت صرف اسی پر موقوف نہیں ہی کہ پیداوار



کئی مقدار زیادہ ہو جائے بلکہ اس پر کہ اس کی مقدار کو جو نسبت لاگت سے ہی وہ زیادہ ہو جائے یعنی لاگت بڑھت جائے اور حسب بیان مندرجہ باب، بمسابق ممکن ہی ہے کہ مقدار پیداوار کسی شی کی نسبتاً لاگت کے زیادہ ہو جائے مگر مجموع پیداوار ملک کی مقدار میں کمی راہ پائے کیونکہ بوقت استعمال میں آنے کلوں کے ایک حصہ راس المال متعدی کا جو مدام خرچ میں آتا اور از سر نو پیدا ہوتا رہتا تھا راس المال مستقر میں بدل جاتا ہی اور اس کے بحال رکھنے کے لیئے خرچ سالانہ تھوڑا پڑتا ہی پس ظاہر ہی کہ تھوڑی بھی مقدار پیداوار کے واسطے کرنے جبکہ اس سالانہ خرچ اور اس باقی رہے ہوئی راس المال متعدی کارخانہ دار کے جو کام میں لگتا ہی کفایت کرے گی پس عیاں ہی کہ استعمال کلوں کا کارخانہ دار کے حق میں باعث انتفاع ہو سکتا ہی اور اس کو سستا بیچنے کی قدرت دے سکتا ہی مگر ضرور نہیں کہ وہ خواہ مخواہ مقدار کو کل پیداوار اہل جماعت کی بڑھا دے بلکہ احتمال ہی کہ بجائے بڑھانے کے گھٹا دے یہہ سپج ہی کہ کل سے بنی ہوئی چیز سستی ہو جاتی ہی اور سستا ہو جانے کی جہت سے وہ مقدار میں زیادہ فروخت ہوتی ہی کیونکہ کل کے استعمال سے جو نقصان باعتبار مجموع مدینہ کے ہوتا ہی وہ صرف کاریگروں کے گروہ پر پڑتا ہی اور یہہ کاریگر بڑے خوردوار اشیائے مصنوعی کارخانہ جات دستکاری کے نہیں ہوتے ہو چند شی خاص جو کل مستعملہ کے ذریعہ سے بنائی جاتی ہی اُسکے کارخانہ کو ترقی ہوتی ہی مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہہ ترقی اسی وقت ہوتی ہی کہ مدینہ کی راس المال عام سے کچھ حصہ کھینچ کے اس کارخانہ خاص میں لگا ہی اور اس کمی راس المال متعدی کا بدل کر دینا ہی جو کل میں لگ کے متعدی سے مستقر ہو گیا اگر اس کارخانہ خاص کے کاریگر بیکار نہ ہو جائیں تو سبب اس کا یہہ ہوگا کہ ہلے بیکاری باقیماندہ کاریگروں میں مدینہ کے تقسیم

ہوجائیکی اور جو اس کارخانہ خاص کے کاریگروں میں سے کچھ کاریگر کچھ بھی پیدا نہ کرینگے اور خیرات سے پرورش پائینگے تو مقدار کل پیداوار ملک کی اُس زمانہ تک گھٹتی رہیگی کہ نئی پس انداز سے نیا راس المال فراہم آئے اور اُن کو کام سے لکائے اور جو کاریگران مدینہ کی حالت اس امر کی اجازت دے کہ وہ تھوڑے دنوں کے لیئے کم اجرت پر ہسر کریں اور جو کاریگر کل کے استعمال میں آنے سے بیگار ہوئے ہیں وہ سابقہ کارخانوں میں کام سے لگ جائیں تو اُن کی مہنت کچھ پیدا کریگی اور مدینہ کی مقدار پیداوار کل میں جو کمی ہوئی تھی اسکا یہہ پیداوار جو کر دیگی مگر مزدوران مدینہ کو جو نقصان پہنچا ہی اسکا کچھ بدل نہوگا + یہہ کیفیت ہم پہلے بھی بیان کرچکے ہیں اور اسکی تکرار سے اس جگہہ ہماری یہہ غرض ہی کہ راستی اس قول کی لوگوں کے دلوں پر جم جائے کہ یہہ امر لازم نہیں آتا کہ پیدایش کے کسی طریق خاص سے خواہی انخواہی کل مدینہ کی مہنت کا نمرہ بدینوجہہ مقدار میں زیادہ ہوچائے کہ اُس کے سبب سے کوئی شی خاص سستی ہک سکتی ہی اکثر ایک نتیجہ دوسرے نتیجہ کے ساتھ ہوتا ہی مگر ایک کا دوسرے کے ساتھ ظہور کرنا لازم نہیں آتا یعنی یہہ ضرور نہیں ہی کہ جب کوئی شی خاص سستی ہکی تو کل پیداوار ملک بھی اُس کے سبب سے خواہ مخواہ زیادہ ہوچائے نہ بڑھنا کل پیداوار ملک کا مقدار میں بوقت سسنا ہک سکے کسی شی خاص کے ایک صورت احتمالی ہی اور عمل درآمد میں اُس کا وجود بہت کم اس مسئلہ کے قائم کرنے کے لیئے جو دلیلیں ہم دے چکے ہیں یا اگے کو بہ تفصیل دینگے اُن کی ہم نہ یہاں تکرار کرتے ہیں اور نہ اُن کی طرف اشارت \*

کسی کام کو بڑی میزان پر انجام دینے کی چہت سے مہنت میں جو بچت ہوتی ہی اُس کا جزو کثیر اُس بچت کو مشتمل ہوتا ہی

جو خود اہل راس المال کی محنت میں ہوتی ہی مثلاً اگر سو پیدا کرتے والے قلیل قلیل راس المال سے جدا جدا ایک ہی حوت انجام دیں تو غالب ہی کہ ہر کارخانہ کی گردآوری میں ہر کارخانہ دار کا سارا وقت صرف ہو جائے اور اُسکو مہلت کافی کسی اور کام کی طرف توجہ کرنے کی نہ ملے بخلاف اس کے اگر ایک ہی دستکار ان سارے کارخانہ داروں کے راس المال پر قابض ہو تو باستعانت دس بارہ محذروں کے وہ سب کے کام کو انجام دے سکیگا اور اُس کو اور کاموں کی طرف توجہ کرنے کے لیئے مہلت بھی ملیگی البتہ یہہ سچ ہی کہ جو آدمی تھوڑا راس المال رکھتے ہیں وہ علاوہ گردآوری کے عموماً خود بھی کچھ حصہ اپنے کام کا انجام دیتے ہیں بخلاف انکے جس شخص کے پاس راس المال کثیر ہوتا ہی وہ جمیع حصص کو اپنے کام کے اپنے ماتحت کے لوگوں پر چھوڑتا ہی مثلاً کم مایہ کاشتکار خود ہل چلاتا ہی تھوڑے سرمایہ کا دوکاندار آپ دوکان پر بیٹھ کر اپنے کام کو کچھ قدر انجام دیتا ہی اور نساخ قلیل البضاعت آپ ہی اُن نساخی سے کام لیتا ہی مگر معلوم رہے کہ اکثر صورتوں میں یہہ جامعیت باعث عدم کفایت ہوتی ہی کیونکہ جب ایک شخص خاص کی ذات میں یہہ دنوں کام گردآوری اور صناعیت کے جمع آئینے تو اس کا یہہ نتیجہ ہوگا کہ اگر افسر کارخانہ کو گردآوری کی لیاقت ہوگی تو اس کا کچھ قدر وقت حرفت کے انجام دینے میں ضایع جائیگا اور جو اُس میں گردآوری کی لیاقت نہ ہوگی صرف استعداد حاملہ ہوگی تو وہ سربراہی کے کار کو اچھی طرح سے انجام نہ دیکا \*

واقم اوراق اس بچت کو اُنما عظیم تصور نہیں کرتا جتنا اور لوگوں نے اُسے تصور کیا ہی مگر اِس میں کچھ شک نہیں ہی کہ تھوڑے تھوڑے متعدد راس المالوں کی گردآوری میں اس محنت کی نسبت سے زیادہ محنت لگتی ہی جو بڑے راس المال کی سربراہی میں پڑتی ہی اور بعوض اس محنت کثیر کے کم مایہ پیدا کرنے والوں کو البتہ یہہ بدل کافی ملتا ہی

کہ وہ اپنے دل کے آپ مختار رہتے ہیں اور کسی کے ملازم اور تابع نہیں ہوتے \*

مگر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر وہ اس آزادی کو عزیز سمجھتے ہیں تو اُن کو اُس کے لیئے نقصان بھی اُٹھانا پڑیگا کیونکہ اُن کو اپنی اجناس کو اُس گری ہوئی قیمت پر بیچنا پڑیگا جو بوجہ رقابت بڑے بڑے کارخانہ داروں کے صورت ظہور کی پکڑتی ہی اور ممکن نہیں کہ یہہ لوگ ہمیشہ اپنی اجناس کو گری ہوئی قیمت پر بیچیں اور معاش پیدا کریں اِس ناکامیاب لڑائی کے دیر تک قائم رکھنے سے یہہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ بتدریج اُنکا اس المال قلیل ضایع ہو جائیگا اور آخر کار یہہ لوگ یا تو اجرت پر کام کرنے والوں میں شامل ہو جائیں گے یا بھیک مانگیں گے اور اپنی پرورش کے لیئے اوروں کے دست نگر ہونگے غرض کہ مدینہ کی افراد باوقار کے جرگہ سے زایل ہو جائیں گے \*

۲ بڑی میزبان پر عمل پیدائش کے انجام دلانے میں اِس امر سے بڑی مدد ملتی ہی کہ چندہ کی چھوٹی چھوٹی رقموں کے ذریعہ سے ایک رقم کثیر اس المال کی فراہم لائی جائے یعنی ایک کمپنی ساچھے داروں کی قائم کیجائے جو فائدے اِس قسم کی کمپنی کے قائم کرنے سے حاصل ہوتے ہیں وہ بہت عظیم اور بے شمار ہیں \*

اول تو بعض کاموں کے انجام دینے کے لیئے اتنا اس المال کثیر المقدار مطلوب ہوتا ہی کہ بڑے سے بڑا دولت مند بھی اُس کے سرانجام کا متکفل نہیں ہو سکتا مثلاً ممکن نہیں کہ ایک شخص خاص اپنی ذات کے سرمایہ سے ریل کی سڑک کلکتہ سے لاہور تک بنالے بنانا تو دور رہا بعد طیاری اُس کو شاید جاری بھی نہ رکھ سکے البتہ سرکار یہہ دونوں باتیں کرسکتی ہی اور جس منک میں ہنوز باتفاق عمل کرنے کے قاعدہ کی ابتدا ہوتی ہی وہاں سرکار ہی ایسے کاموں کو انجام دلا سکتی ہی کہ جن میں اس المال کثیر کے صرف کی ضرورت ہو کیونکہ سرکار لوگوں سے چھپرا

بذریعہ محصول کے روپیہ تحصیل کر کے سرمایہ مطلوب فراہم کر سکتی ہی اور اُس کو بڑے بڑے کاموں کے انجام دینے کی عادت بھی ہوتی ہی مگر باقتضای اُن اسباب کے جنسے اکثر آدمی تھوڑے بہت واقف ہیں اور جو بعد ازیں بہ تفصیل بیان کیئے جاوینگے سرکار کا دخل کاروبار محضت میں بصورت موجود ہونے کسی اور ذریعہ کارروائی کے ہرگز قابل پسند نہیں \*

دوم بعض کام ایسے ہیں کہ افراد کے ہاتھ سے اُن کا سرانجام ہونا تو دشوار نہیں مگر افراد اُن کو اُس مداومت اور پہلاؤ کے ساتھ انجام نہیں دی سکتیں جسکی بوجہ روز بروز ترقی پکڑنے مدینہ کے ہر دم زیادہ ضرورت پیش آتی ہی اشخاص فرداً فرداً اتنی استعداد رکھتے ہیں کہ انگلستان سے ہر ولایت کو جہاز واسطے پہنچانے چٹھیات اور مسافروں کے روانہ کریں اور قبل از قیام ہونے کمپنیوں کے یہ کام اسی طرح انجام پاتا تھا مگر جب بوجہ افزونی آبادی اور کاروبار اور بھی زیادہ ہوجانے و سایل آداے خرچ کے عوام الناس گالا گالا کے مواقع روانگی پر قناعت نہ کریں اور اِس امر کے خواہاں ہوں کہ بلا خطا کسی مقام کو دن میں دو دفعہ اور کسی مقام کو ہفتہ میں ایک بار کاغذ روانہ ہوں اور کسی مقام کو جہاز دکانی بڑے قد و قامت اور لاگت کے توازن معین ہو ہر مہینے میں دوبار جایا کریں تو ظاہر ہی کہ اُن کو اِس امر کا اطمینان دلانے کے لیئے کہ سلسلہ ایسے عملہائے کثیرالخرج کا بلا ہرج و مرج جاری رکھنا اتنا راس المال کثیرالمقدار چاہیئے کہ کوئی فرد خاص اُس کے سرانجام کی متکفل نہ ہو سکے قطع نظر اِس سے اور صورتیں ایسی ہیں کہ ہر چند ایک کار خاص تھوڑی یا اوسط مقدار سے راس المال کے انجام پاسکتا ہی مگر جمع کرنا زر کثیر کا حصہ داروں سے واسطے سر انجام اُس کام کے اِس نظر سے مصلحت ہوتا ہی کہ زر مذکور بطور ضمانت کے کام دے اور عوام الناس کو اِس امر کا اعتبار رہی کہ روپیہ ادا کرنے کے اقرار بخوبی وفا کیئے جائینگے اور یہہ صورت خصوصاً اُس وقت پیش آتی ہی کہ کار مذکور اِس قسم کا ہو کہ

بہت سے آدمی اپنے رویہ کو کارخانہ کے حوالہ کرنے میں وسوسہ نکریں  
جیسا کہ مہاجنی یا بیمہ کی کوتاہی میں صورت پیش آتی ہی ان دونوں  
کارخانوں کے لیے ساجھ کی پونجی سے کام چلانے کا طریق بہت موافق  
ہی \*

ساجھ کی پونجی کے کارخانہ کو جن مراتب میں کسی شخص کے  
ذاتی سرمایہ کے کارخانہ پر شرف ہی اُن میں سے چند اور مذکور ہوئے  
مگر جو اس معاملہ کی دوسری جانب پر نظر کی جاتی ہی تو معلوم  
ہوتا ہی کہ جو شخص اپنا ذاتی کارخانہ رکھتا ہی اور اپنی ذات سے اُسکی  
گردآوری کرتا ہی اُسکی کارروائی کو ساجھ کے کارخانہ کی کارروائی پر بہت  
سی باتوں میں شرف ہی اور اُن میں سے بڑی بات یہہ ہی کہ کارخانہ  
کے کامیاب ہونے میں خود منصرم کی بڑی غرض ہوتی ہی ساجھ کی  
کمپنی کا کاروبار عموماً تنخواہ پانے والے نوکروں کے ذریعہ سے انجام پاتا ہی  
حتیٰ کہ ارباب کمپنی جو بدانتست عوام انتظام کی سربراہی کرتے ہیں  
اور جنکے اختیار میں واقعی منصومان کارخانہ کی بحالی و ہر طرفی ہوا  
کرتی ہی اُن کی غرض بھی کارخانہ کی کامیابی سے صرف اسیقدر متعلق  
ہوتی ہی جتنی کہ اُن کی ذات کی پاننی اُس میں ہوتی ہی اور یہہ  
پاننی بلکہ اُنکے گھر کی ساری جمع پونجی بمقابل کل راس المال کارخانہ  
کے بہت ہی قلیل ہوتی ہی اور اِس کے علاوہ اُن کو کارخانہ کی نگرانی  
کے سوا اپنے نفع و نقصان کے خیال سے بہت سی اسی قسم یا اِس سے  
زیادہ ضرورت کی مہمات میں توجہہ کرنی پڑتی ہی غرضکہ ملازمان  
کارخانہ کے علاوہ کسی اور کی کوئی بڑی غرض کارخانہ کی بہتری سے متعلق  
نہیں ہوتی اور تجربہ اور مثالوں سے کہ وہ بھی نظر حقیقت ہیں میں بیان  
تجارب عوام الناس میں ناہت ہی کہ نوکروں کی کارروائی بمقابل ذاتی  
سعی اور دلسوزی اور دردمندی اُن لوگوں کے جنکی غرض متعلق ہو  
کچھہ قدر نہیں رکھتی اور کہ جب نوکروں سے کام لیا جائے تو

اِس امر کی کمال ہی ضرورت ہی کہ مالک کی آنکھ کارخانہ پر برابر بنی رہی تاکہ کوئی کار و بار مستحکمت یکامیابی تمام انجام پائے دو صفات جداگانہ کا فراہم اُن ضروریات سے ہی اول وفاداری دوم گرم جوشی جب کسی کارخانہ کا کام خاص قواعد میں منضبط ہو سکتا ہی تو اُس کے منصرموں کو بار بار رکھنا ممکن ہی کیونکہ توڑنا قواعد کا ایسا کام نہیں ہی کہ اُس کے ارتکاب میں آدمی کا ایمان نہ کانپے اور اُسکا دل اُسکو ملامت نکرے قطع نظر اِس سے خیال موقوفی منصرموں سے تعمیل قوانین کراسکتا ہی مگر واسطے جاری رکھنے کسی بڑے کارخانہ کے یکامیابی صدہا باتوں کی ضرورت پیش آتی ہی اور چونکہ اُنکی پہلے سے تعریف کرنی محتال ہی اِس لیئے ممکن نہیں کہ اُنکو قبل از وقوع داخل فرایض خاص اور واضح کے کیا جائے انہیں سے اول تو یہہ بڑی بات ہی کہ منصرم کا دل ہمیشہ کارخانہ میں لگا رہی اور وہ ہمیشہ ایسی تدبیریں سوچنا کرے جن سے نفع زیادہ یا خرچ کم ہو اب کیسے آمید ہو سکتی ہی کہ تنخواہ پانیوالے ملازم دوسرے کے فائدہ کے لیئے انہی سعی اور دلسوزی اپنے اوپر گوارا کرینگے کار و بار انسانی میں بہت سی مثالیں واسطے قائم کرنے راستی اِس قول کے شاہد عادل ہیں ذرا ساری جماعت پر حاکموں اور وزیروں کی نظر کرو جو کام اُنکو سپرد ہی سب کاموں سے نہایت دلچسپ ہی اور خاطر کو ہرانگیختہ کرنیوالا اُنکی حکمرانی سے ملک کو جو رنج و راحت یا نفع و نقصان پہونچتا ہی اُس میں وہ خود بھی شریک ہیں اور اُنکا حصہ اِس رنج و راحت و نفع نقصان کا خفیف نہیں ہی اور عوام الناس کے بھلا یا بُرا کہنے سے جو نیک ناسی یا بدنامی پیدا ہوتی ہی اُس سے اُن کے دلوں پر برابر اثر پیدا ہوتا ہی مگر دنیا میں ایسے مدبر بہت ہی کم ہیں جنکی طبیعت میں سستی اور بے پروائی کا غلبہ ان اغراض کے اثر کی نسبت سے زیادہ نہو ایسے آدمی بہت توڑے ہیں جو عوام الناس کی بہتری کی تجویز نکالیں یا اُن پر قبل اِس کے توجہ کریں کہ زیادہ بیکار رہنا خود اُنکے آزار کا سبب ہو جائے یا چنکے

پیش نظر اس سے زیادہ کوئی آؤر مطلب عالی ہو کہ لوگوں کے دکھانے کے لیئے ظاہر میں ہاتھ پیر ہلانے جائیں تاکہ الزام عام سے بچے رہیں جس کسی نے سرانجام کار کے لیئے کبھی کسی آدمی کو نوکر رکھا ہوگا اُسکو اس امر کا خوب امتحان ہوگیا ہوگا کہ ملازم اُجرت کی مقدار کے برابر محنت نکرنے میں وہاں تک سعی کرتے ہیں کہ موقوف نہ کیٹیجائیں ہر کذبہ دار خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا جسکے ہاں قواعد منضبط نہیں عموماً اس امر کی شکایت کرتا ہی کہ نوکروں کو مالک کے نفع و نقصان کا ہرگز خیال نہیں ہوتا ہر شخص یہی کہتا ہی کہ دنیا میں ایماندار نوکر نہیں ملتا نوکر کو مالک کے نفع و نقصان کا اُسپرقت خیال ہوتا ہی کہ جب بوجہ انجام دینے کسی خدمت خاص کے تا مدت مدید اور پہونچنے راحت کے فریتیں کو آنا اور نوکر میں ایک نوع کی گرویدگی اور اغراض کی وحدت پیدا ہو جاتی ہی \*

ساجھ کے کارخانہ کی برائیوں میں سے ایک اور برائی جو عموماً سب بڑے کارخانوں میں مشاہدہ ہوتی ہی یہہ ہی کہ ایسے کارخانوں میں انتفاع قلیل اور بچت خفیف کا کچھ خیال نہیں رہتا راس المال کثیرالمتنادر اور بڑے کاموں کی سربراہی میں خصوصاً اُسوقت کہ منصوروں کی ذاتی غرض چنداں متعلق نہو چھوٹی رقمیں بمنزلہ سفر کے تصور کی جاتی ہیں اور یہہ کہا جاتا ہی کہ وہ اس لایق نہیں کہ اُن کے لیئے وہ تکلیف اُٹھائی جائے جسکے بغیر اُنکی طرف توجہ کرنا ممکن نہیں پس فیاضی اور کشادہ دلی کی نیک نامی بہت سستہ طریق سے عدم التفات کی جزئیات پر حاصل ہوتی ہی مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ چھوٹی چھوٹی رقمیں انتفاع اور اخراجات کی جب بہ تکرار حساب میں آئینگی ایک رقم کثیر نفع و نقصان کی بن جائینگی مثل مشہور ہی کہ قطرہ قطرہ دریا ہوتا ہی اور پھیوں پھیوں تالاب بھرنا ہی اس حال سے اہل راس المال عمل در آمد میں بخوبی واقف ہوتے ہیں اور اسی



۳۔ چہت سے وہ اپنے کارخانوں کا ایسے قاعدہ سے انتظام کرتے ہیں کہ اگر منصوموں کی نظر آسپہ بنی رہی تو وہ نقصان نہیں ہونے پاتے جو بڑے کارخانوں میں بصورت نہونے کسی قاعدہ کے ضرور ہرروے کار آتے ہیں مگر ساجھے کے کارخانہ کے منصوم کو بذات خود اسطرف بہت کم توجہ ہوتی ہی کہ ہر باب میں آسکے کارخانہ کے واقعی کسی طریق پر کفایت و انتظام کے بلا خلل و زلل عمل کیا جائے \*

ایدم سمتہ صاحب نے کہ انگریزوں میں موجد اس فن کے تھے انہیں خیالوں سے یہ مسئلہ قائم کیا تھا کہ بجز مہاجنی اور بیمہ کی کوٹھی وغیرہ کارخانوں کے جنکے انتظام کے لیئے قواعد خاص مقرر ہوسکتے ہیں، کوئی اور کارخانہ ساجھے کا اُمید نہیں ہوسکتی کہ بلا پانے استحقاق خاص کے سرکار سے کبھی قائم رہ سکے مگر واضح رائے ناظرین اوراق رہے کہ ایسا کلمہ زبان پر لانا گویا ایک مسئلہ راست کو مبالغہ سے بیان کرنا ہی جیسا کہ اس بزرگوار کے قول میں اکثر جگہ دیکھنے میں آنا ہی اُنکے زمانہ میں بجز اُن کارخانوں کے جنکی طرف اُنہوں نے اشارت کی چند ہی کارخانے ساجھے کے ایسے تھے کہ بلا ملنے استحقاق خاص کے سرکار سے بطور ٹھیکہ کے دیر تک قائم رہی اُنکے بعد اس طرح کے کارخانے بہت وجود میں آئے اور جسقدر لوگوں میں اتفاق کرنیکا میلان زیادہ ہوتا جاویگا اور اُسکے وسیلے حاصل آئینگے اُسقدر ایسے کارخانوں کی تعداد میں افزونی ہوگی صاحب موصوف نے صرف اُسی توجہ کامل اور سعی مزید کی طرف توجہ فرمائی ہی جو اُن کارخانوں میں مشاہدہ ہوتی ہی جنہیں کل نفع اور کل نقصان اُنہیں لوگوں کی ذات خاص کا ہوتا ہی جو اُنکو چلاتے ہیں صاحب موصوف نے اُن امور کی طرف نظر نہیں ڈالی جو اس سعی مزید اور توجہ کامل کے اثر کو پیکار کردیتے ہیں اور ان امور میں سے ہوا امر تو وہ ہی جو گرد اور کارخانہ کی صفات عقلی اور عملی سے تعلق رکھتا ہی یہہ سیج ہی کہ درمیان ہونا غرض

خاص کسی فرد خاص کا اس امر کا کفیل ہوسکتا ہے کہ کارخانہ میں سعی کینچائیگی مگر جو سربراہ ضعیف العقل ہو تو سعی مزید کیا فائدہ دے گی اور جن کارخانوں کو خود اہل غرض چلاتے ہیں انہیں اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ مضموم کم عقل ہوتے ہیں جب کارخانہ بڑا ہو اور اتنی یہیں قرار طلب دینے کی گنجائش کہ اعلیٰ درجہ کے عقیل بہ تمنائے ملازمت آسمیں رجوع لائیں تو مقرر کرنا ایسے آدمیوں کا واسطے عام گوداروی اور انجام دینے دیگر خدمات کے ممکن ہے کہ جنکی لیاقت اور فہم و فراست اور کار دانی اور کار گذاری سے انکی کمی غرض کے نقصان کا بدل کافی ہو جائے ادنیٰ توجہ سے ان لوگوں کو وہ صورتیں نفع کی نظر آجاتی ہیں جو اوسط درجہ کی لیاقت والوں کو توجہ سے کامل سے بھی نہیں سوجھتیں اور بوجہ علویت علم اور راستی نظر اور درست فہم کے یہہ لوگ ایسی غلطیوں کے کرنے سے بچے رہتے ہیں جنکے دَرَکے مارے اور آدمی معمولی کار روائی کے باہر قدم رکھنے کی مبادرت اس احتمال سے نہیں کرتے کہ مبادا کارخانہ معرض خطر میں پڑ جائے یہہ بھی بیان کرنے کی بات ہے کہ اگر کارخانہ ساجھے کی پونجی سے قائم کیا جائے تو یہہ لازم نہیں آتا کہ سارے کارکن اُس کارخانہ کے خزانہ مخزانہ مقررہ تنخواہ کے ملازم ہوں بہت سے ایسے طریق ہیں کہ انکے ذریعہ سے کارکنوں کے نفع و نقصان کا تعلق خود کارخانہ کی کامیابی یا عدم کامیابی کے ساتھ تھوڑا یا بہت پیوند کھاسکتا ہے اپنی ذات کے لیئے آپ ہی کلیہ کام کرنے اور مقررہ روزانہ یا ماہانہ یا سالانہ اجرت پر کام لینے کے درمیان میں ایک طویل سلسلہ اور بھی مختلف صورتوں کا وجود رکھتا ہے حتیٰ کہ معمولی صورتوں میں محنت کی جنمیں ہنر کو چنداں دخل نہیں محنت کرنے والوں سے کام بانداز عدد یا کسی مقدار معین کے لیا جاتا ہے اور خوبی اس طریق کی اتنی عیاں ہے کہ صاحب نمیز کام لینے والے ہمیشہ اُسکو اُس صورت میں اختیار کرتے ہیں جب کام اس طرح کا

ہو کہ اُسکے حصص معین کام کرنے والوں کو دینے ممکن ہوں اور ضرورت اُٹھانے تکلیف نگہبانی کی اس خیال سے کہ کام نکما نہ بنے پیش نہ آوے ساچھے کے اور خانگی کارخانوں میں اکٹو ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ منصرفوں اور سربراہوں کی اغراض کو کارخانہ کے نفع و نقصان کے ساتھ پیوند دینے کے خیال سے اُن کی اجرت کا کچھ قدر حصہ کارخانہ کے نفع سے بشرح فی صدی مقرر کیا جاتا ہی جو غرض نوکروں کی کارخانہ کی کامیابی کے ساتھ اس طرح پیوند پاتی ہی اُس کو ہر چند غرض سے مالک راس المال کے کچھ نسبت نہیں ہی تاہم وہ نوکروں کو کچھ قدر محتاط اور گر متجوش بنانے کے لیئے کفایت کرتی ہی اور جو یہ نوکر ذکی اور سلیقہ شعار ہوں تو پھر حال وہ اُس خدمت سے زیادہ بہتر خدمت انجام دیدے جو مالکان راس المال اپنے آپ انجام دیتے ہیں جن فروع میں آخرکار یہ قاعدہ اجرت کا پھیل سکتا ہی چونکہ وہ باعث کفایت اور بہتری اہل مدینہ ہیں اس لیئے اُن کے باب میں بعد ازیں پھر توجہ کی جائیگی پس جیسا کہ بڑے کارخانوں کو چھوٹے کارخانوں کے ساتھ مقابل کرنے میں ہم عموماً بیان کر آئے ہیں ظاہر ہی کہ جب رقابت بلا مزاحمت ہو تو اُس کے نتائج سے یہ بات معلوم ہوسکتی ہی کہ واسطے کسی صورت مفروض کے خانگی اور ساچھے کے سرمایہ کی کارروائی میں سے کونسی کارروائی نافع و سارگار ہی کیونکہ جو کارروائی زیادہ با اثر اور باعث کفایت ہوگی وہی آخرکار ہمیشہ سستا بیچنے میں کامیاب ہوسکیگی \*

۳۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ ممکن ہونا اس امر کا کہ پیدائش کی چھوٹی میزان کی عوض میں بڑی میزان قائم کی جائے اول تو ماڈل کی وسعت ہو موقوف ہی کیونکہ بڑی میزان اُسی وقت نافع ہوتی ہی کہ کام مقدار میں زیادہ بنایا جائے اور کام اُس وقت زیادہ بنایا جانا ہی کہ یا تو مدینہ خود آباد اور مزروعۃً ہو یا شی مصنوعی کے غیر مدینوں

کو ہر آمد کرنے کا موقع عمل پیدائش کے طریق کے بدلنے میں اس سے بڑی اعانت ہوتی ہے کہ اس المال مدینہ روز در ترقی ہو کیونکہ جب مدینہ کا اس المال ہر سال مقدار میں بڑھتا جاتا ہے تب ہی اسکی مقدار کثیر کسی کام میں لگنے کی طلب گار ہوتی ہے اور نیا کام نئے اس المال سے بہت جلد اور آسانی جاری ہو سکتا ہے بہ نسبت اس کے کہ اسکی جاری کرنے کے واسطے جاری کارخانوں سے اس المال کھینچا جائے طریق پیدائش کی تبدیلی اس سے بھی آسان ہو جاتی ہے کہ چند اشخاص مدینہ کے ہاتھ میں اس المال بمقدار کثیر موجود ہو یہہ سیج ہی کہ تبدیلی طریق کے واسطے جتنا اس المال درکار ہو وہ ساجھے داروں کی چھوٹی چھوٹی رقموں کے ذریعہ سے فراہم آسکتا ہے مگر قطع نظر اس سے کہ فراہم لانا اس المال کا اس طریق سے محنت کے ہر کام کے لیئے یکساں موافق نہیں ہے اس کا جمع آنا اسی صورت میں ممکن ہے کہ اہل مدینہ میں بیوپار کی ہمت اور ساکھ زیادہ ہو اور یہہ دونوں باتیں اوایل میں نہیں ہوتیں وہ تو اسی وقت صورت ظہور کی پکڑتی ہیں کہ کاروبار محنت ترقی پائے \*

چن ملکوں میں مانگ اور منتدیبوں کی کثرت ہوتی ہے اور ہمت بیوپار اور ساکھ یعنی اعتبار کی افزونی اور اس المال ہر سال بہت بڑھتا جاتا ہے اور تھوڑے آدمیوں کے ہاتھ میں بہت سا سرمایہ فراہم ہوتا ہے وہاں عموماً ہر قسم کی محنت کے کارخانوں میں ایک بعد دوسرے کے چھوٹی میزبان سے بڑی میزبان ہر کام انجام پانے لگتے ہیں انگلستان میں جہاں یہہ تینوں بانیں جمع آئی ہیں صرف دستکاری ہی کے کارخانوں میں روز بروز وسعت راہ نہیں پاتی بلکہ جس مقام میں تعداد کافی خریداروں کی جمع آئی ہے وہاں اسغرض سے کہ کار خردہ فروشی بڑی میزبان ہر انجام پائے دکانیں اور گوداموں کی کثرت ہونے لگتی ہے اور ان کے مالک دیگر خردہ فروشان ذلیل البضاعت کی نسبت سے اپنی اشیاء کو سستا بیچ

سکتے ہیں کچھ تو اس سبب سے کہ وہ اپنے کام کو تحلیلِ مکتنت سے انجام دیتے ہیں اور ضرورت سے زیادہ مکتنت یا ہنر سے کام نہیں لیتے اور کچھ بلا اشتباہ بایں وجہ کہ بڑی میزبان ہو کام کے انجام دینے سے مکتنت میں بچت ہوتی ہی کیونکہ تھوڑے مال کے خریدنے میں جو وقت صرف ہوتا ہی اس سے کچھ زیادہ وقت بہت مال کے خریدنے میں صرف نہیں ہوتا اور نہ کچھ زیادہ سعی کرنی پڑتی ہی بلکہ اجناس متعدد کی تھوڑی تھوڑی مقدار کے خرید کرنے میں جو وقت صرف ہوتا ہی اس سے کم وقت میں بہت مال خرید ہو سکتا ہی \*

یہ تہذیبی طریق صرف باعتبارِ پیدائش اور باعتبارِ اس کے کہ مکتنت عمل میں بعایت یا اثر ہو کلیہ نافع و سارکار ہی بعض صورتوں میں اس سے ایک نوع کا نقصان بھی ہوتا ہی مگر معلوم رہے کہ یہ نقصان عدم کفایت کو مشتمل نہیں ہوتا بلکہ اور امور کو جنکی طرف اشارت ہو چکی ہی اور جو اہل مدینہ کی حالت سے تعلق رکھتے ہیں چھوٹی میزبان سے بڑی میزبان کی طرف رجوع لانے میں بالعرض کچھ ہی نقصان ہو دے گا آتے ہوں مگر وہ بڑی میزبان سے زیادہ بڑی میزبان کی طرف رجوع لانے میں ظہور نہیں کرتے \*

جب چھوٹے چھوٹے خورد سر پیدا کرنے والوں کے طریق کار روائی ہو کسی کارخانہ میں عمل در آمد ہونا ممکن نہ ہو یا اسکی عوض دوسرا طریق جاری ہو گیا ہو اور ایک شخص واحد کے ہاتھ کے نلے بہت سے کاریگروں کے کام کرنے کا طریق قائم ہو گیا ہو تو ایسی صورت میں میزبان پیدائش کو وسیع کرنا سراسر باعثِ مہذمت ہی مثلاً ظاہر ہی کہ اگر بجائے متعدد کمپنیوں کے ایک ہی کمپنی کل شہر میں لندن کے گار کی روشنی اور پانی پہنچانے کا کام انجام دے تو مکتنت میں بڑی بچت ہوگی اگر در کمپنی ہوں تو بھی شوہرے ملازم ہر قسم کے رکھنے پڑائیکے مخالف رائے اگر ایک کمپنی ہو تو مالک ہی کہ وہ تمام باسولت چند

افزودہ ملازموں کے سارے کام کو اُسی خوبی سے انجام دے سکتی جس خوبی سے دو جداگانہ کمپنیاں انجام دینگی قطع نظر ملازموں کے بصورت ہونے دو کمپنیوں کے دوہری کلیں اور شمارتیں اور نل وغیرہ درکار ہونگے بصورت ہونے ایک کمپنی کے وہ سستے نرخ پر کام آب رسانی اور چراغاں کا انجام دے سکتی ہی اور باوجود ارزانی نرخ کے نفع اُٹا ہی پیدا کر سکتی ہی جتنا دو کمپنیوں کی صورت میں پیدا ہونا ہی اگر کمپنی نرخ بھی نہ گھٹائے تو بھی اہل مدینہ باعتبار مجموعہ فائدہ سے رہینگے کیونکہ اہل کمپنی بھی تو اہل مدینہ ہی سے ہوتے ہیں طالبان آب و روشنی تو پہلی ہی شرح ادا کرینگے مگر حصہ داران کمپنی کو زیادہ نفع ہوگا \*

یہ سمجھ لینا کہ کمپنیوں کی رقابت کی جہت سے قیمت اشیا کی برائے دوام گھٹتی رہتی ہی غلطی ہی کیونکہ جب رقیب نہوڑے ہوتے ہیں تو وہ آخر کار اس امر پر اتفاق کر لیتے ہیں کہ رقابت سے قیمت نہ گواٹیں اور جو کوئی نہا رقیب پیدا ہونا ہی تو اُسکے بیٹھا دینے کے لیئے وہ سستا بیچنے لگتے ہیں مگر جب وہ اپنے پانوں جما لیتا ہی تو یہہ اُس سے بھی معاملہ کر لینے ہیں پس جو کام اپنی ذات سے حق میں مدینہ کے چلیل ہو اور کفایت سے اُسی صورت میں انجام پا سکتا ہو کہ انہی بڑی میزبان پر انجام دیا جائے کہ دوسروں کو اُسکے سرانجام کا حوصلہ نہ رہے تو قائم رکھنا متعدد پر خرچ کارخانوں کا واسطے انجام دلانے اُس کام کے گویا اہل مدینہ کے سرمایہ کو فضولی میں ضائع کرنا ہی ابسے کام کو داخل فرایض سرکار قرار دینا عین مصلحت ہی اور جو سرکار اُسکو آپ بہ کفایت انجام نہ دے سکے تو اُسے چاہیئے کہ وہ اُسکو کلیہ کسی ایسی کمپنی کو سپرد کر دے جو عوام کے لیئے اُسی کفایت سے انجام دے مثلاً جن دو مقاموں کے بیچ میں ریلوے جاری ہو اُنہیں کے بیچ میں دوسرے ریلوے کے بنانے سے جو نقصان کثیر راس المال اور زمین کا

ہوتا ہی اول تو وہ ہی کسی کو پسند نہیں دوسرے جس اسلوبی سے ایک کارخانہ کام کو انجام دے سکتا ہی اس سے زیادہ اسلوبی سے دو کارخانہ انجام نہ دے سکیں گے اور اگر دوسرا کارخانہ جاری بھی ہوا تو غالب ہی کہ کچھ دنوں کے بعد دونوں ایک ہو جائیں گے پس سرکار کو لازم ہی کہ ایک ہی ریلوے بنانے کی اجازت دے اور کسی حال میں بجز ضرورت شدید کے اسکی نگرانی سے کفارہ کش نہو \*

۴ کشتکاری کے کام میں ہری میزان پیدائش کی نافع ہی یا چھوٹی بہت معاملہ عام معاملہ سے چھوٹے اور بڑے کارخانجات دستکاری کے بالکل مختلف ہی اور وہ جداگانہ بنیاد پر قائم ہوتا ہی اسکی کیفیت مدنی اور اسکے دخل کو تقسیم دولت میں ہم بعد ازیں بیان کریں گے یہاں صرف اسکے اثر کو باعتبار پیدائش کے بیان کرتے ہیں واضعہ راے ناظرین اوراق دھ کہ جسقدر عملہاے دستکاری میں باعتبار پیدائش کے خوبی اور سود مندی ہری میزان کی ثابت ہوئی ہی اتنی عملہاے کشتکاری میں ثابت نہیں ہوتی ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ عملہاے کشتکاری میں تحلیل مہضت کی گنجائش کم ہی اسمیں شک نہیں ہی کہ ایک ہی آدمی گردآوری مویشی اور خرید و فروخت کے کام اور تردد زمین کی نہیں کر سکتا ہی مگر اس سے زیادہ کشتکاری میں مہضت کی تحلیل نہیں ہو سکتی کشتکاری کے کام میں جو معونت ہو سکتی ہی وہ صرف معونت مفرد ہی یعنی بہت سے آدمی ایک ہی کام کو ایک ہی مقام اور ایک ہی زمانہ میں انجام دینے کے اندر ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہیں اور ہمارے نزدیک بہت معونت اتنی فحشیم نہیں ہی جتنی اور لوگ اسکو تصور کرتے ہیں کیونکہ اگر بہت سے آدمی باتفاق ایک ہی کھیت کو جو تیں یا اس میں تخم ریزی کریں یا بصورت نہونے کسی ضرورت شدید کے اسکو کاٹیں تو اس سے کوئی فائدہ خاص مقرب نہوگا ان کاموں کے انجام دینے کے لئے جتنی معونت ہرکار ہی اسکے لئے ایک ہی کنبی کے آدمی کفایت کر سکتے

ہیں اور جن کاموں کے انجام دینے کے لئے واقعی مردمان متعدد کی اعانت درکار ہوتی ہی انہیں بشرط چھوٹے ہونے کھیتوں کے اعانت مطلوبہ کے سرانجام ہو جانے میں چنداں دقت پیش نہیں آتی کھیتوں کو بہت چھوٹا چھوٹا کر دینے کے سبب سے پیدا کرنیکی قوت بہت ضایع جاتی ہی مگر یہہ صورت اسی وقت پیش آتی ہی کہ تقسیم زمین کی بدرجہ غایت کیجائے اور کاشتکار کے پاس اتنی زمین نہو کہ اسکا سارا وقت اُسکے قردن میں صرف ہو جن اصول پر کارخانہاے دستکاری بڑھائے اور وسیع کیئے جاتے ہیں آدھیں کے بموجب کھیتوں کو بھی اس غایت تک بڑھانا چاہیئے کہ کاشتکاروں کا سارا وقت اُن کے قردن اور سربو اہی میں صرف ہو اور اپنے آلات اور مواشی اور افراد کنیہ کی استعانت سے جتنا پیدا کرسکتے ہیں اُس کی مقدار میں بوجہہ کم ہونے زمین کے نقصان راہ نہ پائے مگر وسعت ایسے کھیتوں کی چنداں بڑی نہیں ہوتی بڑے کاشتکار کو عمارات اور آلات کے خرچ میں بچت ہوتی ہی کیونکہ بہت مویشی کو ایک مکان میں رکھنے کے اندر خرچ کم پڑتا ہی بہ نسبت اُسکے کہ تھوڑے تھوڑے مواشی کو مکانات متعدد میں رکھا جائے چھوٹا کاشتکار قیمتی آلات پر کشتکاری کے دسترس نہیں رکھ سکتا مگر آلات کشتکاری کے گو عمدہ بھی ہوں اکثر چنداں گراں قیمت نہیں ہوتے اور جو گراں قیمت ہو اُسکو چند کاشتکار شراکت میں مہیا کرسکتے ہیں یا کوئی اہل راس المال آلہ مذکور کو بکراہہ اُنکو دیسکتا ہی بڑے کاشتکار کو بہ نسبت چھوٹے کاشتکار کے خرچ باربرداری میں کفایت ہوسکتی ہی کیونکہ تھوڑی جنس کو کھیت سے بازار تک یا بازار سے کھیت تک پہونچانے میں جو خرچ پڑتا ہی اُنہ ہی یا اُس سے کچھ قدر زیادہ خرچ سے مقدار کثیر اجناس کی ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل ہوسکتی ہی اور اِس کے علاوہ جب کوئی جنس بمقدار کثیر مول لیتجانی ہی تو کچھ قدروارے سے ملتی ہی پس اِن جمیع مدات سے بچت کی ایک رقم پیدا ہوگی مگر وہ کسی حال میں ایک رقم کثیرالمقدار نہوگی ایک صاحب چنکو کشتکاری کے



کام زمین بہت تجربہ حاصل تھا اور جنہوں نے اصلاحیں بکامیابی تمام زمین میں کی تھیں لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک جن کاشتکاروں کے پاس دس بارہ بیگھہ زمین ہو وہ بہ آسانی اپنی بھر کر سکتے ہیں اور جتنا زیادہ لگان کر ئی اور کاشتکار ادا کرے اتنا وہ بھی دے سکتے ہیں وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جس چھوٹے کاشتکار کے پاس اپنے گھر کا ہل ہو اور جو بذات خود اپنی زمین کا تردد کرتا ہو اگر وہ بدل بدل کر مناسب فصل بوئے اور اپنے مویشی کو اپنے گھر میں چرائے تو وہ اپنی جنس کو بڑے کاشتکار کی نسبت سے سستا بیچ سکیگا اور وہ شرح لگان کی دیکھے گا جو بڑے کاشتکار سے ادا نہوسکیگی \*

انگلستان میں جس کرساں کے پاس چودہ ہندہ سو بیگھہ زمین ہوتی ہی وہ شریف کرساں کہلاتا ہی اور اُسکو ایک گھوڑا اور ایک بگی رکھنی ہوتی ہی اور شاید مزدوروں کی گرد آوری کے لیئے اُسکو ایک گردآور یا منصورم بھی رکھنا پڑے کیونکہ اِس میں شک نہیں کہ وہ بذات خود اُن مزدوروں کی سربراہی نہیں کوسکتا جو چودہ ہندہ سو بیگھہ پر زمین کے کام کرتے ہوں بعد بیان کرنے چند اور باتوں کے صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ علاوہ اِن مدات خرچ کے جن سے چھوٹے کاشتکار آشنا نہیں بڑے کاشتکار کو خرچ کثیر پھونچانے بیچ و کھا کا گھر سے کھیت تک بفاصلہ بعید اور نقل کر نے پیداوار زمین کا کھیت سے گھر تک اُٹھانا پڑتا ہی اور ظاہر ہی کہ ایک ہی گھوڑا اُنہی زمین کی پیداوار کو کھا جائے گا چٹنی زمین کی پیداوار واسطے بسر ایک کاشتکار اور اُس کی بی بی اور دو بچوں کے کفایت کرتی ہی قطع نظر اِس سے بڑا کاشتکار اپنے مزدوروں کو کہتا ہی کہ تم اپنے کام پر جتاؤ بخلاف اِس کے جب چھوٹے کاشتکار کو مزدوروں کے ملازم رکھنے کی ضرورت پیش آئی ہی تو وہ اُن سے کہتا ہی کہ آؤ میرے ساتھ کھیت کو چلو اور اِن دونوں صورتوں میں جو فرق ہی اُسکو صاحبان نکتہ فہم خود ہی سمجھ سکتے ہیں \*

چھوٹے کھیتوں کے چو نقصان اکثر لوگوں نے بیان کیے ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ چھوٹے کھیتوں پر اتنی مواشی پرورش نہیں پاسکتی جتنے بڑے کھیتوں کی زمینیں پر کہ وسعت میں چھوٹے کھیتوں کی زمین کے برابر ہو پرورش پاتی ہی یعنی اگر سو بیگہ کے کھیت ہو بیس چاروا پرورش پائینگے تو دس بیگہ زمین پر دو چاروا پرورش نہیں پاتے اور کمی مواشی کے سبب سے کھاد کی اتنی قلت ہوتی ہی کہ چھوٹے چھوٹے کھیتوں کی زمین ہمیشہ کم پیداوار ہو جائیگی مگر حین مشاہدہ دریافت ہو جائیگا کہ کھیتوں کے وسعت میں کم ہو جانے سے یہ صورت نقصان کی اسی رقت پیش آئیگی کہ اراضی ایسے کم مایہ کاشتکاروں کے ہاتھ لگے کہ وہ موافق مقدار اپنے کھیت کے مواشی نہ رکھ سکے چھوٹا کھیت اور کم مواشی رکھنے والا کھیت کلمات مترادف نہیں ہیں تاکہ ان دونوں صورتوں مذکورالصدر کا مقابلہ براہ واجبی کیا جاوے ہم کو یہ بھی فرض کرنا چاہیئے کہ جتنا راس المال بڑے کاشتکار کے پاس ہوتا ہی اتنا ہی چھوٹے کاشتکاروں میں حصہ رسد تقسیم ہی جب تقسیم راس المال کی یہ صورت ہوگی اور مواشی کو تھان پر غذا دینے کے طریق پر عمل تو تجربہ سے معلوم ہو جائیگا کہ چھوٹے کھیتوں کی کارروائی کا طریق بچائے اس کے کہ مائع افزائش تعداد مواشی ہو قطعی اُس کی افزائش کا سبب ہونا ہی جیسا کہ ملک فیلمنڈرز میں دیکھنے میں آتا ہی کہ وہاں چھوٹے کھیتوں میں مواشی اور کھاد کی بڑی افراط ہی حتیٰ کہ دیکھنے والوں کو یہ کثرت باعث حیرت اور تعجب ہوتی ہی † \*

---

† واضح رائے ناظرین اوراق ہو کہ انگلستان میں کوسان فقط کھیتی ہی نہیں کرتے بلکہ مریخی بھی پالتے ہیں اور اُن کی خرید و فروخت سے روزیہ پیدا کرتے ہیں اُس ملک میں زمینیں سرکار کی نہیں ہی زمینداروں کی ہی کوسان زمینداروں سے زمین لیتے ہیں اور اُس کے عوض میں لگان دیتے ہیں بعض کوسان فقط کھیتی کرتے ہیں بعض کھیتی بھی کرتے ہیں اور مریخی بھی پالتے ہیں اور مواشی کے واسطے غذا

بے مایہ تہوڑی زمین کے تردد کرنے والوں کی کارروائی میں بمقابلہ مالدار کاشتکاروں کی کارروائی کے اثر کبھی کچھ نقصان ہو تو وہ کمی علم و ہنر کو عموماً مشتمل ہو سکتا ہے مگر عمل درآمد میں عموماً ایسی کمی علم و ہنر کی پائی نہیں جاتی۔ کیونکہ تجربہ سے ظاہر ہے کہ ممالک اقلی اور فیلینڈرز میں جہاں طریقہ چھوٹے کھیتوں کی کارروائی کا جن کو بے مایہ کاشتکار تردد کرتے ہیں جاری ہے وہاں انگلستان سے کہیں پہلے اچھی کشتکاری نے وجود پایا تھا اور شاید بنظر مجموعہ وہاں ساری دنیا سے بہتر کشتکاری و چون رکھتی ہے جو ہنر بلا دستگاہ علمی کے روزانہ مشاہدات اور تجارب سے حاصل ہو سکتا ہے وہ کم مایہ کاشتکاروں کو بہت حاصل ہوتا ہے مثلاً جن ملکوں میں انگریز کی بہترین قسم پیدا ہوتی ہے وہاں کے کرسانوں کو جو علم از روئے روایت اُس کی کاشت کا حاصل ہے وہ نہایت باعث استعجاب ہوتا ہے البتہ یہ بات تو ہے کہ ایسے ملکوں میں آموں عامہ علم کے قائم نہیں کیئے جاتے اور وہاں کے لوگوں میں ہنر و ہمت جاری کرنے نئی ترقی کی اصلاحوں کے برزے کار لانے کی ہمت بھی کچھ قدر کم ہوتی ہے اور نہ وہاں کے لوگوں کو اس امر کے وسیلہ حاصل ہوتے ہیں کہ وہ نئی ترقی کی آزمائش کریں کیونکہ ایسا بہت کم اتفاق ہوتا ہے کہ بجز دولتمند زمینداروں اور سرمایہ داروں کے کوئی اور نئی ترقی کی آزمائش بحصول تمتع کر سکے اور نہ چھوٹے کرسانوں سے یہ امید ہو سکتی ہے کہ وہ عموماً ایسی باقاعدہ اصلاحیں برزے کار لائینگے جن کا عمل ایک ہی زمانہ میں بڑے قطعان

کھیت سے پیدا کرتے ہیں اور اُن کو تھان پر چراتے ہیں جن کھیتوں کی زمین قابل زراعت ہوتی ہے اُن پر مواشی اس کثرت سے ہوتی ہے کہ دیکھنے والے کو جسے غذا پیدا کرنے کے طریق کے حال سے اطلاع نہیں حیرت ہوتی ہے جو گائے تھان پر غذا پاتی ہے وہ بے نسبت اُس گائے کے کہ فقط کھیت میں گھاس چرے زیادہ دودھ دیتی ہے اور اس دودھ سے مکھن بھی زیادہ نکلتا ہے اور بیس ڈائیس بیگھ کا کرسان پآسانی چار پانچ گائے پال سکتا ہے

ہر زمین کے مثل تدابیر آبپاشی وغیرہ کے ہوتا ہی یا جن میں بدیگر وجوہ واقعی اس امر کی ضرورت ہی کہ بہت سے مزدور ملکہ کام انجام دیں گو یہ بات نہیں ہی کہ اُن میں ایسے کاموں کے انجام دینے کے لیے ایسا اتفاق مطلق نہوتا ہو بلکہ اُمید ہوسکتی ہی کہ جتنی فہم و فراست اُن میں زیادہ نشورنما پائیکس اتنا ہی اس اتفاق کے کرنے کا میل اُنہیں زیادہ ہوگا ان نقصانوں کے سامنے اُس گرم جوشی کو بکار مصحت مقابل کرنا چاہیئے جو بصورت حسب دلخواہ ہونے صیغہ قبض و تصرف زمین کے ظہور کرتی ہی اور جو کسی اور صورت میں طریقہ کشتکاری کے ظاہر نہیں ہوتی اور جو لوگ شہادت دینے کے قابل ہیں اُن کی گواہی اس باب میں بلا اختلاف ہی چھوٹے چھوٹے کھیتوں کی کارروائی کے طریق کے فائدہ کا قیاس ہوا واجب ہی ہم اُس صورت میں نہیں کرسکتے جہاں کاشتکار صرف چوتا ہو اور جوت کا اختیار بھی شواہط مقرری پر نہ رکھتا ہو یعنی جتنے بڑے لگان دینے کی گنجائش ہو وہ مالک زمین لیتا ہو اس معاملہ کو سمجھنے کے لیے اُس صورت پر نظر ڈالنی چاہیئے جہاں کاشتکار یا تو خود مالک زمین ہو یا مالک نہ ہو تو کاشتکار موروثی ہو یعنی جہاں پیداوار اور قیمت زمین کے بڑھانے میں جو مصحت کیجاتی ہی اُس سے یا تو کلیہ یا جزئیہ خود کاشتکار اور اُسکی اولاد فائدہ اُٹھاتی ہو دوسرے مقام پر ہم اِس معاملہ فحیم کو صیغہ ہائے قبض و تصرف زمین کے بہ تفصیل بیان کریں گے اور اُسی وقت ازروے شہادت بتلاویں گے کہ چھوٹے چھوٹے کاشتکار جو مالک زمین بھی ہوں کتنی حیرت انگیز مصحت کیا کرتے ہیں یہاں صرف اِننا بیان کرنا کفایت کرتا ہی کہ اُس مقدار کثیر پر خام پیداوار کے نظر ڈالنی چاہیئے جو مزدوران انگلستان باوجود نہ رکھنے حقوق دایمی کے زمین مزدور سے اپنے جوت کی زمین قلیل المقدار سے پیدا کرتے ہیں یہہ پیداوار اتنی کثیر المقدار ہوتی ہی کہ اُسکے سامنے بڑے کوساں کی پیداوار کو کچھ نسبت نہیں ہوتی ہوا کوساں نہ اتنی زمین سے اتنی پیداوار

پیدا کرنا ہی اور نہ اتنی پیدا کرنیکی اُسکو غرض ہوتی ہی اور میرے نزدیک یہی ہی سبب حقیقی اس امر کا کہ واسطے حصول نفع کے بڑی زراعت میں روپیہ لگانا عموماً زیادہ سود مند ہی کیونکہ جس زمین پر بڑا مستاجر قابض ہوتا ہی اُس کے لگان کی شرح ایک لحاظ میں اتنی بڑی نہیں ہوتی جتنی چھوٹے کاشتکار کی زمین کی اور اُس زمین پر محنت بھی اتنی زیادہ نہیں کی جتنی چھوٹے کاشتکار کی زمین پر کی جاتی ہی اور کمی محنت کی یہ وجہ نہیں ہوتی کہ عمل بانفاق یعنی معونت کی چہت سے اُسکی مقدار میں کفایت ہوتی ہی بلکہ اس لیے کہ تھوڑی محنت سے بمناسبت خرچ کے زیادہ عوض ملتا ہی یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی آدمی اجرت پر محنت کرنے والوں کو اس خیال سے خاطر خواہ اجرت دے کہ وہ مثل مزارع یا تھوڑی زمین رکھنے والوں کے اتنی دل جان سے محنت کرینگے جتنی کہ یہ لوگ یعنی تھوڑی زمین والے بہت خوشی سے اُس صورت میں کرتے ہیں کہ جب اُنکو یہ اُمید ہوتی ہی کہ ہم اپنی محنت کے ثمرہ سے کلیہ تمتع اُٹھاینگے تاہم جو محنت اجرت پانے والے کرتے ہیں وہ غیر پیداوار نہیں ہوتی وہ بہر حال پیداوار خام کی افزونی کا باعث ہونی ہی اور باوجود یکساں ہونے علم و ہنر کے بڑے مستاجر کو زمین سے اتنا عوض نہیں ملتا جتنا چھوٹے زمیندار یا چھوٹے مستاجر کو جو محنت کرنے کی غرض کافی رکھتا ہو ملا کرتا ہی اُسکا عوض گو کم ہوتا ہی مگر اُسکے ساتھ یہ بھی تو ہی کہ اُسکو نسبتاً کم محنت صرف کرنی پڑتی ہی اور چونکہ اُسکو اپنے مزدوروں کو اجرت دینی پڑتی ہی اس لیے وہ زیادہ مزدوروں سے کام نہیں لیتا ہرچند چھوٹے چھوٹے کھیتوں کے طریقہ کی صورت میں زمین سے زیادہ پیدا ہوتا ہی اور ہرچند وجہ صدر ایسے انتظام کی صورت میں ملک زیادہ آدمیوں کی پرورش کر سکتا ہی مگر انگلستان کے مصنف عموماً یہ بات فرض کر لیتے ہیں کہ بڑی پیداوار یعنی وہ فاضل مقدار پیداوار کی

جو بعد پرورش مزارع کے بیج رہتی ہی ایسے نظام کی حالت میں تھوڑی ہوتی ہی اور اس لئے تعداد اُن لوگوں کی جو کارہائے دستکاری و تجارت و جہاز رانی و حفاظت ملک و تعلیم و تدریس و نوشتہ خواند و مہمات ملکی و مالی وغیرہ کو انجام دیں اور جنگی پرورش کا حصہ اسی پس انداز پر ہی لامحالہ زیادہ نہیں ہوسکتی پس قطع نظر حالت سے کاشتکاروں کی مدینہ لامحالہ باعتبار ارکان اعظم سطوت و قوت ملکی کے اور بہت سی باتوں میں باعتبار فراغ بالی لوگوں کے کم مایہ ہوگا مگر واضح رہے ناظرین اوراق رہے کہ ان صاحبوں نے اِس امر کو بلا خوض کامل کے فرض کر لیا ہی اِس میں کچھ شبہ نہیں کہ کشتکاری کی چھوٹی میزبان کے طریقہ میں نسبت بڑی میزبان کے طریقہ کے مدینہ کی وہ آبادی جو کاشتکاروں کو مشتمل نہیں ہوتی آبادی سے کاشتکاروں کے کم ہوتی ہی مگر کم ہونا اُس کا بجائے خود یعنی بلا لحاظ نسبت کے نتیجہ لازمی نہیں ہی یعنی اگر مجموع آبادی کاشتکاروں اور غیر کاشتکاروں کا بڑا ہو تو ممکن ہی کہ وہ جزو اُس کا جو غیر کاشتکاروں کو مشتمل ہی باعتبار خود عدد میں بڑا ہو مگر باعتبار یعنی بمناسبت کل آبادی کے کم اگر خام پیداوار زیادہ ہو تو ہوسکتا ہی کہ ہکی پیداوار باعتبار خود زیادہ ہو مگر بمناسبت کل پیداوار کے کم باوجود اِس کے وینگ فیلڈ صاحب اِن دونوں تصورات کو کہ جداگانہ ہیں مخلوط کردیتے ہیں حساب کیا گیا ہے کہ ملک فرانس میں کل آبادی میں سے دو ثلث کاشتکار ہوتے ہیں اور انگلستان میں زیادہ سے زیادہ ایک ثلث اِس صورت میں چونکہ ملک فرانس میں دو کاشتکاروں کی محنت سے صرف تین آدمیوں کی غذا طیار ہوتی ہی اور انگلستان میں اُنہیں دو کی محنت سے چھ آدمیوں کی اِس سے وینگ فیلڈ صاحب یہہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ کشتکاری انگلستان کی بہ نسبت کشتکاری ملک فرانس کی اِس وجہ سے دو چند پیدا کرتی ہی کہ عمل باتفاق یعنی معرفت کے ذریعہ سے طریقہ مستحضر

میزان کبیر اپنے عمل میں زیادہ با اثر ہی لیکن اول تو ان واقعات کے بیان ہی میں مبالغہ ہی کیونکہ ملک انگلستان میں دو آدمیوں کی مسکنیت سے چھ آدمیوں کی غذا پیدا نہیں ہوتی یا بیوجہ کہ وہاں غیر ملکوں سے غلہ کچھ کم نہیں لایا جاتا اور ملک فرانس میں بھی دو آدمیوں کی مسکنیت تین آدمیوں کی غذا سے زیادہ پیدا کرتی ہی کیونکہ ان تین آدمیوں کی غذا کے علاوہ مسکنیت مذکور گاہ گاہ غیر ملکوں کے خرچ کے لیئے سن اور ریشم اور نیل اور تماکر اور شکر پیدا کرتی ہی اور یہہ اجناس انگلستان میں کلیہ غیر ملکوں سے لائی جاتی ہیں ملک فرانس میں چٹنی لکڑی عمارات وغیرہ کے کارخانوں میں صرف ہوتی ہی وہ اُسی ملک کی پیداوار ہوتی ہی بخلاف اس کے انگلستان میں وہ اور ملکوں سے لائی جاتی ہی ملک فرانس میں جو بڑی سے بڑی آگ جلانے کی چیز ہی اُس کا سرانجام کرنا اور فروخت کی جگہ تک پہنچانا کاشتکاروں کا کام ہی انگلستان میں جو آدمی اس کام کو انجام دینے ہیں وہ کاشتکاروں کے چرگہ میں داخل نہیں \*

مسود اوراق چوسوں اور آون وغیرہ اجناس کو حساب میں نہیں لیتا کیونکہ یہہ جنسیں درنوں ملکوں میں برابر پیدا ہوتی ہیں اور علیٰ ہذا القیاس شراب انگوری و برانڈی کو جو خود ملک فرانس کے اندرونی خرچ کے واسطے بفائی جاتی ہیں کیونکہ ان کے مقابل انگلستان میں بیو وغیرہ اقسام شرابوں کی اُسی غرض سے بفائی جاتی ہیں انگلستان سے وہاں کے خاص اقسام کی شرابوں کا نکال نہیں ہوتا بخلاف اس کے ملک فرانس سے شراب انگوری و برانڈی سارے ملکوں کو روے زمین کے برآمد کی جاتی ہی راقم پہلوں اور اندوں اور دیگر اجناس کا جو برآمد ہوتی ہیں ذکر نہیں کرتا مگر اس خیال سے کہ یہہ اسباب کمی ہوا غیر واجبی سندی تصور نہ کیئے جائیں ہم اُن سے قطع نظر کر کے صرف قول مذکور الصدر پر بحث کرتے ہیں یعنی فرض کرو کہ فی الحقیقت

انگلستان میں دو آدمی چھہ آدمیوں کی غذا پیدا کرتے ہیں اور ملک فرانس میں اسی کام کے انجام دینے کے واسطے چار آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے پس ہم پوچھتے ہیں کہ اس سے کیا بہہ امر لازم آتا ہے کہ انگلستان کو زیادہ پس انداز پر واسطے پرورش اُن لوگوں کے جو کاشتکار نہیں ہیں دست رس ہوگی جواب میں ہم کہتے ہیں کہ بہہ امر لازم نہیں آتا اسکا صرف بہہ نتیجہ ہو سکتا ہے کہ ملک کی کل پیداوار میں سے انگلستان اس کام میں بجائے ایک ٹلٹ کے دو ٹلٹ صرف کوسکتا ہے فرض کرو کہ ملک فرانس کی کل پیداوار انگلستان کی پیداوار سے دوگنی ہے تو ظاہر ہے کہ وہاں کی کل پیداوار کا پس انداز جو ایک ٹلٹ ہے انگلستان کی اس انداز کی مقدار میں کہ دو ٹلٹ ہی برابر ہوگا یعنی اگر کل پیداوار کو انگلستان کے نوے کے عدد سے تعبیر کریں تو ملک فرانس کی کل پیداوار ایک سو اسی ہوگی دو ٹلٹ نوے کا یعنی ساتھ ایکسہ آہی کے ایک ٹلٹ کے برابر ہے یعنی پس انداز دونوں ملک کا برابر ہوگا دونوں ملک کی پیداوار میں شاید دوئے کی نسبت نہو شاید صورت واقعی یہہ ہو کہ ملک فرانس میں بوجہ زیادتی چھہ و سعی کے جو وہاں کی کاشتکاری کے طریقہ میں کی جاتی ہے اتنی ہی زمین سے بارہ آدمیوں کی غذا پیدا ہوتی ہے جتنی زمین سے انگلستان میں چھہ آدمیوں کی اور جو نفس الامر میں ایسا ہوتا ہو تو گو ملک فرانس میں آٹھ آدمیوں کی محنت سے بارہ آدمیوں کی غذا پیدا ہوگی اور انگلستان میں دو آدمیوں کی محنت سے چھہ آدمی پرورش پائینگے تا ہم دونوں ملکوں میں تعداد اُن آدمیوں کی جو کھیتی نکریں اور اُڑ کاموں میں مصروف ہوں یکساں رہیگی راقم یہہ نہیں کہتا کہ صورت واقعی یہی ہے راقم جانتا ہے کہ باعتبار کل اوسط پیداوار فی بیگہ ملک فرانس کی بہ نسبت اوسط پیداوار فی بیگہ ملک انگلستان کے بہت کم ہے اور بمناسبت وسعت اور زر ریزی دونوں ملکوں کے انگلستان میں غیر کاشتکاروں



کی آبادی بہت زیادہ مگر بالتحقیق جو سادہ پیمانہ وینگ فیلڈ صاحب نے مقرر کیا ہے اُس سے اِس عدم مناسبت مقدار کا انداز نہیں کر سکتے یونائٹڈ سٹیٹس یعنی ممالک متفقہ امریکا میں حال کی خانہ شماری سے یہہ بات پائی گئی ہے کہ وہاں ہر پانچ گھروں میں آبادی کے چار گھر کاشتکاروں کے ہوتے ہیں پس اگر پیمانہ وینگ فیلڈ صاحب کا صحیح مانا جائے تو یہہ کہہ سکتے ہیں کہ ملک مذکور میں محنت کاشتکاری بمناسبت محنت کاشتکاری ملک فرانس کے اور بھی کم پیدا کرتی ہے \*

باعبار کل ملک کے فرانس کی کاشتکاری واقعی کچھ قدر غیر کامل ہے مگر اس میں کسی سبب خاص کو اتنا دخل نہیں ہے جتنا غالباً اِس امر کو کہ وہاں کے لوگوں کی لیاقت اور چستی کاروبار محنت کا اوسط کم ہے اور جو یہہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ کھیتوں کے بہت چھوٹا چھوٹا ہونے کو اُس میں کچھ قدر دخل ہے تو اِس سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ میزان صغیر کی مستاجری کا طریقہ سودمند نہیں ہے وہ صرف یہہ بات کہ ایک امر واقعی ہے ثابت کرتا ہے کہ ملک فرانس میں قطعات زمین کے جو مستاجروں کو دیئے جاتے ہیں بہت ہی چھوٹے ہوتے ہیں اور تعداد میں بے شمار اور متفرق و پربشائبہ اِبتک اِس امر کا تصفیہ نہیں ہوا کہ باعتبار پکی پیدوار کے بڑی یا چھوٹی میزان کا طریقہ مخصوصاً جب چھوٹا مستاجر ممالک زمین بھی ہو نافع ہے فی الحال اِس معاملہ کی نسبت معتبر اور مستند لوگوں کی رائے میں اختلاف ہے اہل انگلستان میزان کبیر کے طرفدار ہیں اہل فرانس و دیگر اقوام فرنگستانی کی رائے دوسرے طریقہ کے رجحان کی طرف جھکتی ہے پروفیسر رو صاحب کہ اہل فن میں سے بڑے نامی اور معتبر ہیں یہہ مسئلہ قائم کرتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے اوسط درجہ کے کھیتوں سے صرف پیدوار خام ہی زیادہ حاصل نہیں ہوتی بلکہ پکی پیدوار بھی زیادہ حاصل ہوتی ہے گو کہ اُن کے نزدیک ہونا کچھ قدر بڑے مالکان اراضی

کا واسطے جو روے کار لانے اصلاحوں کے ضروریات سے ہی مگر راقم کے نزدیک پیسی صاحب کی رائے اسباب میں بہت صائب اور متین ہی وہ ہمیشہ متعلق پکی پیداوار کے ارشاد کرتے ہیں کہ غلے اور چارہ کے لیئے بڑی میزبان نافع ہی اور چن چیزوں کے پیدا کرنے کے لیئے زیادہ محنت اور توجہ کرنی پڑتی ہی آفکی زراعت کی واسطے چھوٹی میزبان باعث انتفاع ہی اور ان چیزوں میں وہ سوائے انکور اور زیتون کے جنکے ایک ایک درخت پر محنت مزید کرنی پڑتی ہی بہت سی ترکاریوں کو مثل مٹر اور لوبیا اور آلو اور آدو اور ادرک وغیرہ کے اور ایسے نباتات کو جنسے مصالحہ دستکاری کا طیار ہوتا ہی داخل کرتے ہیں غرضکہ بموجب قول جمیع مصنفین کے چھوٹے چھوٹے کھیت واسطے بافراط پیدا کرنے چھوٹے چھوٹے اقسام پیداوار کشتکاری کے نافع ہیں یہ بات ظاہر ہی کہ جو محنت کرنے والا اپنی اور اپنے کنبے کی ضرورت سے زیادہ غذا زمین سے پیدا کرتا ہی وہ اُن لوگوں کی پرورش کے وسائل کی افزونی کا باعث ہوتا ہی جو کھیتی نہیں کرتے بالفرض جو اُس کی پیداوار کا پس انداز اتنا ہی ہو کہ اُس سے وہ صرف اپنے اور اپنے کنبے کے لیئے کھڑا بہم کرسکے تو بھی کھڑا بنانے والے جو مزارع نہیں ہیں اُس کی پیدا کی ہوئی غذا زائد سے پرورش پائینگے پس ہر کھیتی کرنے والا کنبہ جو اپنی حاجیات ضروری کا سامان پیدا کرتا ہی وہ پکی زراعتی پیداوار میں ملک کی افزونی کرتا ہی اور یہی ہی حال ہو آدمی کا جو اپنے وطن کی زمین پر محنت کرکے کچی پیداوار ملک میں بمناسبت اپنی کھائی ہوئی غذا کے زیادہ افزونی کرتا ہی اِس امر میں ہنوز جائے گفتگو ہی کہ آیا اُن اضلاع فرنگستانی میں بھی کہ جہاں اراضی بہت ہی چھوٹے حصوں میں تقسیم ہوئی ہی اور جہاں مالکان اراضی خود اپنی ذات سے کھیتی کرتے ہیں افزونی تعداد مزارع کی اوپر زمین مذکور کے اِس غایت کے قریب پہنچتی ہی یا نہیں قریب پہنچتا تو محال ہی یہہ کہیئے کہ ہنوز اُس سے کچھ قدر دور رہی ہی یا نہیں واسطے ثبوت اِس امر کے شہادت واقعی موجود ہی کہ ملک فرانس

میں جہاں سب مانتے ہیں کہ اراضی بہت ہی چھوٹے حصوں میں تقسیم ہوئی ہی کثرت مزارعین کے اس درجہ پر پہنچنے سے بہت بعید ہی کہ اُس کی جہت سے آبادی غیر مزارع کی پرورش کی استعداد میں کمی راہ پانے لگے اور یہہ امر ایک تو اس سے ثابت ہوتا ہی کہ ملک مذکور میں تعداد شہریوں کی بہت زیادہ ہوگئی ہی حتیٰ کہ حال میں افزونی شہری آبادی کی بمناسبت کل آبادی ملک کے کہیں زیادہ ہی چنانچہ سنہ ۱۸۵۱ع سے تا سنہ ۱۸۵۶ع جو افزونی آبادی کی شہر پیرس میں کہ دارالخلافہ ہی ہوئی ہی وہی تعداد میں کل افزونی سے آبادی سارے ملک کی کہیں زیادہ ہی اگر فارغ البالی میں شہریوں کے خلل نہ آنا ہو اور ظاہراً خلل کے راہ پانے کی کوئی وجہ بھی معلوم نہیں ہوتی تو اس کثرت افزونی سے صاف یہہ لازم آتا ہی کہ جو نسبتوں کے پیمانہ سے کہ غیر واجبی ہی اور برتنے کے قابل نہیں انداز کیا جائے تو بھی عمل کشتکاری میں قوت پیدا کرنے کی زیادہ ہوتی جانی ہی سوائے ازیں یہہ اور کافی شہادت ہی کہ زیادہ اصلاح پائے ہوئے اضلاع میں ملک فرانس کے اور اُن اضلاع میں جو کچھ روز ہوئے کہ غیر اصلاح پائے ہوئے تھے پیداوار ملک کی تصباتیوں کے خرچ میں بہت زیادہ صرف ہونے لگی ہی \*

اس امر کے ذہن نشین ہونے کی جہت سے کہ جو خطائیں مصنفان عام سیاست مدنی سے سرزد ہوتی ہیں اُن میں سے مبالغہ اور ادعا بلا اثبات اسے قبیح ہیں کہ اُن سے بہت بچنا چاہیئے راقم نے اوایل کے نسخہ میں اس کذابا کے اُسی بیچ بیچ کے بیان پر قناعت کی جو اوپر ہوچکا ہی راقم کو اُس زمانہ میں یہہ معلوم نہ تھا کہ بلا تجاوز کرنے کے روداد واقعی سے اسباب میں زیادہ سنگین طریق سے گنتگو کرسکتے ہیں اور کہ نفس الامر میں فن کشتکاری کے اندر ملک فرانس میں میرے بیان سے کہیں زیادہ ترقی ہوچکی ہی \*

از روے اُس تحقیقات کے جو موسیرولی اونس صاحب نے حسب  
ایمے جلسہ علمائے سیاست مدنی و علم اخلاق ملکہ فرانس کے  
فرمائی ہی یہہ اُس ثابت ہوا کہ بعد غدر سنہ ۱۷۸۹ع کے ملک فرانس  
میں مقدار زراعتی پیداوار اور اُجرت اور نفع کی دوگنی ہوگئی ہی اور  
زمین کا لگان تو دوچند سے بھی کہیں زیادہ ہوگیا ہی اِس مستحق میں  
یہہ ہوا وصف ہی کہ جانب داری اُس کے پاس نہیں پہنکتی اور چونکہ  
وہ صرف اِسی امر کے اظہار میں سعی نہیں کرتا ہی کہ طریقہ فرانس کی  
کشتکاری کا کیا نتیجہ دے چکا ہی بلکہ اِس میں بھی کہ هنوز اُس کو  
کیا کچھ اور کرنا باقی رہا ہی اِس صورت میں اُس کی نسبت یہہ  
شک پیدا نہیں ہو سکتا ہی کہ وہ اپنے قول کو کہینچ کے قیام کرتا ہی  
صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ واسطے تردد میں لانے پچاس لاکھ ایکڑ  
اقتادہ زمین کے اور کم کرنے مقدار بنجر زمین کے بقدر نصف اور دوگنا  
کرنے مقدار زراعتی پیداوار کے اور بڑھانے آبادی کے بشرح فیصدی تیس  
نعر اور دو چند کرنے اُجرت کے اور قہائی گنا کرنے لگان زمین کے ہمکو  
۷۰ ہوس لگے اِس حساب سے ہمکو ابھی اور پچتر برس تک انتظار کرنا  
چاہیئے تاکہ ہم اُس درجہ پر پہنچیں جہاں انگلستانی\* فی الحال  
پہنچ چکے ہیں \*

بعد سننے اِس شہادت کے کون کہہ سکتا ہی کہ چھوٹی جائدادوں  
اور چھوٹے کھیتوں کے طریقہ کی صورت میں زراعت کے کام میں اصلاح  
فرہم ہو سکتی البتہ صرف اتنی بات تنقیح طلب رہی کہ بڑی اور چھوٹی  
میزان کے طریقہ میں سے کس طریقہ کے اندر اصلاح جلد اور بہت ہوتی  
ہی اور جو دونوں طریقوں سے بخوبی واقف ہیں اُن کی عموماً یہہ رائے  
ہی کہ ترقی اُسی صورت میں بہت ہوتی ہی کہ اِن دونوں طریقوں کے  
میل اور اختلاط واجبی سے کار روائی کیجائے \*

اِس باب میں ہم نے چھوٹی اور بڑی میزان پر زراعت کے صرف  
باعتماد پیدایش اور ہا اثر ہوجانے محنت کے نظر ڈالی ہی کسی اور

مقام پر پھر اُن کی طرف ترجیحہ کرینگے اور بتلائینگے کہ اُن کو تقسیم پیداوار اور بھہود میں کاشتکاروں کے کیا دخل ہی اور اِس لحاظ میں وہ اِسکے مستحق نہیں کہ اُنہو' خصوص اور فکر کامل کی جائے \*

## باب دہم

### در باب قوانین افزائشِ محصولات کے

۱۔ جمیع عاملان یا لوازمِ پیدایش کی کیفیت کو ہم نے یہاں تک الگ الگ بیان کیا ہی اور یہہ بھی بتلا دیا ہی کہ اِن مختلف عاملوں کی قوتِ عملیہ کن وسایل سے تقویت پاتی ہی تاکہ بیانِ جمیع امور کا جو عملِ پیدایش سے تعلق خاص رکھتے ہیں ختم ہو جائے ہمکو ابھی ایک اور امرِ فحیم بیان کرنا باقی رہا ہی \*

واضح ہو کہ پیدایش ایک شی قائم نہیں ہی بلکہ وہ ایک ایسی شے ہی کہ جس میں روز بروز افزونی ہوتی ہی اگر بوجہہ بُرے ہونے قوانینِ ملکی اور کامل نہونے فنونِ معاش کے مزاحمت نہو تو پیداوارِ محصولات کا میلان ہمیشہ افزونی کی طرف ہوتا ہی اور اِس میلانِ افزونی کی تقویت کچھہ صرف اسی جہت سے نہیں ہوتی کہ پیدا کرنے والے اپنے وسایلِ عیش و آرام کے بڑھانے کی خواہش رکھتے ہیں بلکہ بوجہہ افزونی تعدادِ صرف کرنے والوں اشیاءِ مصنوعی کے علمِ سیاستِ مدرنی میں کوئی اور امرِ اِس سے زیادہ فحیم نہیں ہی کہ اُس قانون کی تلاش کیجائے جسپر یہہ افزونی پیدایش کی موقوف ہی اور اُن قیود کو تحقیق کیا جائے جنکی افزونی مذکورِ بایند ہی اور یہہ بھی دریافت کیا جائے کہ عملِ درآمد میں اِس افزونی کے کچھہ حدودِ معین ہیں یا نہیں اور اگر ہیں تو وہ کیا ہیں سیاستِ مدرنی کے مقدمات میں سے یہی مقدمہ ایسا ہی کہ اُس کو عوام کم سمجھتے ہیں اور جو غلطی اُس میں سرزد ہو جاتی ہی وہ آخر کو بڑی خرابی پیدا کرتی ہی \*

ہم اردو بیان کر آئے ہیں کہ ضروری لوازم پیدائش تین ہیں یعنی  
 محنت راس المال اور عاملان طبیعی راس المال اُن جمیع لوازم بیرونی  
 اور مادی کو حادی ہی جو ثمرہ محنت ہیں اور عاملان طبیعی اُن  
 لوازم کو جو ثمرہ محنت نہیں مگر عاملان طبیعی میں سے ہمکو انہیں  
 حساب میں نہ لینا چاہیئے جو بوجہ ہونے کے مقدار میں غیر محدود  
 اور نہ آسکنے قبضہ میں کسی شخص خاص کے اور نہ تغیر پانے کے صفات  
 میں ہمیشہ واسطے برابر مدد دینے عمل پیدائش کے جو کسی میزان پر  
 بھی انجام دیا جائے آمادہ ہوں مثل ہوا اور روشنی آفتاب چونکہ اب ہم  
 اُن امور کی تحقیق کرتے ہیں جو ہارج پیدائش ہیں نہ اُن کی جو  
 مدد ہیں اِس لیے ہمکو بجز اُن عاملان طبیعی کے اور کسی کی طرف  
 اشارت نہ کرنی چاہیئے جنکی مقدار یا جنکی قوت پیدائش میں احتمال  
 نقصان ہو اور یہ سب نام سے زمین کے موصوم ہو سکتے ہیں جب زمین  
 کو فقط اُس کے معنی متعارف میں مختزن پیداوار کشتکاری تصور کرتے  
 ہیں تب بھی وہ اُن جمیع عاملان طبیعی میں سے سب سے بڑی عامل  
 ہی اور جو اُس کے معنی کو وسعت دی جائے اور اُس کے مفہوم میں  
 جمیع معدنیات کی کانوں اور مچھلیوں کی شکار گاہوں کو داخل کر لیا جائے  
 یعنی جو کچھ اُسکی سطح پر پیدا ہوتا ہی اور اُسکے جرم کے اندر سے  
 نکلتا ہی اور ہائی میں جو کہیں کہیں اُسکو دھکے ہوئے ہی ملتا ہی  
 اِن سب کو جو پیداوار زمین قرار دے لیں تو زمین کی مفہوم  
 میں وہ سب چیزیں داخل ہو جائیں گی جن سے فی الحال ہماری  
 غرض متعلق ہی پس بلا زیادہ کہینچا تانی کرنے کے معنی الفاظ میل ہم  
 کہہ سکتے ہیں کہ محنت اور راس المال اور زمین لوازم پیدائش ہیں  
 اور افزونی پیدائش کی انہیں کے خواص و صفات پر موقوف یہہ افزونی  
 یا تو خورد انہیں تینوں چیزوں کی افزونی مقدار کا نتیجہ ہوتی ہی یا  
 اُنکے پیدا کرنیکی فوٹ کی افزونی کا پس فانون افزایش پیدائش لامحالہ

نتیجہ ہونا چاہیئے انہیں تینوں چیزوں کے قوانین کا اور افزائش پیداہش کی حدود بھی کہ وہ کچھ ہی ہوں انہیں قوانین سے قائم ہونگی اب ہم ان تینوں چیزوں کا ذکر علی الترتیب متعلق قانون افزونی پیداہش کے کرینگے یعنی قانون مذکور کی کیفیت کو باعتبار اُسکے انحصار کے اوپر محنت اور اس المال اور زمین کے علی الترتیب بیان کرینگے \*

۲ افزوں ہونا محنت کا حقیقت میں افزوں ہونا آبادی کا ہی قوت تکثیر جو جمیع موجودات ذی حیات کی ذات میں وجود رکھتی ہے اُسکو غیر محدود تصور کر سکتے ہیں حیوانات اور نباتات کے انواع میں سے کوئی نوع ایسی نہیں ہی کہ اگر کل روے زمین اُسکے اور اُسکی غذا کے لیئے وقف کیجائے تو کچھ زمانہ میں وہ ایسے سارے قطعات کو زمین کے اپنے وجود سے نہ بھر دے جنکی آب و ہوا اُسکی نشو و نما کے لیئے سازگار ہو البتہ اس سرعت تکثیر کے مدارج مختلف قسم کی موجودات میں مختلف ہیں مگر ہر قسم میں سرعت تکثیر اُسقدر ہی کہ وہ واسطے بھر دینے روے زمین کے تھوڑی ہی مدت میں کافی ہی نباتات کی اقسام میں سے بہت سی قسمیں ایسی ہیں کہ اُن کا ایک ہی درخت ایک سال میں ہزار درخت کا تخم پیدا کرنا ہی اگر ان میں سے فقط دو ہی بیج پختگی پر آکر نشو و نما پائیں تو چودہ سال میں ان بیجوں سے سولہ ہزار اور کچھ زیادہ درخت ہو جائینگے اگر تعداد حیوانات کی مدت ایک سال میں چوگنی ہو جایا کرے تو یہہ باروری درجہ اعتدال سے زیادہ تصور نہیں ہو سکتی تاہم جو تعداد مذکور صرف پچاس سال میں چوگنی ہو تو بھی دس ہزار حیوان دو سو برس کی مدت میں بڑھتے بڑھتے تعداد میں پچیس لاکھ سے بھی کچھ اور زیادہ ہو جائینگے پس لامحالہ افزونی ضرب کے سلسلہ میں بڑھتی جاتی ہی نسبت عددی صرف مختلف ہی اس خاصہ موجودات ذی اعضا سے نوع انسانی مستثنی نہیں ہی اُسکی قوت افزائش غیر محدود ہی اور جو یہہ قوت اپنا

کامل عمل کرے تو اُسکی توفیر اُس سرعت سے ہو کہ باعث استعجاب ہو جائے باوجود اِسکے کہ یہہ قوت کبھی اپنا عمل کامل نہیں کرنے پاتی تاہم صورت حال سارکار میں جو اِس امر کو مشتمل ہی کہ زمین زرخیز ہو اور مردمان معتمدی اور دانشمند اُسپر بستے ہوں آبادی بلا لحاظ اُن لوگوں کے جو غیر ملک سے آکر آباد ہوتے ہیں کئی پشتوں تک تخمیناً بیس سال میں برابر درگنی ہو جانی ہی جہاں کی آب و ہوا موافق ہوتی ہی اور جہاں اوایل عمر میں کنکھا ہونے لگی رسم جاری ہی وہاں دیکھیئے کہ ایک ہی کنبے میں کنبے زیادہ بچے پیدا ہوتے ہیں اور محال کی حالت میں علم حفظ صحت کی بصورت ہونے آب و ہوائے موافق اور مہیا ہونے وسائل معاش کے اِن بچوں میں سے کتنے کم قبل از پہنچنے سن بلوغ کے ضایع ہوتے ہیں اِن امور پر نظر کرنے سے اظہر ہی کہ نوع انسانی میں استعداد افزائش اندازہ مذکور الصدر سے بھی زیادہ ہی اور جو ہم صرف یہہ فرض کریں کہ جس مقام میں حفظ صحت کا اچھا بندوبست ہوتا ہی وہاں ہر پشت کے آدمیوں کی تعداد تعداد سے پشت پیوستہ کے در چند ہوئی ہی تو یہہ اندازہ بھی استعداد افزائش کا بہت ہی کم ہوگا بیس تیس ہوس ہوئے کہ اِن تضییوں کے قائم کرنے کے لیئے ضرورت پیش کرنے دلیلوں اور مثالوں کی تھی مگر بوجہ اہنی راستی اور استقامت کے وہ جمیع حاجتوں اور اعتراضوں پر غالب آئے اور اِس زمانہ میں تو اُنکو مسائل بدیہی میں داخل کوسکتے ہیں گو کہ بہ ارادہ نہ تسلیم کرنے اُن کی صداقت کے گاہ گاہ نئے نئے قیاس متعلق قانون افزائش گہرے جاتے ہیں مگر یہہ قیاس دیر پا نہیں اور اُنکو عوام الناس جلد بھول جاتے ہیں اسمعاملہ کی حقیقت واقعی کے سمجھنے لیئے میں کچھ اِن قیاسوں کے سبب سے دقت اور مشکل پیش نہیں آتی بلکہ بسبب نہ سمجھنے اُن اسباب کے بہ صفائی تمام جنکے اثر سے مسا اوقات اکثر مقاموں میں افزونی حقوقی نوع انسانی کے بہ نسبت اُسکی استعداد کی بہت کم ہر روز کار آئی ہی \*



۳ گور تفہیم میں ان اسباب کے الجھاؤ ہو تاہم وہ بعید النہم اور مستتر نہیں کیا سبب ہی کہ نسل خرگوشوں کی ساری سطح کو روے زمیں کے اپنے وجود سے نہیں بھر دیتی اس کا سبب کچھ فقدان قوت تولید نہیں ہی بلکہ اس سے بالکل مختلف یعنی کثرت عدد اور نہونا غذا کا کافی کا یعنی نہرکھنا خوراک کا بقدر ضرورت اور بن جانا غذا اوروں کا نسل انسانی کو عموماً اس آفت نانی سے محفوظ ہی مگر آسکے عوض میں آفات عوارض جسمانی اور کشت و خون جنگ پیکار اس کے پیچھے لگے ہیں اگر افزایش انسان کی مثل افزایش دیگر حیوانات کے فقط تقاضے شہوت نفسانی پر مآل اندیشی جس کے نزدیک ہرگز نہیں پھٹکتی مہنی ہوتی تو اس کے محدود ہونے کا بھی طریق ہوتا جو دیگر حیوانات کی افزایش کے محدود ہونے کا ہی یعنی اولاد تو بمقدار قوت جسمانی انسان کے پیدا ہوتی اور اموات سے آبادی کی افزایش رکی رہتی مگر افعال میں انسان کے تھوڑا بہت مآل اندیشی اور دور بینی کو دخل ہوتا ہی اور یہی سبب ہی کہ وہ مثل دیگر حیوانات کے اپنی نسل نہیں بڑھاتا ہر شخص بہ تفاوت مدارج بتقاضے حزم اور دوراندیشی اور بتکریک درد مندی و خدا ترسی وجود میں لانے سے ایسی اولاد کے باز رہتا ہی جو بوجہ مصیبت و فقدان معاش صرف اس لیئے وجود پائیں کہ قبل از وقت طعمہ اجل بنیں جس انداز سے انسان منزل حیوانیت سے درجہ اعلیٰ پر چڑھتا جاتا ہی اسی انداز سے افزایش آبادی کی بوجہ خوف احتیاج احتمالی رکتی ہی اور جن صورتوں میں بھوکا مرنے کا خوف نہیں ہوتا ان میں بھی اکثر آدمی بایں خوف تامل و تناسل سے باز رہتے ہیں کہ مبادا ہماری حیثیت ظاہری بکترجائے اب تک سوائے ان دوسببوں مذکور الصدر کے کوئی اور ایسا سبب قوی تحقیق نہیں ہوا جو عموماً نوع انسانی کی میلان افزایش کو روکے غربا اور اوسط درجہ کے لوگوں میں سے اکثروں کا یہہ

شیوہ ہی کہ جب کوئی بیرونی روک نہیں ہوتی اوایل عمر میں کٹنڈا ہوتے ہیں اور نسل کو بڑھاتے ہیں مگر وہیں تک کہ معاش کی جس حیثیت میں وہ خود پیدا ہوئے ہیں یا جس کو وہ اپنے رتبہ کے لائق جانتے ہیں اُس میں بسر کرسکیں یعنی تامل اور تفاسل کو اپنی حیثیت سے زیادہ بڑھنے نہیں دیتے اور اوسط درجہ کے آدمیوں میں سے بعض بعض اِس خیال سے کہ اپنی حیثیت و طریقہ معاش کو بہتر کریں اور بھی تامل اور تفاسل سے کھچے رہتے ہیں مگر ایسی خواہش مزدوروں کی جماعت میں بہت کم وجود رکھتی ہی اگر اُن میں اتنی گنجائش ہو کہ جس حالت، معیشت میں اُنہوں نے پرورش پائی ہی اُسی میں وہ اپنے عیال و اطفال کی پرورش کرسکیں تو اُن میں کے دور اندیش بھی اس حالت پر قانع ہوکر تامل و تفاسل اختیار کرتے ہیں اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ اُنکو اِس بات کا بھی پس و پیش نہیں ہوتا فقط قسمت پر بھروسہ کرتے ہیں یا یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اگر تنگی ہوگی تو خیرات سے پیمت بھولینگے مدینہ کے زوال کی حالت میں مثل اُس حالت کے جس میں فونگلستان زمانہ اوسط میں تھا اور بہت سے حصص میں ملک ایشیا کے فی الحال گرسنگی کی چہت سے آبادی میں افزائش نہیں ہونے پائی معمولی سالوں میں آدمی بھرکے نہیں مرتے بلکہ خشک سالی اور گرانی میں اور ایسے زمانے اُن حالتوں میں مدینہ کے اکثر واقع ہوتے ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں ایسے زمانوں میں بہت سے آدمی بوجہ نہ میسر آنے غذا اور لحقوق عوارض جسمانی کے جو فقدان غذا کی چہت سے پیدا ہوتے ہیں موجاتے ہیں اور اُس کے بعد چند اچھے سالوں میں پھر آبادی بڑھنی ہی اور پھر اُسی عذاب سے اُسکا دسواں حصہ تخریباً تلف ہو جاتا ہی جہاں مدینہ نسبتاً بہتر حال میں ہوتا ہی وہاں غربا میں سے شاید چند ہی ایسے ہونگے کہ چنکے پاس وجہہ معاش بقدر سد رمق ہو ایسے مدینوں میں آبادی کی

انفرایش کثرت اموات سے نہیں رکھتی بلکہ قلت تولید سے اور قلت تولید کئی طریق سے بڑھے کار آئی ہی بعض ملکوں میں تو وہ اس کا نتیجہ ہوتی ہی کہ وہاں کے آدمی براہ دور اندیشی اپنے نفس کو روکتے ہیں اور لذات شہوانی سے پرہیز کرتے ہیں محنت مزدوری کرنے والے ایک خاص حالت میں بسر اوقات کے عادی ہوتے ہیں وہ دیکھ لیتے ہیں کہ اہل و عیال کی کثرت کی جہت سے وہ اُس حالت سے بدتر حالت میں ہو جائینگے یا اُن کی اولاد اُن کی حالت میں بسر نکرسکیگی اور اِس لیے وہ اِس بدتر حالت میں گرفتار ہو کر قبول نہیں کرتے ناروے اور سوئیٹزرلینڈ ایسے ملک ہیں کہ وہاں کے باشندے مدت دراز سے اِس دور اندیشی اور نفس کشی کے عادی ہیں اُن دنوں ملکوں میں آبادی بہت کم ہوتی ہی اور اُس کی افزائی میں رکارت کچھ کثرت اموات سے نہیں ہوتی بلکہ قلت تولید سے وہاں تولید اور اموات دونوں نسبتاً آبادی کے بہت کم ہیں فرنگستان میں اوسط زمانہ حیات کا اور سب ملکوں سے زیادہ ہی یہاں کی آبادی میں تعداد بچوں کی کم اور تعداد جوانان چاق اور تندرست کی بہ نسبت تعداد جوانان چاق اور تندرست دیگر بلاد روے زمین کے کہیں زیادہ بوجہ قلت تولید آدمیوں کے مدت عمر طویل ہوتی ہی کیونکہ وہ فارغ البال اور اِس لیے صرفہ الحال ہوتے ہیں جس دور اندیشی سے اسباب افلاس سے کفارہ کشی کی جاتی ہی وہی دور اندیشی بلاشبہ اِس کے بھی مقتضی ہوتی ہی کہ اسباب عوارض جسمانی سے پرہیز کیا جائے اور یہ بھی بیان کرنے کے لائق ہی کہ یہی دنوں ملک مذکور الصدر جو دور اندیشی اور عاقبت بینی کے لیے ممتاز ہیں وہی اسلئے بھی مشہور ہیں کہ وہاں کے زمیندار چھوٹی چھوٹی جائدادوں کے مالک ہیں بعض صورتیں ایسی بھی ہیں کہ اہل ہمدینہ بذات خود شاید کار بند دور اندیشی اور احتیاط نہیں کرتے مگر سرکار اُن کی طرف سے بنظر دور اندیشی اور عاقبت بینی یہ قاعدہ جاری

گردیتی ہی کہ جب تک زن و مرد یہہ ثابت نہ کریں کہ وہ بے آسائشی و آسودگی بسر کر سکیں گے تب تک بدوند مناکحت انہیں نہ ہونے پائے۔ مذکور ہی کہ ایسے قوانین کے مناکحت اہل مدینہ اچھی حالت میں بسر کرتے ہیں اور اولاد حرام کی بھی اُنہی کثرت نہیں ہوتی جتنی کی توقع ہوسکتی ہی بعض مقاموں میں پڑھیزگاری افران کی آبادی کی افزایش کے روکنے میں اُنہی با اثر نہیں ہوتی جتنی کوئی عادت عام یا شاید کوئی عادت خاص اہل ملک کی \*

آٹھارہویں صدی سنہ عیسوی میں انگلستان کے کرسائی پرگنات میں افزایش آبادی کی اس سبب سے بطریق کامل رکھی رہی کہ وہاں کے کشنکاروں کو مکان رہنے کے واسطے نہیں ملتے تھے اُس زمانہ میں ان پرگنات کے اندر یہہ رسم جاری تھی کہ ناکتندوں مزدور اپنے آقا کے ساتھ رہتے اور کھانا کھاتے فقط مزدوران کتندوں قریات میں مکان بڑا کر بستے اور چونکہ قوانین مساکین کے عمل در آمد کی جہت سے ہر اہل محلہ پر فرض تھا کہ اپنے محلہ کے محتاجان بیکار کی پرورش کرے اِس لیے اہل چنڈاد ترویج میں رسم کتندائی کے سنگ رُہا ہوتے آٹھارہویں صدی کے ختمہ پر جب لڑائیوں اور دستکاریوں کے انجام دینے کے لیے آدمیوں کی ضرورت پیش آئی اُسوقت بوہانا آبادی کا حب الوطنی میں داخل ہوا اور اُسی زمانہ میں چونکہ مستاجران زمین کو یہہ منظور ہوا کہ ہم بھی مثل اہل دولت کے بسر کریں اور چند سال کی ارزانی متواترہ نے اِس خواہش کی تقویت کی اِس لیے اُنہوں نے اپنے مزدوروں کو اپنے پاس سے دور پھینکا چاہا اور مساکین کے قوانین کی تعمیل میں جو بددیانتی برروے کار آنے لگی اِس لیے بخیمال کفایت روپیہ کے اُنہوں نے اپنے مزدوروں کو قریات میں بھیجنا شروع کیا اور زمینداروں نے بھی اِس امر کی اجازت دی کہ یہہ لوگ قریات میں مکان بنائیں بعض ملکوں میں یہہ رسم ہی کہ جب

تک لڑکیاں اپنے ہاتھ کی سعی سے بذریعہ فائنے اور بننے کے سامان چھڑ  
یہ مقدار کافی طیار نکولیں شادی نکریں اور مذکور ہی کہ اس رسم نے ملک ہائے  
مسطور میں افزایش آبادی کو بہت روکا فی الحال انگلستان میں دور  
اندیشی کا اثر افزایش آبادی کے روکنے میں اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ  
جس زمانہ میں تجارت کی کساد بازاری ہوتی ہی اس زمانہ میں  
ایسے پرگنائے کے اندر کہ جہاں دستکار حرقوں کو انجام دیتے ہیں  
کتحدائی کی شادیاں بہت کم ہوتی ہیں آبادی میں افزونی بمقدار  
قلیل ہونے کے کچھ ہی اسباب ہوں مگر یہہ ثابت ہی کہ جب تامل  
اور تناسل سے باز رہنے کے اسباب میں کمی راہ پاتی ہی افزایش فوراً  
سریع ہونے لگتی ہی ایسا بہت کم اتفاق ہوتا ہی کہ جو مزدوروں کی  
حالت معیشت میں اصلاح کی جائے تو انکو بجز چند روز کی آسودگی  
کے کوئی اور نفع پہونچے یہہ آسودگی چندھی روز میں بوجہ افزوں  
ہوجانے انکی تعداد کے معدوم ہوجاتی ہی مزدوروں کو جب آسودگی  
حاصل ہوتی ہی تو وہ اس سے عموماً اس طریق سے تمتع اُٹھاتے ہیں کہ  
لامحالہ آبادی زیادہ ہوجائے اور اس لیئے نئی نسل کو وہ آسودگی حاصل  
نہیں رہتی \*

جب تک یا تو بذریعہ تعلیم و تہذیب اور یا عادت ڈالنے اس امر  
کے کہ بہتر طریق سے باسایش بسر کیا کریں مزدوروں کو یہہ نہ سکھایا جائے  
کہ مرفع الحالی سے بہ بہترین طریق فائدہ اُٹھائیں تب تک ممکن نہیں  
کہ ان کے حق میں کوئی اصلاح دایمی کی جائے نہایت پر امید تدبیریں  
صرف یہہ نتیجہ دیتی ہیں کہ تعداد آدمیوں کی زیادہ ہوجاتی ہی مگر  
انکی آسودگی اور فارغ البالی میں کچھ اصلاح نہیں ہوتی جتنی ترقی  
علم اور تہذیب میں بروزے کار آئی ہی اتنا ہی طریق معیشت بہتر  
ہوتا جانا ہی اور کچھ شبہہ نہیں ہی کہ فرنگستان غربی میں یہہ  
طریق روز بروز گہ بتدریج بہتر ہوتا جانا ہی غذا اور چاکری کی جستجو

گھوٹ چالیس سال گذشتہ میں ہوئی ہی اُس قدر پہلے کہی نہیں ہوئی تھی مگر سنہ ۱۸۲۱ ع سے ہر بار کی خانہ شماری سے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ ہر سال نسبت سال بدوستہ کے افزایش آبادی کی کم ہوتی ہی ملک فرانس میں پیداوار کشتکاری اور محنت روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہی مگر ہر پانچویں سال کی خانہ شماری سے یہ بات پائی جاتی ہی کہ کل آبادی کی نسبت سے تولید کم ہوتی ہی \*

معاملہ آبادی کا متعلق حالت معیشت مزدوروں کے دوسرے مقام پر شرح و بسط سے بیان کیا جائیگا یہاں ہسکو اُس سے صرف اتنی غرض ہی کہ اسباب پیدایش میں سے وہ بھی ایک سبب ہی اور اِس اعتبار میں ہسکو اِس بات کا ظاہر کرنا لازم آیا کہ آبادی میں قوت افزایش بے حد و غیر نہایت ہی اور اُن اسباب کو بھی بیان کرنا پڑا جنکے سبب سے صرف ایک جزو قلیل اِس قوت کا عموماً اپنا عمل کرنے پاتا ہی اِس مختصر بیان سے قوت افزایش آبادی اور اسباب مذکورالصدر کے فراغت پاوے اب ہم باقی لوازم پیدایش کے بیان کی طرف توجہ کرتے ہیں \*

## باب یازدہم

### در باب قانون افزایش راس المال کے

”محنت اور راس المال اور زمین لوازم پیدایش ہیں باب ماسبق میں ہم یہ امر دریافت کرچکے کہ اِن لوازم کے دکن اول سے موانع افزونی پیدایش وجود نہیں پاتے یعنی محنت کی طرف سے کوئی مانع افزونی پیدایش کہ کتنی ہی وسیع اور سریع ہو وجود نہیں رکھتا آبادی میں یہ قوت ہی کہ برابر و بسرعت سلسلہ ضرب میں بڑھتی جاتی ہی اگر پیدایش کا حصر صرف محنت پر ہوتا تو پیداوار بھی اُسی نسبت سے بڑھتی جس نسبت سے کہ آبادی بڑھ کر تی ہی اور جب تک بوجہ باقی نوہنے زمین کے تعداد نوع انسانی کی قائم نہولیتی تب تک

اُسکی افزونی کسی حد سے محدود نہ تھی مگر محنت کے علاوہ پیدائش کے اور بھی لوازم ہیں اور انہیں سے جس قدر فی الحال اس باب میں بحث کی جائے گی وہ اس المال ہی ظاہر ہی کہ کسی ملک خاص میں یا کل سطح پر روے زمین کے اُن کے آدمیوں سے زیادہ آدمی نہیں ہو سکتے جتنی پیدوار زمانہ سابق سے تا حاصل آنے پیدوار سال حال کے پرورش پاسکتے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہی کہ کسی ملک خاص یا کل دنیا میں اُن سے پیدا کرنے والے مزدوروں سے زیادہ مزدور نہ ہونگے جتنے کہ اُس حصہ سے پیدوار محنت زمانہ سابق کے پرورش پاسکتے ہیں جسکو مالکان پیداوار نے بغرض آئندہ کو انجام دلانے عماہائے پیدائش کے اپنے صرف سے بچایا اور جسکو اس المال کہتے ہیں اس لئے ہم کو اب اُن اسباب کو تحقیق کرنا چاہیئے جن پر افزونی اس المال کی موقوف ہی اور جن سے مرمت اُس افزونی کی متعین ہوتی ہی اور یہ بھی دریافت کرنا چاہیئے کہ اس افزونی کی حدود ضروری کیا ہی چونکہ سب اس المال پیداوار بچت ہوتا ہی یعنی نتیجہ اجتذاب کا صرف حالیہ سے بمراد فائدہ آئندہ کے پس اُسکی افزونی دو امر پر موقوف ہوگی یعنی ایک تو مقدار پر اُس ذخیرہ کے جس سے بچت کی جائے دوم قوت پر اُس میدانِ خاطر کے جو انسان کو بچا رکھنے یعنی پس انداز کرنے پر برانگیختہ کرتا ہی \*

ذخیرہ جسمیں سے پس انداز کر سکتے ہیں پیدوار محنت کا وہ حصہ فاضل ہوا کرتا ہی جو پیدوار مذکور سے بعد سر انجام کر دینے حاجات ضروری اُن جمیع اشخاص کے جو عمل پیدائش کے انجام دینے سے سرکار رکھتے ہیں باقی رہ جاتا ہی اور ان اشخاص میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو مصالحہ صرف شدہ کی تجدید اور اس المال مستقر کی مرمت کرتے ہیں کی صورت میں اس حصہ فاضل سے پیدوار محنت کے زیادہ پس انداز نہیں ہو سکتا ہر چند عمل درآمد میں اتنا بھی پس انداز نہیں ہونے پانا مگر اس قدر حصہ پیدوار کا پس انداز ہونا

ممکن ہی اسی ذخیرہ سے پیدا کرنے والوں کا سامان تعینش یعنی وہ سامان جو حاجات ضروریہ سے زیادہ اور اُن کے علاوہ ہوتا ہی سوانحجام پاتا ہی اُسی سے اُن لوگوں کی پرورش ہوتی ہی جو بذاتِ خود عمل پیدائش انجام نہیں دیتے اُسی مخزن سے راس المال میں افزایش کیجاتی ہی وہی گویا پکی پیدادار ملک کی ہوا کرتی ہی پکی پیدادار کے معنی اکثر وسیع نہیں لیئے جاتے اُس سے فقط وہ نفع اہل راس المال یا لگان مالک زمین اِس خیال سے مراد لہجائی ہی کہ راس المال کی پیدادار میں سوائے اُس شی کے کوئی اور شی داخل نہیں ہوسکتی جو مالک راس المال کو بعد مجزا دینے جمیع اخراجات کے باقی بیچ رہے مگر یہہ معنی ہرے تنگ ہیں کیونکہ مزدوروں کو کام سے لگانے والے کا راس المال مزدوروں کی آمدنی کا مخزن ہی اور جو یہہ آمدنی اُن کی حاجات ضروریہ کی مقدار سے زیادہ ہو تو حصہ فاضل کو اپنی آمدنی کے وہ لوگ یا تو فراہمی سامان تعینش میں صرف کرینگے یا اُس کو بچا رکھینگے پس واسطے ہر امر کے جسکے باب میں پکی پیدادار محنت کی بچت کی ضرورت پیش آتی ہی اِس حصہ فاضل کو بھی اُس میں شامل کرنا چاہیئے اور جب اُسکو شامل کرلیا جائیگا تبھی پکی پیدادار ملک کی اُسکی قوت عملی کا پیمانہ ہوسکیگی اسی مقدار کو خواہ سرکار خواہ اہل مدینہ کارہائے نفع عام کے انجام دلانے یا تعینش و کامرانی میں صرف کرسکتے ہیں مدینہ کی پیدادار میں سے یہی حصہ ایسا ہی کہ اُسکو جس طرح چاہو صرف کرو چاہے کھاؤ اوراؤ چاہے انتفاع آئندہ کے لیئے پس انداز کرو پس یہہ ذخیرہ یعنی یہہ پکی پیدادار یا یہہ فاضل حصہ پیدادار ملک کا جو بعد دفع کرنے حاجات ضروری اہل پیدائش کے بیچ رہنا ہی ایک رکن ہی اُن ارکان سے جو مقدار پس انداز کا تعین کرتے ہیں بعد پرورش اور ہوداخت محنت کرنے والوں کی محنت سے جتنی زیادہ پیدادار حاصل آئیگی اتنی زیادہ اُس انداز کرنے کے لیئے جنس موجوں ہوگی یہی امر کچھ قدر اِس بات



کی بھی اعانت کرتا ہی کہ کسقدر پس انداز کیا جائیگا اُمید حاصل کرنے آمدنی کی پس انداز کے ذریعہ سے ایک جزو ہی اُس غرض کا جو آدمی کو پس انداز کرنے پر آمادہ کرتی ہی یعنی جب راس المال پیدا یس کے عمل میں لگایا جاتا ہی وہ عمل کے پورا ہونے پر اپنی تجدید ہی نہیں کرتا بلکہ کچھ قدر اپنی مقدار میں افزونی کرتا ہی اور جسقدر یہہ افزونی یعنی نفع زیادہ ہوتا ہی اتنی ہی راس المال کے جمع کرنے کی غرض زیادہ ہوتی ہی جو شی پس انداز کرنے کی ترغیب کو مشتمل ہی وہ بلاشبہ اُس کل ذخیرہ کو مشتمل نہیں ہی جس سے پس انداز ہو سکتا ہی یعنی کل پکی پیداوار کو زمین اور راس المال اور محنت ملکی کے بلکہ اُس کے صرف ایک جزو کو جو اہل راس المال کا نفع ہوتا ہی اور جسکو اصطلاح میں اِس فن کے بونجی کا نفع کہتے ہیں پس اُن توضیحات کے مقابل جو بعد ازیں کیجائیگی یہہ امر باسانی ذہن میں آسکتا ہی کہ جب پیدا کرنے کی قوت محنت اور راس المال کی عموماً بڑی ہوگی تب غالب ہی کہ اہل راس المال کو بھی عوض زیادہ ملیگا اور عموماً کوئی نسبت جو گو ہمیشہ شاید ایک سی نہ رہی عوض محنت اور عوض میں راس المال کے قائم ہو جائیگی \*

۲ مگر معلوم رہے کہ پس انداز کرنے کی خواہش کلیہ خارجی ہوئے ترغیب یعنی مقدار پر اُس نفع کے موقوف نہیں ہوتی جو پس انداز مذکور سے حاصل ہو سکتا ہی ؛ ویکہ دیکھنے میں آتا ہی کہ باوجود یکساں ہونے ترغیب مذکور کے مختلف آدمیوں اور مختلف بستیوں میں مدارج اِس خواہش کے مختلف ہوتے ہیں مال جمع کرنے کی خواہش یا اثر اپنی قوت میں صرف بمناسبت اختلاف صفات ذاتی ہر متنفس کے ہی غیر مساوی نہیں ہوتی بلکہ بمناسبت حالت عامہ اہل مدینہ اور اُن کے علم و دانش کے مثال دیکر صفات اخلاقی کے وہ بھی ایک ایسی صفت ہی کہ اُس کے مدارج و مراتب نوع انسانی میں بمطابقت

اختلاف صورت حال اور درجے اُس کی ترقی کے مختلف ہوتے

ہیں \*

جن معاملات کی بحال تطویل اُس کتاب میں شرح و بسط سے تحقیقات کرنے کی گنجائش نہیں اُن کی نسبت بہت خوشی کا مقام ہی کہ ہم اور کتابوں کی طرف جن میں اُن کی کیفیت مفصل اور مشرح دج ہی اشارت کرسکتے ہیں مثلاً بمعاملہ آبادی یہہ خدمت مشہور اور نامی مصنف مالتھس صاحب نے اپنی کتاب سیاست مدنی میں انجام دی ہی جس معاملہ سے ہمارے حال کی بحث تعلق رکھتی ہی اُس کے باب میں ہم باعتبار تمام توجہ کو ناظرین اوراق کے ایک اور کذاب کی طرف جو گو اُنہی مشہور نہیں ہی معطف کوسکتے ہیں یعنی بطرف نئے اصول سیاست مدنی مولفہ رائی صاحب کے مؤلف کی نظر سے کسی اور کتاب میں تشریح اُن اسباب کی جن سے فراہمی اور اجتماع راس المال کا تعین ہوتا ہی اُنہی بسط سے نہیں گذری جتنی بسط سے کہ اس کذاب میں ہر قسم کا جمع کرنا مال کا اس کو مشتمل ہی کہ فلاح حالہ سے بحال فلاح آئندہ اجتناب کیا جارے مگر مصلحت ایسے اجتناب کی مختلف صورتوں میں مختلف ہوا کرتی ہی اور خوشی سے اجتناب کرنے کے مدارج اور بھی مختلف ہوتے ہیں مستقبل کو جب حال سے مقابل کیا جانا ہی تو بے ٹہنائی ہونا جمیع معاملات مستقبل کا ایک رکن اعظم ہو جائے ہی اور اس بے اعتباری کے مدارج مختلف ہوتے ہیں پس جمیع اسباب جو اس یقین کو بڑھائیں کہ جو بندرست ہم آگے کے لیئے کرتے ہیں اُس سے ہم اور ہمارے متوسل فائدہ اٹھائینگے وہ مال جمع کرنے کی خواہش با اثر کی قوت کو براہ راجہی زیادہ کرتے ہیں مثلاً آب و ہوائ سازگار یا تندرستی دینے والی صورت بوجہ افزوں کرنے احتمال درازی عمر کے خواہش مذکور کو بڑھاتی ہی چہ آدمی بیخطر شغلوں میں مصروف ہوتے

ہیں یا تندرستی بخشنے والے مقامات میں ہوں و باطن رکھتے ہیں تو وہ زیادہ جز رس اور کفایت شعار ہوتے ہیں بہ نسبت اُس زمانہ کے کہ شغلِ ہائے ہر خطر میں مصروف ہوں اور آب و ہوائے متخالف و مضر میں کہ باعثِ زوالِ حیات ہو تو طبع رکھے ہوں ملاح اور سپاہی فضولی کرتے ہیں اخراجات باشندگانِ ہند اور ریستِ ندیز و ندو اور لہنز کے بے اندازہ ہوتے ہیں اور جب بھی لوگ فرنگستان کے تندرستی دینے والے اضلاع میں آکر آباد ہوتے ہیں اور گردِ آبِ خوشِ رضعی اور میزِ اُمّشی میں نہیں پنہنتے تو وہ کفایت سے بسر کرنے لگتے ہیں جنگ و پیکار و امراض و بوائی کے زوال کے بعد جو جو برائیاں اور خرابیاں ظہور کرتی ہیں اُن میں فضولی اور عیاشی بھی داخل ہیں جو امرِ کار و بارِ مدینہ کو صورتِ قیام اور بیخطرگی کی دیتا ہی وہ انہیں سببوں کی چھت سے پس انداز کرنے کی خواہش کو تقویت دیتا ہی اس لحاظ میں اُمید کو قیام امنِ امن کے اور اچھے انتظام اور اجراءِ قوانین کو بہت دخل ہی جتنی امنیت اور بیخطرگی زیادہ ہوگی اتنی ہی خواہش پس انداز کرنے اور مالِ جمع کرنے کی اپنے عمل میں زیادہ با اثر ہوگی جہاں مال کی حفاظت کم ہوتی ہی اور ایسے انقلاب کے باعث زوالِ قیامت ہوں متواتر برروے کار آتے ہیں وہاں چند ہی آدمی پس انداز کرتے ہیں اور یہہ چند بھی جب تک اپنے راسِ المال سے زیادہ انتفاع حاصل کرنے کی اُمید نہیں رکھتے تب تک تعیشِ حالیہ سے بامید نفعِ موعودِ آئندہ باز نہیں رہتے یہہ ایسے خیالات ہیں کہ اُن سے مصلحتِ اس امر کی متاثر ہوتی ہی کہ آئندہ کے فائدہ کے لیے حال میں تعیش سے اجتناب کرنا چاہیئے نلاح اور تعیشِ حالیہ سے اجتناب کرنے کا میلان کلیہ اُس کی مصلحتِ یعنی مناسب ہونے پر موقوف نہیں کیونکہ کبھی تو وہ اُس حد سے کہیں کم اور کہیں اُس حد سے بدرجہہ زیادہ ہو جانا ہی جو عقلِ دور اندیش مقرر کرتی ہی ۔

دولت جمع کرنے کی خواہش کی قوت میں یا تو ہوجہ سوم تدبیر اور کوتاہ اندیشی کے کمی راہ پاتی ہی یا اس وجہ سے کہ دوسروں کے نفع و نقصان کا خیال نہیں ہوتا سوم تدبیر اور کوتاہ اندیشی اسباب عقلی اور اخلاقی پر مبنی ہوسکتی ہی جماعتوں کی جس افراد میں دانش و ذکا بہت ہی کم ہوتی ہی وہی ہمیشہ کوتاہ اندیش و بد تدبیر ہوتی ہیں تاکہ انسان کی قوت متخیلہ اور ارادہ پر خیال امور مستقبل اپنا کچھہ اثر پیدا کرے ضرور ہی کہ اُس کے قوائے عقلی نے کچھہ قدر نشو و نما پایا ہو جس قدر پس انداز فی الحال اس خیال سے جمع کیا جاتا ہی کہ اُس سے اوروں کو فائدہ حاصل ہو مثلاً واسطے تعلیم اور آسودگی اولاد کے یا واسطے آیندہ کی آسودگی رشتہ داروں کے یا واسطے تقویت دینے ایسے امور کے جن سے عوام یا خواص کا فائدہ ہو اگر اُس کی مقدار پر نظر کیجائے تو تسلیم کیا جائیگا کہ اوروں کے نفع و نقصان کے خیال کے نہونے کو اجتماع مال کی کمی میں بڑا دخل ہی اگر نوع انسانی کے دل کا عموماً وہی حال ہوتا جو کچھہ قدر رومیوں کا اُن کی سلطنت کے زوال کے زمانہ میں تھا یعنی جو وہ اپنے وارثوں و دوستوں و خویش و اقارب اور عوام الناس اور ایسی چیزوں کا جو اُن کے بعد باقی رہیں کچھہ بھی خیال اور فکر نہ رکھتے تو ظاہر ہی کہ وہ پس انداز کرنے کے خیال سے کسی بھی تعیش حالیہ سے باز نہوتے اور اپنی آمدنی سے صرف اُس قدر بچا رکھتے کہ واسطے اُن کی بسر آیندہ کے ضرور ہوتا اور اس پس انداز کو یا تو وہ خرید میں وظیفہ خیالی کے صرف کرتے یا کسی ایسے کلم میں لگاتے جس سے رقم مذکور اُن کی حیات تک قائم رہتی \*

۴ ان مختلف عقلی و اخلاقی اسباب کی جہت سے مختلف حصص میں نوع انسانی کے بمعاملہ مال جمع کرنے کی خواہش کی قوت کا اثر کے اُس اختلاف کی نسبت سے زیادہ بڑا اختلاف ہی جو عموماً

لوگوں نے بیان کیا ہے بہ نسبت اور اسباب کے جنگی طرف توجہ زیادہ مائل ہوتی ہے اس خواہش خاص کی کمی کو علم و دانشمندی کے پس پا رکھنے میں زیادہ دخل ہے مثلاً قوم شکاری کی صورت میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ آدمی بالضرور کوتاہ اندیش ہونکے اور اُن کو امور مستقبل کا خیال نہ ہوگا کیونکہ ایسی حالت کے اندر زمانہ استقبال میں کوئی شے اس طرح کی پیش نظر نہیں ہوتی جو صحت اور تصدیق کے ساتھ مشہور ہو یا جسکا ہندوبست ہوسکے علاوہ فقدان ایسی اغراض کے جو استعدادِ حالیہ کی استعانت سے لوگوں کی طبایع کو واسطے ہندوبست حاجات آئندہ کے رغبت دلائیں اُنہیں وہ عادتیں دیکھنے اور عمل کرنے کی وجہ نہیں رکھتیں جو نفسِ ناطقہ میں اُن امور بعیدہ کو پیوند دینے والے سلسلہ سے واقعات کے ربطِ دائمی دیتی ہیں پس اگر کافی غرضیں واسطے ظہور میں لانے اُس جہد و سعی کے پیدا بھی کیجائیں جو اس پیوند کے دینے کو واسطے درکار ہیں تو بھی ضرورت اُس تعلیم کی باقی رہتی ہے جسکے سبب سے نفسِ ناطقہ اِس نہج سے فکر و عمل کیا کرے کہ پیوند مذکور قائم ہو جائے مثلاً کنارہ پر دریائے سینٹ لارنس کے بہت سے چھوٹے چھوٹے گاؤں اصل باشندگان ملک کے موجود ہیں ان گاؤں کے گرد و پیش عموماً بہت سی زمیں واقع ہے جسپر سے ظاہراً مدتِ دراز سے جہازی پاک و صاف کی گئی ہے علاوہ اِس پاک و صاف کی ہوئی اراضی کے دیہات مذکور سے قطعات وسیع جنگلوں کے متعلق ہیں مگر صاف کی ہوئی زمیں پر کبھی تردد نہیں کیا جاتا اور نہ جنگلی قطعات کیطرف کبھی بارادہ کشتکاری رخ کیا جاتا ہے ازل تو زمیں خود ہی زرخیز ہی اور اگر زرخیز نہ تو بھی ان دیہاتیوں کے گھروں کے گرد و پیش کھاد کے انبار پڑے رکھتے ہیں اگر ہر کذبہ بعد احاطہ کر لینے کے ایک بیگہ بھی اِس زمیں کا جوتے بوئے اور اُس پر آو وغیرہ اچلائیں پیدا کرے تو اِس بیگہ بھر زمیں سے اتنی جنس پیدا ہو کہ چھ مہینے کے صرف کے لئے سارے کنبہ کے کدایت کرے

یہہ لوگ کبھی کبھی غایت احتیاج کی جہت سے تکلیف شدید اٹھاتے ہیں بلکہ اس احتیاج اور گاہ گاہ کی بے اعتدالی کے سبب سے ان کی تعداد گہٹتی جاتی ہی یہہ کالہی جو ہمکو باعث استعجاب ہوتی ہی کچھہ اس وجہہ سے وجود نہیں پاتی کہ ان لوگوں کو معذرت کرنے سے تنفر ہی بخلاف اس کے جب ان لوگوں کو جلد عرض ملنے کی توقع ہوتی ہی تو وہ کمال ہی سعی سے معذرت کرتے ہیں مثلاً علاوہ شغل خاص شکار کرنے اور مچھلی مارنے کے جسموں مصروف ہونے کو رہ ہمیشہ آمادہ رہتے ہیں یہہ لوگ دروازے مذکور پر کار ملاحی اور کشتی بانوں میں ہمہ تن سرگرم رہتے ہیں ان کو بڑی بڑی کشتیوں میں چڑھ مارتے اور بانس لکاتے دیکھا ہی بڑوں کو ایسے مقامات سے نکال لیجانے میں کہ جہاں دریا کی رو تیز ہوتی ہی انہیں لوگوں سے مدد لیجانا ہی اور نہ معذرت کشتکاری سے تنفر باعث امتناع زراعت ہی ان لوگوں میں بلاشبہ یہہ تعصب تو ہمے کورے تعصب دور ہو سکتے ہیں مگر اصول عمل پیدا نہیں ہو سکتی جب کشتکاری کی معذرت کا عوض جلد اور مقدار میں کثیر ملتا ہی تو یہہ لوگ کاشتکار بھی بنتجاتے ہیں چنانچہ بعضے چھوٹے جزائر بحر سینٹ فرانسس کے جو متصل سینٹ ریچس کے کہ جنہیں اصلی باشندے ملک کے بدن و باش رکھتے ہیں، واقع ہیں واسطے زراعت جوار ہاجرہ کے خصوصیت رکھتے ہیں اور اس قسم کا غلہ بمناسبت مقدار تخم کے اپنی مقدار میں سو گنا پیدا ہوتا ہی اور نیم ختم حالت میں بھی فایزہ کے ساتھ کھانے میں آتا ہی اور تغذیہ پہنچانا ہی اور اسی سبب سے یہہ لوگ ان جزائر کے بہترین قطعات ہر زمین کے ہر سال تردد کرتے ہیں اور چونکہ یہہ قطعات ایسے مقاموں پر واقع ہوتے ہیں کہ مویشی کو ان تک رسائی نہیں ہوتی اس لیے ان لوگوں کو حفاظت کے خیال سے قطعات مذکور کے گرد باز لگانے کی ضرورت نہیں پڑتی اور جو بلز لگانیکے خچہ کی ضرورت پدش آئے تو میرے نزدیک یہہ لوگ مثل اپنے دیہات

کے گرد پیش کی چراگاہوں کے ان قطعات پر بھی تردد نہ کریں ایک زمانہ میں یہ چراگاہیں بھی ظالمرازیں تردد نہیں مگر فی الحال جو باز سے انکی حفاظت نیکینجائے تو اس پاس کی آبادیوں کی مویشی اُن کے اوپر کی زراعت کو برباد کر دالے اور یہی خدشہ مزید باز لگانے کا اُن کے تردد میں نہ آنیکا باعث ہوتا ہی اور ان لوگوں کو مستحضر کرتا ہی کہ وہ ایسے آلات کی طرف رجوع لائیں جن سے عوض اُس سرعت سے حاصل نہیں ہوتا جس سرعت سے اُسکو بمناسبت مال جمع کرنے کی خواہش با اثر کی قوت کے حاصل ہونا چاہیئے اس مقام پر یہ امر بھی بیان کرنیکے لائق ہی کہ جس آلات کو یہ لوگ بناتے ہیں وہ کامل طریق سے بنائے جاتے ہیں مثلاً جن چھوٹے قطعات پر زمین کے کہ وہ بھی ایک قسم کی آلہ ہی یہ لوگ اناج بوتے ہیں اُنکو نکمی گھاس سے کلیہ پاک و صاف کرتے ہیں اور کھوکھ کر متخلخل کردالتے ہیں کیونکہ اگر ان عملوں کے انجام دینے میں ذرا بھی غفلت کی جائے تو مقدار پیداوار کی بہت گھٹ جاتی ہی تجربہ نے اس اصل سے اُن کو بخوبی واقف کر دیا ہی اور اس لیئے اُس پر اُنکا عمل اُسی یہاں سے ظاہر ہی کہ وسعت کے ساتھ زراعت نہ ہونے کا سبب کچھ کمی محنت مطلوبہ نہیں ہی بلکہ دیر میں حاصل ہونا عوض کا اُس محنت سے رائی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ہمو یقین ہی کہ جو قومیں انڈین یعنی اصلی باشندگان ملک کے دور کے قطعات میں ملک کے بستے ہیں بعض اُن میں کے فرنگستانی بستی والوں سے کہیں زیادہ محنت کرتے ہیں چونکہ وہی زمین بلا افتادہ رہنے کے بار بار تردد میں آتی ہی اور اُس میں کھاد نہیں دیکھاتی اس صورت میں اگر زمین مذکور ہاتھ اور کودالی اور پہاڑ وغیرہ سے باحتیاط تمام پہاڑی اور پہوڑی نچائے تو اُس سے کچھ پیدا ہو ایسی صورت میں فرنگستانی مزارع نئی زمین پہاڑے اور اُٹھائیگا پہلے سال شاید اُسکی محنت کا عوض نملے مگر وہ سالہائے مابعد میں

اُس کی توقع کریں مگر انڈین کے نزدیک سالہائے مابعد اتنی مدت بعید ہوتی ہی کہ وہ اُس کے دل پر کچھ اثر پیدا نہیں کرتی گو واسطے حصول اُس شی کے جو دو چار مہینے میں محنت سے حاصل ہو جائے وہ بمناسبت فرنگستانی مزارع کے کمال ہی سعی اور جہد سے محنت کرتا ہی تجربہ سے چہر واتس کے کہ نصارا کے فرقوں میں سے ایک فرقہ ہی اور جس نے اصلی باشندگان پیرنگوا کے دانشمند بنانے میں کمال ہی سعی کی ہی بیان صدر کی تصدیق ہوتی ہی اِس فرقہ کے آدمی اِن وحشیوں کے محل اعتبار تھے اور اُن کے مزاج پر اتنا دخل رکھتے تھے کہ اُنہوں نے اُنکے طریقہ معاش کو بالکل بدل دیا اور اُنکو اپنا مطیع اور رام کر لیا اور ملک میں امن قائم کیا اِن لوگوں نے اُن کو جمیع عمل زراعت کے سکھائے اور فنون مشکلہ سے بھی بعض اُن کو تعلیم دیئے اُنہیں کی تعلیم کی بدولت حسب بیان چارلی ووکس صاحب کے ہر طرف کارخانہ ملمع سازوں اور زرگروں اور ٹھہری سازوں اور مصوروں اور بت تراشوں اور رنگریزوں اور نجاروں وغیرہ کے مشاہدہ ہوتے تھے اور لطف یہہ ہی کہ یہہ پیشے کچھ واسطے انتفاع ذاتی کاریگروں کے انجام نہیں دیتے جاتے تھے کیونکہ اہل فرقہ مذکورالصدر اِن پیشوروں پر بطور حاکمان خود سر کے حکومت کرتے تھے اور اُنکی پیدا کی ہوئی چیزوں پر اختیار کلی حاصل رکھتے تھے پس جمیع موانع و مشکلات جو تنفر محنت سے پیدا ہوتی ہیں دور ہو گئی تھیں مگر کوتاہ اندیشی و مال کار پر نظر نہ رکھنی نفس الامر میں سخت مشکل تھی زمانہ استقبال کے معاملات پر فکر کرنے کی استعداد اِن وحشیوں میں نہ تھی اور اسی سبب سے اُنکے معلوم کو ہر دم ذرا ذرا سی باتوں پر نظر رکھنی پڑتی تھی مثلاً ابتداء میں جو یہہ معلم اُن کو اپنی کشتکاری کے بیلوں کی حفاظت سپرد کرتے تو شاید بے فکری کی جہت سے یہہ لوگ اُنکو شام کو بھی ہل سے جدا نہ کرتے اِس سے بھی زیادہ خراب معاملے پیش آتے یعنی اِن بیلوں کو یہہ



لوگ ذبح کر کے کھا لیتے اور اپنے دل میں ایسا سمجھتے تھے کہ اگر کوئی ہمیں ملامت کریگا تو یہہ عذر کافی ہوگا کہ ہم بھوکے تھے الہا صاحب لکھتے ہیں کہ ان معلموں یعنی علمائے دینی کو گہرے ان وحشیوں کے اس غرض سے دیکھنے پڑتے تھے کہ ان میں درحقیقت کس چیز کی ضرورت ہی کیونکہ جب تک اس امر کا التزام نہ کیا جائے تو یہہ لوگ یعنی انڈین کسی چیز کی بھی حفاظت نہ کریں ان صاحبوں کو بذات خود بوقت ذبح کرنے حیرانوں کے نہ صرف اس خیال سے موجود رہنا پڑتا کہ گوشت سب میں برابر تقسیم کیا جائے بلکہ اس خیال سے کہ آسمیں سے کچھ ضایع نہ ہو باوجود اس احتیاط و خبرگیری اور نگرانی کے بقول چارلی ووکس صاحب کے یہہ علمائے دینی اکثر کمال ہی دقت میں مبتلا ہو جاتے اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ یہہ انڈین بدمعہ تک کے واسطے اپنے پاس کافی مقدار غلہ کے نہیں رکھتے اور چر آن کی اچھی طرح سے خبر نہ لیجائے تو تھوڑے ہی دنوں میں وہ بھوکے مرنے لگیں \*

پس انداز کرنے کی خواہش با اثر کی قوت کے معاملہ میں بطور اوسط درجہ کی مثال کے مابین دونوں غایتوں یعنی صورت حال مذکور الصدر اور حال کے فرانکستانی لوگوں کی حالت کی کیفیت اہل چین کی توجہ کرنے کے لائق ہی مختلف بانوں سے ان کی ذاتی عادات اور ان کی آپس کی رسم و راء کے اس امر کی امید ہوسکتی ہی کہ بمناسبت اور اہل ایشیا کے وہ زیادہ عاقبت اندیش ہوں اور اپنے نفس کو زیادہ روک سکتے ہوں اور شہادت ذیل اس مراد سے پیش کی جاتی ہی کہ نفس الامر میں کیا صورت ہی اجتماع مال کی خواہش با اثر کو نشان دینے والی بڑی صفات میں سے ہائدار ہی ایک صفت ہی اور سیاحوں کا بیان ہی کہ چینوں کے بنائے ہوئے آلات اُسی قسم کے آلات سے اہل فرنگ کی ساخت کے کم پایدار ہوتے ہیں \*

سنا گیا کہ عوام کے مکانات عموماً کچی اینٹوں یا گارے یا گلاؤں کی ہوئی تکیوں کے ہوتے ہیں چھتیں بڑنگوں سبز کتدے بچھا کر بناتے ہیں

اُن سے اور کیا زیادہ غبر پائیدار اور جلد زوال پذیر عمارات ہوسکتی ہیں  
مکانات کی اندرونی دیواریں کاغذ کو مشتمل ہوتی ہیں جو ہر سال بدلا  
جانا ہی یہی کیفیت اُن کی آلات کشاورزی اور دیگر اوزاروں کی ہی  
عموماً یہہ اوزار لکڑی کے ہوتے ہیں جنکی ساخت میں دھات کو بہت  
ہی کم دخل ہی اور اسی سبب سے وہ جلد گھس جاتے ہیں اور اُنکے  
تجدید کی بار بار ضرورت پیش آتی ہی اجتماع مال کی خواہش جو  
زیادہ قوی ہو تو اُن اوزاروں کو ایسے مادہ سے ترتیب دیا جائے کہ جسمیں  
گو فی الحال زیادہ خرچ ہوتے مگر زیادہ دیر پا ہو اسی سبب سے جو زمین  
اور ملکوں میں تردد میں آتی ہے اِسلک میں پڑی رہتی ہے جمیع سیاح  
ہوتے ہوتے اقطاع کو زمین کے خصوصاً اُن کو چنیر چھیلوں واقع ہیں  
قدرتی حالت میں مشاہدہ کرتے ہیں دلدلوں کو زراعت میں لازماً  
ایک ایسا عمل ہی کہ جسکے پورا کرنے کو سالہا سال لگتے ہیں اول تو  
نالیوں بنانے اُنہیں سے پانی خارج کرنا ہوتا ہی پھر اُن کی سطح کو مدت  
دراز تک آفتاب کی حرارت سے خشک ہونا چاہیئے بعد اسکے عملہاے  
متعد اُن پر ہولینے چاہیئیں تاکہ وہ کچھ پیدا کرسکیں ہرچند جو  
مکنت اِس زمین پر کی جاتی ہی اُس کا عوض دانی و کافی ملتا ہی  
مگر یہہ عوض قبل از گذرنے مدت دراز کے حاصل نہیں ہوتا تردد میں لانا  
ایسی زمین کا حادی ہی اِس تصور کو کہ اُس کے ترد کرنے والوں میں  
مال جمع کرنے کی خواہش اپنے عمل میں اُس خواہش کی نسبت سے  
زیادہ قوی ہی جو چینلوں میں رجود رکھتی ہی \*

پیداوار فصل کی جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں ہمیشہ کسی نہ کسی  
قسم کا آہ ہوا کرتی ہی وہ آئندہ کی حاجت کے لیئے ذخیرہ ہوتی ہی  
اور اُس کا بندوبست بھی اُنہیں قوانین سے ہوتا ہی جنسے اِسی قسم کے  
دوسرے مطالب حاصل کرنے کے وسایل کا چاول چین کی بڑی پیداوار ہے  
اُس کی دو فصلیں ہوتی ہیں ایک جون میں دوسرے اکتوبر میں پوس

صاحبین اکتوبر اور جون کے "جو آٹھ مہینے کی مدت ہی اُس کے لیٹے ہر سال بندوبست کرنا پڑتا ہی اور جو مختلف انداز آج کا اور آج سے آٹھ مہینے بعد کا یہہ لوگ کرتے ہیں وہ اُس اجتناب اور نفس کشی سے واضح ہوگا جو یہہ لوگ فی الحال اِس خیال سے کرتے ہیں کہ اُس زمانہ بعد میں احتیاج سے بچیں مقدار اِس اجتناب کی کم ہی پیر میں صاحب جو جزواتس کے فرقہ میں بنے بڑی ذکی تھے اور جنہوں نے ایک عمر چینیوں کے ہر فریق کی صحبت میں بسر کی تھی بیان فرماتے ہیں کہ اِس اعتبار میں چینی عاقبت اندیش اور کنایت شعار کم ہیں اور یہی سبب ہی کہ اُس ملک میں گرانی اور قحط سالی اکثر واقع ہوتی ہی یہہ امر کہ محدود ہرنا پیدائش کا نتیجہ ہی نا عاقبت اندیشی کا نہ ثمرہ کمی محنت کا چینیوں کی صورت میں انہیں کی صورت سے واضح تو ہی جس صورت میں عوض چلک ملتا ہی اور آلات جو بنائے جاتے ہیں وہ اُس مقصود کو جسکے لیٹے وہ بنائے گئے ہوں چلک پر روے کار لاتے ہیں تو انہیں سب جانتے ہیں کہ بوجہ اُس بڑی ترقی کی جو بمناسبت کیفیت ملک از حاجات لوگوں کے قانون میں کی گئی ہی محنت کمال ہی جہ سے انجام دی جاتی ہی اور وہ اپنی اثر میں زیادہ قوی ہوتی ہی بوجہ گرمی آب و ہوا اور قدرتی زر ریزی ملک اور عام کشتکاری کے جو اِس ملک کے لوگوں نے حاصل کیا ہی اور تعلیم اور عمل اِس اصل کے کہ ہر قسم کی مفید اور کار آمد نباتی پیداوار ہو قسم کی زمین سے پیدا ہو سکتی ہی یہہ لوگ بہت جلدی ہر حصہ سے زمین کی سطح کے وہ مقدار پیداوار کی حاصل کر لیتے ہیں جسکو وہاں کے آدمی بمناسبت اُس محنت کے جو ہونے اور کاتنے میں اُٹھائی جاتی ہی کہیں زیادہ عوض تصور کرتے ہیں وہاں ہمیشہ دو اور بعض اوقات تین فصلیں ہوا کرتی ہیں اور اگر وہ چاروں سے غلہ کی ہوں جو افراط سے پیدا ہوتا ہی تو یہہ لوگ اُن سے بلا خطا بذریعہ اپنے ہنر کے کسی بھی قسم کی زمین سے جو تردد

میں آسکتی ہی عوض کافی حاصل کرتے ہیں یہی سبب ہی کہ کوئی بھی قطعہ زمین کا جو محنت سے جلد تردد میں آسکنا ہو ایسا نہوگا کہ اقتادہ رہے یہہ لوگ کوچہ و پہاڑوں پر چڑھ کے وہاں کی زمینوں کو مثل کھیتوں کے ہموار بناتے ہیں اور پانی کو جو اُس ملک میں بڑا پیدا کرنے والا عامل ہی ہر جگہ بذریعہ نالیوں کے پہونچاتے ہیں اور اُسکو بلند یوں پر بذریعہ سیدھے سادھے آلات کے جو اِس مختار عقیب میں زمانہ قدیم سے مروج ہیں چڑھاتے ہیں چونکہ ایسے کوہی مقامات میں بھی زمینیں یعنی اُس کی مٹی کی کہ عمیق اور خاک سے سڑی ہوئی نباتات کی بھری ہوتی ہی اِس لیے یہہ لوگ اِس کام کو بہ آسانی انجام دے سکتے ہیں مگر جو امر اس سے بھی زیادہ آسادی کو اِن لوگوں کی واسطے اُٹھانے محنت کے ایسے آلات کے مشکل مصالحوں سے بناتے ہیں کہ جو جلد اپنے مقصود کو حاصل کرسکیں ظاہر کرتا ہی وہ اکثر اُن کے تالابوں پر دیکھنے میں آتا ہی یعنی یہہ لوگ مثل پرودین اور اعلیٰ کشمیر کے پانی پر تیرنے والے کھیت بناتے ہیں تختوں سے بیڑے بناتے ہیں اور اُنہو مٹی بچھا کے غلہ وغیرہ اجناس بونے ہیں اور یہہ کھیت پانی پر تیرتے پھرتے ہیں اِس طریق سے محنت اُس مصلحت سے جس پر وہ صرف ہوتی ہی ایذا عوض بہت جلد حاصل کرتے ہیں چمب اقتادہ کی حرارت سازگار کثرت رطوبت کے سانہہ شامل ہوکر زریز زمین پر ایذا اثر کرتی ہی تو نباتات غایت افراط سے نشوونما پاتی ہی مگر جب شوش گو افراط سے مگر بعد زمانہ بعید کے حاصل ہوتا ہی تو زراعت کی انتہی کثرت نہیں ہوتی فرنگستانی مسافران تیرنے والے کھیتوں کو چھیلوں کے کنارے کنارے دیکھکر متعجب ہوتے ہیں اِن چھیلوں کو جو سرریوں کے ذریعہ سے صرف خشک کرلیا جائے تو وہ زراعت کے قابل ہو جائیں اور مسافروں کو جو حیرت ہوتی ہی اُس کا سبب یہہ ہی کہ وہ اپنے دلوں میں سوچتے ہیں کہ اِن لوگوں نے ایسی سریع الزوال عمارات پر محنت

کرنے کے بجائے خود زمین پر مہکنت کیوں نہ کی کہ اُس کا اثر دیو تک قائم رہتا مگر ان لوگوں کو زمانہ استقبال کا آقا خیال نہیں ہوتا جتنا زمانہ حال کا مال جمع کرنے کی خواہش با اثر کی قوت ایک ملک والوں میں بمناسبت دوسرے ملک والوں کے بہت مختلف ہی فرنگستانی کے خیالات استقبال کے زمانہ بعید میں جاتے ہیں اور وہ چینوں کے حال کو جو ناعاقبت اندیشی اور سوہ تدبیر کی چہت سے مہکنت دائمی کی بلا میں کہ اُس کے نزدیک سخت مصیبت ہی مبتلا ہیں دیکھ کے متعجب و متعیر ہوتا ہی اہل چین کی نگاہ دور نہیں جاتی اُس کے نزدیک جو دن بسر ہو گیا وہی غنیمت ہی وہ مہکنت اور جفا کشی کی زندگی کو نعمت عظمیٰ تصور کرتا ہی \*

جب کوئی ملک پیدائش کے عمل کو اُس درجہ تک پہنچا دے کہ جس تک بذریعہ علم مروج پہنچنا ممکن ہو اور اُس کے ساتھ عوض بھی اسقدر حاصل آتا ہو کہ اُس ملک کے لوگوں کی خواہش با اثر کے ساتھ مناسبت رکھتا ہو تو عمل مذکور درجہ سکون کو پہنچ جاتا ہی یہہ ایسا درجہ ہی کہ جب تک یا تو طریقہ پیدائش میں کچھہ اصلاح نہ کی جاوے یا مال جمع کرنے کی خواہش کی قوت میں افزونی نہو تب تک راس المال میں پھر افزونی نہوگی حالت سکون میں ہر چند باعتبار مجموع راس المال نہیں بڑھتا مگر بیش فردیں زیادہ دولت مند ہو جاتی ہیں اور بعض زیادہ کم مایہ اور مفلس جن لوگوں کی تدبیر و دور اندیشی اور عاقبت بینی کا مرتبہ درجہ معمولی سے کمتر ہوتا ہی وہ مفلس ہو جاتے ہیں اُن کا راس المال ضایع جاتا ہی اور وہی راس المال اوروں کا پس انداز بنتا ہی کہ جو اوسط درجہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی خواہش با اثر رکھتے ہیں اور یہی لوگ ناعاقبت اندیشوں اور بد تدبیروں کی اراضی اور آلات و کارخانجات کے خریدار بن جاتے ہیں بعد ازیں صفائی سے دریافت ہو جاوگا کہ وہ کونسے

اسباب ہیں جنکی چھت سے ایک ملک میں بمناسبت دوسرے ملک کے عوض راس المال کا زیادہ ملتا ہی اور کہ بعض صورتوں میں زیادہ راس المال بلا گھٹانے مقدار عوض کے کام میں نہیں لگ سکتا اگر واقعی جیسا کہ لوگ تصور کرتے ہیں ملک چین سکون کی حالت پر پھونچ گیا تو وہاں جمع ہونا مال کا ایسی حالت میں بند ہوا کہ عوض راس المال کا اتنا کثیر ہی جتنا کہ قانونی شرح سے سو فیصدی بارہ روپیہ کے نشان دیا جاتا ہی اور لوگ تو یہہ کہتے ہیں کہ گو قانونی شرح سو کی بارہ روپیہ سیکڑہ ہی مگر عمل درآمد میں وہ اٹھارہ روپیہ سے چھتیس روپیہ تک بدلتی رہتی ہی اس سے یہہ قیاس کیا جاتا ہی کہ جتنا راس المال اس ملک میں فی الحال موجود ہی اس سے زیادہ کام میں لگ کے اتنی بڑی شرح نفع کی نہیں دے سکتا اور اس شرح سے کوئی کمٹی شرح نفع کی اہل چین کے لینے تو غیب کافی نہیں ہی کہ انکو تعیش حالیہ سے باز رکھے اس لحاظ میں اگر ملک ہولند کو چین سے مقابل کیا جائے تو بڑا اختلاف نظر آئے نہایت بڑی آسودہ حالی کے زمانہ میں ملک ہولند کے اندر گورنمنٹ کو دو روپیہ سیکڑہ سو رو رو اور اہل ملک کو بصورت تین روپیہ سیکڑہ پر روپیہ قرض مل سکتا ہی چونکہ ملک چین ملک برما یا ریاستہائے ہندوستانی کے موافق نہیں ہی کہ سخاوت سخاوت بعض اس جنکھوں کے جو قرض دینے والا بوجہ بہ بددیانتی لوگوں یا خستہ حالی ریاستوں کے اپنے اوپر اٹھاتا ہی یہاں شرح سود کی مقرر ہو پس اگر باوجود کثیر المقدار ہونے نفع راس المال کے واقعی اس کی افزایش موقوف ہوگئی تو یہہ موقوف ہونا افزایش کا اس امر پر صاف دلالت کرتا ہی کہ بمناسبت بہت سی قوموں فرنگستانی کے اہل چین میں مال جمع کرنے کی خواہش بااثر بہت کم ہی یعنی ان کے نزدیک زمانہ استقبال کی قدر بمقابلہ زمانہ حال کے کم ہی ہے

۴ یہاں تک ہم نے اُن ملکوں کا ذکر کیا ہی جن میں مال جمع کرنے کی خواہش کا اوسط اُس انداز سے کم ہی جس کو بصورت اوسط درجہ کی امنیت کے عقل مصلحت اندیش معقول تصور کرتی ہے اور محتاسب باہوش و تمیز پسند کرتا ہی اب ہم کو اُن ملکوں کا حال بیان کرنا ہی جن میں اوسط مذکور بالتحقیق انداز مسطور سے زیادہ ہے زیادہ آسودہ حال ملکوں میں فرنگستان کے فضول خرچوں کی افراط ہے اور اُن میں سے بعض کے اندر اور انگلستان میں سب سے زیادہ معمولی درجہ کفایت اور دوا دیشی کا اُن لوگوں میں جو اپنے ہاتھ کی محنت سے بسر اوقات کرتے ہیں کسی صورت میں زیادہ نہیں ہی مگر چونکہ کل جماعت کا ایک حصہ کثیر جو پیشہ وروں اور دستکاروں اور تاجروں کو مشتمل ہی بمناسبت اور فریقوں کے پس انداز کرنے کے وسائل اور اغراض زیادہ رکھتا ہی اس لئے شوق مال جمع کرنے کا اتنا غالب ہی کہ آثار جلد بڑھنے والی دولت کے ہر طرف نمودار ہیں اور مقدار کثیر اُس راس المال کی جو کام میں لگنے کا منلاشی ہی اُس وقت، باعث تحبیر اور تعجب ہوتی ہی کہ جب اُس کی عظمت و کلانی بوجہ لگنے اُس کے جزو کثیر کے کسی کار خاص میں مثل ریلوے وغیرہ کے ثبوت کو پہنچتی ہی انگلستان میں بہت سے ایسے امور ہیں کہ جن کے سبب سے اس میلان اجتماع مال کو قوت خاص حاصل ہوتی ہی مثلاً ملک مذکور مدت دراز سے آفات اور تباہیوں سے جنگ و پیکار کے درامن رہا ہی اور بمذاہبت اور ملکوں کے اس ملک میں سب سے پہلے حفاظت اور سلامتی مال کی لوت مار سے اہل سپاہ اور حاکمان خود سر کے حاصل ہوئی ہی اُن اسباب کی چہت سے اس امر کی ساکھ مدت دراز سے موردی ہو رہی ہی کہ اہل راس المال کا روپہ اُن کی جیب سے باہر جانے کے بعد بھی محفوظ رکھنا یہہ ساکھ اور بہت سے ملکوں میں حال ہی میں قائم ہوئی ہی جغرافی اسباب کی چہت سے

انگلوستان کو شرف و اقتدار حاصل کرنے کا ذریعہ محکمت سے حاصل ہی  
 نہ جنگ و پیکار سے اور یہ تقاضا ہے انہوں اسباب کے بہت زیادہ دل چلے  
 اور صاحب ہمت آدمی اس ملک کی دستکاریوں اور تجارت میں  
 مصروف ہوتے ہیں اور اپنی خواہشات و حاجات کا سرانجام و سربراہی  
 بذریعہ پیدا اور پس انداز کرنے کے کرتے ہیں نہ بذریعہ تصرف کرنے کے  
 اُن اشیاء پر جن کو اوروں نے پیدا اور پس انداز کیا ہی انتظام ملکی کے  
 بہتر ہونے کو اس میلان کی تقریت میں زیادہ دخل ہی چونکہ طریقہ  
 مذکور سے انگلستانیوں کو آزادی عمل کی حاصل ہی اس لئے اُن میں  
 چالاکی اور اپنی ذات کی بھی پر بروسا کرنے کی صفت قوی ہو گئی  
 ہی اور چونکہ قوانین ملکی سے اس امر کی اجازت ہی کہ لوگ آپس  
 میں اتفاق کریں اور جماعتیں بنائیں اس لئے اُن کو کار و بار محکمت  
 کو بڑی میزان پر انجام دینے کی آسانی حاصل ہی بھی قوانین و ضوابط  
 ایک اور لحاظ میں دولت حاصل کرنے کی خواہش کو ایک تحریک  
 صریح و قوی دیتے ہیں اس ملک میں چونکہ بہت پہلے زمانہ سے  
 بوجہ زائل ہو جانے طریقہ قیود لازم کے فرق مابین اصلی فرقہ بیوپاریوں  
 اور اُس فرقہ کے جو اُن کو حقیر و ذلیل سمجھتا تھا مت گپا ہی  
 اور اگر کلیہ متا نہیں ہی تو کم تو بہت ہو گیا ہی اور انتظام ملکی کا  
 ایسا دھنگ پڑ گیا ہی کہ جس کے سبب سے اقتدار ملکی کا حصر واقعی  
 دولت پر ہو گیا اس لئے دولت کے لئے علاوہ اُس کی ذاتی قدر کے ایک  
 فرضی منزلت لوگوں کے ذہن میں سما گئی ہی یعنی وہ دولت کو  
 اقتدار کے ہم معنی سمجھتے ہیں اور چونکہ عوام الناس کے مزاج پر دخل  
 ہونے سے اقتدار حاصل ہوتا ہی اس لئے دولت امتیاز و اقتدار حاصل  
 کرنے کے لئے بڑی ذریعہ بنی ہی اور کاسیانی کا سکھ اُنسی سے جمتا ہی  
 انگلستانی شہری اور قصبانیوں کی یہ بڑی تمنا ہی کہ اپنے مرتبہ سے  
 اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوں اور حاصل کرنا دولت کا اِس صورت کا ذریعہ ہی



اور چونکہ بے معصمت کیلئے دولت مند بنا رہنا سلسلہ مراتب میں اب تک ایک مرتبہ شرافت و بزرگی کا اُن لوگوں پر قرار دیا جاتا ہے جو معصمت کے ذریعہ سے دولتمند ہیں اس لیے بلند نظروں کی صرف یہی تمنا نہیں ہے کہ جب تک کاروبار میں مصروف رہیں تب ہی تک اُن کے پاس آمدنی بیشمار ہو بلکہ یہہ چاہتے ہیں کہ اپنا کچھ جمع کر لیں کہ جب کار و بار سے الگ ہوئے گوشہ اختیار کریں تب یہی فراہم کی ہوئی دولت کے ذریعہ سے ہمیشہ و کامرانی ہر چیز کی فراوانی کے ساتھ بسر کریں انگلستانی تعین ذاتی کی مطلق استعداد نہیں رکھتے اور یہہ بے استعدادی اُن ملکوں کا خاصہ ہے جن پر سے سیل پھوڑیٹزم کی گذر گئی ہے اور اسی بے استعدادی نے ملک انگلستان میں اسباب مذکور الصمد کی بڑی اعانت و تقویت کی ہے مگر جو ایک جانب ہوجہ فقدان مذاق تعیش اجتماع مال کے لیے آسانی ہوئی تو ویسی ہی دوسری جانب ہوجہ موجود ہونے ذوق خرچ کے مال کا جمع رہنا زیادہ دشوار ہو گیا وقر و امتیاز ذاتی اور ظاہری آثار میں دولت کے لوگوں کے ذہن میں ایک ایسا پھوند مستحکم قائم ہو گیا ہے کہ اُس کے سبب سے بے عقلی کی خواہش ظاہری خرچ کے ہوا رکھنے کے عشق کے مرتبہ پر بڑی جماعتوں میں اس قوم کی پھونچ گئی ہے اور لطف یہہ ہے کہ شاید بمناسبت اور قوموں کے اس قوم کو بمقابل اس خرچ زائد کے کم خوشی اور کم راحت حاصل ہوتی ہے بخلاف اس کے ملک ہولڈ میں دولتمندان کاہل کوش و سستی پیشہ نہیں تھے تاہم اور لوگ اُس ملک کے اُن کے قدموں پر چلتے اور ناعاقبت اندیشی سے خرچ بپہودہ کرتے اور چونکہ قائم کرنا طریق معاش و بسر کا اور مقرر کرنا عیار مناسب وغیر مناسب کا خود جماعت ہاے تجارت پیشہ پر جو اہل مدینہ میں واقعی صاحب وقر و اقتدار ہوتے ہیں موقوف تھا اس لیے وہاں کے آدمی اپنی عادتوں میں کفایت شعار رہے اور فصاحت ظاہری کے طالب و خواستگار نہ ہوئے \*

انگلستان و ہولنڈ میں مدتِ دراز سے اور بہت سے اور ملکوں میں فرنگستان کے جو انگلستان کے قدموں پر قدم رکھتے ہیں فی الحال دولتِ جمع کرنے کی خواہش کو با اثر کرنے کے لئے اُس عوضِ مفروض کی ضرورت نہیں ہے جس کی ضرورتِ ایشیا میں پیش آنی ہے بلکہ نفع کی کمی شرح سے خواہشِ مذکور کو انہی تحریک ہوتی ہے کہ اجتماعِ مال میں بجائے کمی راہ پانے کے ایسی زیادتی ہوتی ہے جو پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی پس ظاہر ہے کہ افزونیِ پیدائش کے ہر سہ لوازم میں سے دوسرے لوازم یعنی افزونیِ راس المال کا میلان کمی کی طرف نہیں ہے بلکہ جہاں تک افزونیِ مذکور میں اُس کا دخل ہے پیدائش بلا کسی حدِ خاص کے بڑھنے کی استعداد رکھتی ہے اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اگر عوضِ راس المال کا مقدارِ حالیہ سے کم ہو جائے تو اجتماعِ مال کی ترقی بہت روکے مگر ہم پوچھتے ہیں کہ جہاں تک راس المال کا افزوں ہونا ممکن ہے اگر وہاں تک اُس کی مقدار بڑھ جائے تو اس سے نتیجتاً صدرِ کسواسطے پیدا ہو یہ سوال خاطر کو اُس رکن کی طرف مایل کرتا ہے جو ہنوز ہر سہ لوازمِ مذکورِ الصدر سے بیان کرنا باقی رہا ہے چونکہ محدود ہونا پیدائش کا کسی ضروری حد پر افزونیِ محنت اور راس المال کے موقوف نہیں ہے تو لا محالہ اُس کو خواص پر صرف اُسی ایک رکن کے موقوف ہونا چاہیئے جو خود انہی ذات اور مقدار میں محدود ہے یعنی پیدائش کی محدودیتِ زمین کی صفات اور خواص پر موقوف ہونی چاہیئے \*

## باب دوازدہم

در باب قاعدہ افزونیِ پیدائش کے جو زمین سے

حاصل ہوتی ہے

۱ زمین پیدائش کے دیگر ارکان یعنی محنت اور راس المال سے اس اعتبار میں مختلف ہے کہ وہ غیر منتہا درجہ تک افزوں ہونے کے قابل ہے

نہیں اُس کی وسعت محدود ہے اور اُس کے زیادہ پیدا کرنے والی اقسام کی وسعت اِس سے اور بھی زیادہ محدود ہے یہی ظاہر ہے کہ مقدار پیداوار کی جو کسی خاص قطع سے زمین کے حاصل ہوسکتی ہے وہ محدود نہیں ہے یہ محدودیت زمین کی وسعت کی اور اُس کے پیدا کرنے کی قابلیت کی پیدائش کی افزونی کی اصلی حدود ہیں آخری حدود ہرن ان دونوں رکن کا ہر شخص پر ظاہر اور باہر ہوگیا ہوگا مگر چونکہ کسی صورت میں بھی ان آخری حدود تک پہنچنا نہیں ہوتا اور چونکہ کڑی یہی ملک ایسا نہیں ہے کہ جس میں ساری غذا پیدا کرنے والی زمین اسقدر کثرت سے نرد سے آجائے کہ پھر اُس سے زیادہ مقدار پیداوار کی حاصل نہوسکے اور چونکہ جزو کثیر زمین کی سطح کا پھر بھی بے ترقی رہتا ہے اِس لیے اکثر یہ تصور کیا جاتا ہے اور دھلہ اول میں ایسا تصور کرنا واجب ہے یہی کہ محدودیت پیدائش کی یا اُس کے ذریعہ سے محدودیت آبادی کی ہنوز بعید تر ہے اور ایک زمانہ دراز ہنوز گذر جانا چاہیئے تاکہ عمل درآمد میں کڑی ضرورت اِس امر کی پیش آئے کہ محدودیت کی اصل پر سنگینی سے فکر کی جائے۔ ہمارے ملک یہ صرف غلط فہمی ہے نہیں بلکہ سیاست مدنی کے جمیع معاملوں میں سے یہ غلطی نہایت سنگین ہے یہ معاملہ جمیع اور ہماروں سے زیادہ فہم اور بنیادی ہے وہ دولتمند اور معتمدی مدینہ کے افلاس کے جمیع اسباب کو حاوی ہے اور جب تک اُس کی کیفیت کو اچھی طرح سے سمجھ نہ لیا جائے تب تک اِس تحقیقات میں زیادہ قدم بڑھانا محض بے فائدہ \*

۲ جو محدودیت پیدائش کو زمین کی صفات و خواص سے حاصل ہوتی ہے وہ کچھ دیوار کی طرح کی روک نہیں ہے کہ ایک مقام خاص پر بے حس و حرکت قائم رہے حرکت کی نلیہ مانع و مزاحم آتی ہے اور اُس کو مطلق روک دیتی ہے اِس محدودیت

کو ایک لچکدار اور تیزوالے کمر بند سے مشابہہ کر سکتے ہیں جو گو-  
اننا سختی سے تانہ نچائے کہ پھر زیادہ نہ تیں سکے تاہم تناؤ کی غایت  
تک پھر ٹچنے کے بہت پہلے ہی اُس کی داب منکسوس ہونے لگتی ہی  
اور چٹنا وہ اپنے تناؤ کی غایت کے قریب پہونچتا ہی اُتنا ہی زور اُسکے  
دھاؤ کا زیادہ سختی سے منکسوس ہوتا ہی \*

فن کشتکاری کی ترقی کے ایک خاص درجہ میں جو چنداں بڑا  
نہیں ہوتا یعنی نفس الامور میں جب انسان کھیتی کے کام میں کچھ قدر  
چہرہ کے ساتھ مصروف ہو جاتا ہی اور اُس کے انجام دینے میں آلات  
مناسب سے مدد لینے لگتا ہی اُسی زمانہ سے باقتضای قانون پیدایش  
از اراضی یہ بات ہونے لگتی ہی کہ خاص حالت میں علم و ہنر کشتکاری  
کے مقدار پیداوار کی افزونی بمطابقت افزایش مقدار محنت کے نہیں  
ہوتی یعنی مثلاً اگر مقدار محنت کی دو چند کر دی جائے تو مقدار پیداوار  
کی دو چند نہیں ہوتی یعنی کسب قدر افزوں پیداوار حاصل کرنے کے لیے  
محنت میں اُس قدر افزونی کی نسبت سے زیادہ افزونی کرنی پڑتی  
ہی \*

سیاست مدنی میں یہ قانون عام محنت کشتکاری کا ایک مسئلہ  
فخیم ہی اگر یہی قانون اور طرح کا ہوتا تو قریب قریب جمیع آثار  
پیدایش و تقسیم دولت کے جدائگانہ ہوتے بہت سی بنیادی غلطیاں جو  
اب تک اِس معاملہ کی نسبت لوگوں کے ذہن میں ہیں اِس سبب  
سے وجود پاتی ہیں کہ دیکھنے والوں کی نظر عمل پر اُس قانون کے جو اوڑ  
ظاہری عاملوں کے تلے کہ جنکو لرگ غور سے دیکھتے ہیں اپنا کام کرتا ہی  
نہیں پڑتی اِن ظاہری عاملوں کو براہ مغالطہ سبب آخری اُن نتائج کا تصور  
کر لیتے ہیں جنکی صورت یا طریق ہر شاید اُنکا دخل ہونا ہو مگر جنکی  
اصلی حقیقت کا تعین صرف اُسی قانون مذکور الصدر پر موقوف ہی  
جب واسطے حاصل کرنے زیادہ مقدار پیداوار کے ناقص زمیں کی

طرف رجوع کی جاتی ہی تو ظاہر ہی کہ مقدار پیداوار کی بمناسبت مقدار محنت کے افزوں نہیں ہوتی معنی حقیقی ناقص زمین کے یہی ہیں کہ اسی مقدار محنت سے جو اچھی زمین پر کی جاتی ہی زمین مذکور سے اتنی پیداوار حاصل نہیں ہوتی جتنی کہ اچھی زمین سے زمین کا نقص ہونا دو امر کو مشتمل ہوسکتا ہی یعنی یا تو اس کو کہ خرد زمین زر ریزی میں ناقص ہو یا اس کو کہ باعتبار اُس کے مقام کے اُس میں نقص ہو ایک نقص کے سبب سے پیداوار کے حاصل کرنے کے واسطے زیادہ محنت درکار ہوتی ہی دوسرے نقص کی وجہ سے پیداوار مذکور کو بازار یعنی فروخت گاہ تک پہنچانے میں زیادہ محنت لگنی ہی اگر ایک خاص قطعہ زمین کا جس کو حرف ( ا ) سے تعبیر کریں بعد صرف ہونے ایک رقم خاص اجرت و کھان وغیرہ کے ہزار من گیہوں پیدا کرتا ہو اور واسطے پیدا کرنے دوسرے ہزار من کے ایک اور قطعہ مثلاً ( ب ) کی طرف جو یا تو کم زریز ہی یا فروخت گاہ سے بفاصلہ بعید واقع ہی رجوع کی جائے تو مجموعہ دو ہزار من گیہوں کے پیدا کرنے میں اُس محنت کی نسبت سے جو اول ہزار من کے پیدا کرنے میں پڑتی ہی دو چند سے زیادہ محنت کرنی پڑیگی اور پیداوار زراعت کی بمناسبت افزونی محنت کے کم افزوں ہوگی \*

بجائے توند کرنے زمین ( ب ) کے زمین ( ا ) کو بذریعہ بہتر طریق کشتکاری کے اس طرح سے کمانا ممکن ہی کہ وہ زیادہ پیدا کرے مثلاً بجائے ایک بار کے دوبار یا بجائے دوبار کے تین بار اُس پر ہل چلایا اور بکھر پھیرا جائے یا بجائے ہل چلانے کے اُس کو کھود کے زیر و زبر کیا جائے یا بعد ہل چلانے کے بجائے بکھر پھیرنے کے ڈھیلوں کو توروں کے اُس کے اجزا کو باریک کیا جائے یا نلائی کا عمل چند بار کامل طریق سے انجام دیا جائے یا آلات زیادہ اعلیٰ قسم کے استعمال میں لائے جائیں یا زیادہ یا قیمتی کھان ملائی جائے یا بعد قائلے کھان کے زمین کو بہت احتیاط سے زیر و زبر کیا جائے تاکہ

کھاد اُس میں بخوبی پیوست ہو جائے غرضکہ اُن عملوں سے پہلے چندہ عمل ہیں جنکے ذریعہ سے وہی پہلی زمین زیادہ مقدار پیداوار کی بار لاتی ہی اور جب زیادہ پیداوار کے حاصل کرنے کی ضرورت پیش آتی ہی تو انہیں عملوں کی طرف واسطے برآمد مدعا کے رجوع کی جاتی ہی مگر اِس زیادہ پیداوار کا نسبتاً زیادہ خرچ سے حاصل آنا اِس سے عیاں ہی کہ ناقص زمین تردد میں آتی ہی ناقص زمینیں یا وہ زمینیں جو فروخت گاہ سے فاصلہ پر ہوں کمتی عوض دیتی ہیں اور مانگ افزوں کا اِن اراضی نا قصہ سے سرانجام ہونا ممکن نہیں اِلا اُس صورت میں کہ خرچ کی افزونی یعنی قیمت اجناس کی گرانی ہو اگر سرانجام فاضل مانگ کا اعلیٰ قسم کی زمین سے بذریعہ لگانے زیادہ محنت اور راس المال کے مگر اُسی نسبت سے کہ جس سے پہلی مقدار پیداوار کی حاصل آتی تھی ہوتا رہے تو مالکان زمین مذکور اپنی اجناس کو اوروں کی نسبت سے سستا بیچ سکیں گے اور کل منہی اُنہیں کے ہاتھ میں رہیکی ناقص یا فروخت گاہ سے بعید مقاموں کی اراضی کا تردد اُن کے مالک کے واسطے حصول وجہ معاش یا آزاد رہنے کے خیال سے بلاشبہ کریں گے مگر اِن اراضی کو بغرض فائدہ اُٹھانے کے مستاجر میں لینا سود مند نہ ہوگا حاصل ہونا اِس قدر نفع کا اِن اراضی سے کہ لوگوں کو اُن پر اپنا روپیہ لگانے کی ترغیب حاصل ہو جائے صاف اِس امر پر دلالت کرتا ہی کہ بہترین اقسام پر زمین کی کاشت اِس نوبت کو پہونچ گئی ہی کہ اُن پر اب زیادہ محنت اور راس المال کے صرف کرنے سے اُس قدر عوض سے زیادہ عوض نہیں مل سکتا جو ناقص یا فاصلہ کی زمینوں سے بصرف اُس قدر محنت اور راس المال کے حاصل ہو سکتا ہی \*

انگلستان یا سکوت لند کی اچھی مستاجری کے پرگنہ پر بہت احتیاط سے تردد کیا جاتا ہی اور احتیاط کے ساتھ تردد کیا جاتا نشائی اور نتیجہ ہی اِس امر کا کہ وہاں کی زمین اب بدون سعی زائد از انداز سابق زیادہ مقدار پیداوار کی بار نہیں لاتی

یعنی جسقدر سہی افزوں کی جاتی ہی اُس قدر مقدار پیداوار کی  
 افزوں نہیں ہوتی یعنی مثلاً اگر ایک خاص مقدار سے محنت کے من بھر  
 غلہ پیدا ہوتا ہی تو دو من غلہ پیدا کرنے کے واسطے دوچند مقدار محنت  
 سے زیادہ محنت کرنی پڑتی ہی یعنی افزونی پیداوار کی بمناسبت  
 افزونی محنت کے نہیں ہوتی ایسی محنت کی کشتکاری بمناسبت  
 سیدھی سادی کشتکاری کے زیادہ خرچ کا باعث ہوتی ہی اور تاکہ اُس  
 سے نفع ملے قیمت اجناس کی بھی نسبتاً گراں ہونی چاہیئے اور ایسے  
 طریقہ کشتکاری کی طرف کوئی مایل نہو اگر افتادہ زمین اُسقدر پیدا  
 کی مل سکے جہاں یہ قدرت حاصل ہوتی ہی کہ اہل مدینہ کی  
 مانگ زائد کا سرانجام نئی زمین سے جو زر ریزی میں کاشت کے اندر  
 کی زمین کے برابر ہو ہو سکتا ہی وہاں کوئی شخص زمین سے اُس  
 مقدار پیداوار کے حاصل کرنے کا ارادہ نہیں کرتا جو بذریعہ بہترین طریق  
 کشتکاری فرنگستان کی زمین سے پیدا ہو سکتی ہی زمین پر وہیں تک  
 محنت کیجاتی ہی کہ اُس سے بمناسبت محنت صرف شدہ کے بڑی سے  
 بڑی مقدار عوض کی حاصل ہو اِس حد سے زیادہ محنت اُس پر نہیں  
 کی جاتی \*

حد مذکور سے جتنی زیادہ محنت ہوتی ہی وہ کسی اور عمل  
 کی طرف راجع ہو جاتی ہی ایک صاحب جنہوں نے حال ہی میں  
 یونائٹڈسٹیس میں سفر کیا ہی لکھتے ہیں کہ ”انگلستانی کی نظر بہت  
 دیر میں ظاہری ہلکی فصل اور بے پروائی کی کشتکاری سے اشنائی قبول  
 کرتی ہی یہ بات اُس کے فہم سے اتر جاتی ہی کہ جہاں زمین  
 اتنی افراط سے اور محنت اتنی گراں ہو جتنی کہ اُس ملک میں  
 وہاں ملک ہائے آباد کے طریق سے جداگانہ طریق پو عمل کرنا چاہیئے  
 اور بلا شبہ اِس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ ہر شی میں جہاں محنت کی  
 ضرورت ہی ستھرائی اور صفائی کی کمی نظر آئے گی ” دو سببوں

مذکور الصدر میں سے فراوانی زمین کی راقم کے نزدیک نسبت گوانی محنت کے زیادہ صحیح و واجب ہی کیونکہ محنت کثرت ہی گراں ہو اگر غذا کی ضرورت ہوگی محنت ہمیشہ اُس کے پیدا کرنے میں صرف کی جائیگی مگر جو محنت نئی زمین پر صرف کی جائے تو وہ حصول مطلب کے لئے زیادہ موثر ہوگی بہ نسبت اِس کے کہ اُسی پرانی کاشت کی زمین پر بہتر طریق سے ترقی کیا جائے جب کوئی زمین بجز اُس کے ترقی کرنے کو باقی نہ رہے کہ جس پر بوجہ بعد یا نقص کے ترقی کرنا بلا بہت زیادہ گراں ہو جانے اجناس کے نافع نہر تب ہی اختیار کرنا فرنگستانی بہتر طریق زراعت کا اوپر اراضی امریکا کے نافع ہو سکتا ہی ہاں شاید مدینوں کے تربیب کی اراضی پر طریق مذکور کا جاری کرنا اِس وجہ سے نافع ہو کہ زمین کی پیداوار کی کمی کثیر کا جبر بچت سے خرچ باربرداری کے ہو جائے جو نسبت امریکا کے طریق زراعت کو انگلستان کے طریق سے ہی وہی نسبت معمولی طریق کو زراعت انگلستان کے ہی طریق سے فیلڈرز اور ٹسکنی کے جہاں بہت زیادہ محنت کے صرف سے بہت بڑی مقدار پیداوار خام کی حاصل ہوتی ہے مگر ایسے شرائط پر جو صرف طالب نفع کے حق میں مفید نہوں الا اِس صورت میں کہ نرخ زراعتی پیداوار کا نسبتاً زیادہ گراں ہو جائے \*

جو اصل اوپر مذکور ہوئی ہی اُس کو بلا شبہ بعد چند توضیحات و بچند قیود مسلم ماننا چاہئے کیونکہ گو زمین پر ایسا اچھا تردد کیا گیا ہو کہ اُسے بصرف زیادہ محنت کے یا اُس کو بہتر طریق سے کمانے سے زیادہ حاصل کے خرچ زاید کے متناسب ہو ہاتھ نہ لگے مگر ممکن ہی کہ صرف زاید سے محنت و اس المال کی خود زمین میں بوجہ متخاوط کرنے کھا دیاے دایمی کے یا بوجہ خارج کردینے پانی کے اُس کی سطح پر سے بذریعہ نالیوں کے ایسی اصلاح برورے کار آجائے کہ جس کے سمب سے یہ صرف زاید محنت و اس المال کا باعتبار پیداوار حاصل کے مشہور



اُسی انتفاع کا ہو جو کسی اور حصہ مہضت و راس المال صرف شدہ سے حاصل آتا ہو بعض اوقات یہ صرف زاید بہت زیادہ نفع دے سکتا ہی مگر یہ صورت کبھی پیش نہ آتی اگر راس المال ہمیشہ نہایت مفید ہی کام میں لگایا جاتا اور جو نہایت مفید کام کو واسطے حصول عوض کے مدت دراز تک انتظار کرنا پڑے تو ایسے کام کو اُسی وقت ترجیح دی جائیگی کہ مہضت کے کار و بار کی کشائش نے زیادہ ترقی پائی ہو اور ترقی کی اس حالت میں بھی قوانین و دستورات متعلق باراضی اکثر اس قسم کے ہوتے ہیں کہ راس المال ملک جو کام میں لگ سکتا ہی زراعت کی اصلاحوں میں باسانی صرف نہیں ہو سکتا اور اسی سبب سے بعض اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ جو اجناس افزوں ہونے والی آبادی کو مطلوب ہوتی ہیں وہ بذریعہ بہتر طریق کشتکاری کے بصرف زر خطیر پیدا کیجاتی ہیں گو اُن وسائل پر علم و رسائی ہوتی ہی جنسے اجناس مذکور بلا صرف زاید پیدا ہو سکتی ہیں \*

اگر اتنا راس المال موجود ہو کہ اُس کے ذریعہ سے اراضی پر مہضت منفقہ کے ہمال آئندہ وہ ساری جائے اور تسلیم کی ہوئی اصلاحیں برروے کار آسکیں جو حال کے بھاڑ پر عوض دلا سکتی ہیں یعنی جو مقدار کو پیداوار کے بانداز افزونی خرچ کے یا اُس کی مناسبت سے زیادہ افزوں کر سکتی ہیں تو کچھ شہہ نہیں ہی کہ بصورت شامل کر لینے ایرلند کی صورت مغروض میں مدت دراز تک ناقص قسم کی زمینوں پر تودہ کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے اور غالب ہی کہ جزو کثیر اُن کم بار اور زمینوں کا جو فی الحال زیو تودہ ہیں اور باعتبار اپنے محل و مقام کے کوئی وجہ خاص رجھان کی نہیں رکھتیں کاشت سے گرجائیں یا بدیوچہ کہ اصلاحیں اچھی زمینوں پر نہیں کی جاتی ہیں بلکہ اُنکا عمل اس نہج سے ہوا کرتا ہی کہ وہ ناقص زمینوں کو اچھی زمین میں

بدل دیتے ہیں اختصار زراعت اس طریق سے ہر روے کار آئے کہ عموماً اراضی کی کاشت میں کم جہد کی جائے یعنی قریب قریب ملک امریکا کی زراعت کے طریقہ کی طرف رجوع کیجئے اور ناقص زمینوں میں سے صرف وہی متروک ہوں جو قابل اصلاح نہ پائی جاویں اور اس نہج سے ساری کاشت کی زمینوں کی کل پیداوار بہ نسبت زمانہ سابق کے اپنی مقدار میں بمناسبت مقدار محنت کے جو اراضی مذکور پر کیجئے زیادہ ہو اور یہہ قاعدہ عام کہ عوض جو اراضی سے حاصل آتا ہی مقدار میں کم ہوتا جاتا ہی برائے چندے یہہ وسعت مذکور باطل و بیکار ہی مگر اس صورت حال میں بھی کوئی متعسف یہہ تصور نہیں کرسکتا کہ کل پیداوار مطلوبہ ملک صرف بہتر اور اُن اقسام سے اراضی کے حاصل آسکتی ہی جو بوجہ قرب مدینہ کے بہتر قسم کے ہمسر ہو سکتی ہیں بلاشبہ اس پیداوار کا جزو کثیر مثل سابق کے کم سازگار حالتوں میں پیدا ہوتا رہیگا اور جو عوض کہ بہترین اقسام یا اچھے مقام کی اراضی سے حاصل آتا ہی بمناسبت اُس کے کم عوض حاصل آئیگا اور جسقدر بوجہ زیادہ افزوں ہونے آبادی کے اور بھی زیادہ افزوں رسد کی ضرورت پیش آئیگی اُسی قدر قاعدہ عام پھر اپنا عمل کرنے لگیگا اور آگے کو افزونی مقدار پیداوار کی بصرف زائد از اندازہ معمولی محنت و راس المال کے ہر روے کار آئیگی \*

۳ اگر گاہ گاہ اور چند روز کے استثناء سے قطع نظر کیجئے تو کشتکاری کی محنت کا قاعدہ عام ہی کہ بصورت فرق نہ آنے کے اور اس باب میں افزونی پیداوار اراضی کے بمناسبت افزونی محنت صرف شدہ کے کم ہوتی ہی مگر راستی سے اس اصل کے انکار کیا گیا ہی اور باعتبار تمام واسطے شہادت اس امر کے تجربہ کی طرف اشارت کی گئی ہی کہ کشتکاری کی ترقی کے زمانہ میں بہ نسبت اُس کے اوایل کے زمانہ کے اراضی سے کم عوض حاصل نہیں آتا بلکہ زیادہ یعنی جب زراعت

میں زیادہ اس المال صرف کیا جاتا ہی تپ بمناسبت اُس زمانہ کے کہ جس میں کم صرف کیا جاتا ہی زیادہ عرصہ حاصل آنا ہی یہہ لوگ اُسی پر ذناعت نہیں کرتے بلکہ یہہ بھی فرماتے ہیں کہ ناقص ترین قسم کی زمین جو فی الحال کاشت میں ہی اُس کے ہو دیگرہ سے اُسی قدر غذا اُسی مقدار سے معنت کے پیدا کیجاتی ہی جس قدر کہ اُسی معنت سے سابق زمانہ کے انگلستانی اپنی نہایت عمدہ قسم کی زمین سے پیدا کرتے تھے ممکن ہی کہ یہہ ذل سیچ ہو اور جو کایہ سیچ نہیں تو جزو کثیر اُس کا تو بلاشبہ راست ہی اس زمانہ میں لاکلام بہ نسبت اوائل کے زمانہ ہماری تواریخ کے جزو قلیل آبادی کا کل آبادی کی غذا کے پیدا کرنے میں مصروف ہی مگر اِس سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ جس قانون پر ہماری بحث ہی وہ وجود نہیں رکھتا اُس سے الہتہ یہہ بات پائی جاتی ہی کہ کوئی ایسا عامل مخالف وجود رکھتا ہی جو کچھ زمانہ کے ایسے قانون مذکور کے عمل کو روک سکتا ہی اور واقعی ایسا عامل مخالف وجود رکھتا ہی اور اُسکی تحقیق کی طرف اب ہم توجہ کرتے ہیں واضح رائے ناظرین اور اراق ہو کہ یہہ عامل بجز ترقی دانشمندی کے اور کوئی نہیں ہی ہمنے اِس علم معنی میں غیر محدود کلمہ یعنی ترقی دانشمندی کو جو اختیار کیا ہی اُسکی وجہ یہہ ہی کہ جس مفہوم کو ہم بیان کرنا چاہتے ہیں اُسیں انہی مختلف چیزیں داخل ہیں کہ اگر کوئی اور کلمہ جو معنی میں محدود ہو اختیار کیا جائے تو وہ اُن سب کو جاری نہوسکے اِن چیزوں میں سے نہایت ظاہری چیز ترقی علم کشتکاری اور ہنر اور ایجتان کی ہی اصلاح پائی ہوئی ترکیبیں کشتکاری کی دو قسم کی ہوتی ہیں ایک قسم سے بے افزودنی معنت کے زمین زیادہ بار لاتی ہی دوسری قسم کی ترکیبیں پیداوار کی مقدار نہیں بڑھا سکتیں مگر مقدار کو معنت اور خرچ کے چمنے پیداوار حاصل اتی ہی گھٹا سکتی ہیں

تفرک کرنا دستور زمینوں کے افتادہ رکھنے کا بذریعہ بدل بدل کر نئے فصلوں مختلف اچناس کے اور اختیار کرنا ایسی نئی چیزوں زراعت کا جو فصلوں کے آلت پھیر میں فائدہ سے ہوئی جائیں اول قسم کی ترکیبوں میں داخل ہیں صدی گذشتہ کے خاتمہ پر جو تبدل انگلستان کی کشتکاری میں بوجہ اختیار کرنے کاشت شلجم کے بروئے کار آیا اُسکو ہنزولہ ایک انقلاب کے تصور کرتے ہیں ان اصلاحوں کا عمل صرف اسی نہج سے نہیں ہوتا کہ وہ زمینوں کو اس لایق بنا دیتی ہیں کہ بجائے ہر دوسرے یا تیسرے سال بغرض بھالی قوت افتادہ رہنے کے وہ ہر سال ایک فصل بار لاتی ہی بلکہ یہ اصلاحیں زمین کی بار آوری کی قوت میں افزایش صریح کرتی ہیں کیونکہ تعداد مواشی کی بوجہ افزونی غذا کے بہت زیادہ ہوجانی ہی اور انکی چھت سے واسطے زریز کو دینے اناج کے زمینوں کی کھاد کی قرارانی ہوتی ہی اس قسم کی اصلاحوں کے سلسلہ میں دوسرا مرتبہ ہی اختیار کرنے ایسی نئی اشیاء غذائی کا جنمیں زیادہ مقدار غذا کی ہوتی ہی مثل آلو یا زیادہ بار اور اقسام اسی نبات کی جیسے کہ سویڈش ترنپ اصلاحوں کی اسی قسم میں ان ساری اصلاحوں کو داخل کرنا چاہیئے جو ذیل میں بیان کی جاتی ہیں مثلاً رکھنا بہتر علم کھادوں کی صفات اور انکے استعمال کے طریقہ کا استعمال میں لانا نئے اور زیادہ زر خیز کرنے والے عاملوں کا مثل گوانو کے جو بیٹ کو بھری پرندوں کے مشتمل ہی اور افریقہ اور جنوبی امریکا کے کناروں پر افراط سے ملتی ہی تبدیل کرنا کھاد میں ان اشیاء کا جو پہلے محض ضایع جاتی تھیں ایجان کرنا طریقہ ہل چلانے کا نیچے کی تھ میں زمین کے اور خارج کرنے رطوبت کا زمین سے بذریعہ کپڑے کے نلوں کے جو بعض قسم کی زمینوں کی پیداوار کو بہت زیادہ بڑھا دینا ہی اصلاحیں جو ممکنہ کرنے والی مواشی کی نسل اور پرورش میں کیہ چھاتی ہیں افزونی حیوانات کے گلوں کی جو کھا پی اور چر چک کے

نپسی اشیاء کو غذائے انسانی میں تبدیل کر دیتے ہیں کہ جو دوسری صورت میں ضایع ہو جاتیں اور علیٰ ہذا القیاس \*

دوسری قسم کی اصلاحیں جو محنت میں تخفیف کرتی ہیں مگر زمین کی بار آوری کی قوت میں افزایش نہیں کرتیں یہہ ہیں مثلاً بنانا آلات کا بہتر طریق سے استعمال کرنا نئے آلات کا جو محنت میں تخفیف کریں مثلاً غلہ کو ہر سائے اور چھڑنے کی کلیں زیادہ ہمو اور کفایت سے کام لینا سعی اور جہد سے عصیان کے مثلاً اختیار کرنا طریق سکوت لذت کے ہل چلانے کا جو انگلستان میں بتدریج برتاؤ میں آیا اور جسمیں بجائے تیس یا چار گھوڑوں اور دو آدمیوں کے دو گھوڑوں اور ایک آدمی سے کام لیا جاتا ہی یہہ اصلاحیں زمین کی بار آوری کی قوت کو زیادہ نہیں کرتیں مگر زراعتی پیداوار کی لاگت کو بوجہ افزائی آبادی اور مانگ کے جو میلان بڑھنے کا ہونا ہی آسکو وہ مثل اولہ قسم کی اصلاحوں کے روکتی ہیں \*

اصلاح پائے ہوئے وسائل آمد و رفت کے اپنے اثر میں مشابہہ ہیں اثر سے دوسری قسم کی اصلاحوں کشتکاری کے اچھی سڑکیں بمنزلہ اچھے آلات کے ہوا کرتی ہیں کیونکہ محنت کی کفایت چاہیئے زمین سے پیداوار حاصل کرنے میں ہو یا آس پیداوار کو خرچ کی جگہ تک پہنچانے میں مآل دونوں کا ایک ہی ہی اس کے علاوہ ہم یہہ تو ذکر ہی نہیں کرتے کہ خود کشتکاری کی محنت میں بوجہ آس اصلاح کے تخفیف ہوتی ہی جو فاصلہ پر سے کھاد کو کھیت تک پہنچانے کے خرچ میں کمی کرتی ہی یا جسکے ذریعہ سے عملیہ انتقال اشیاء از جائے بجائے جنکی کھیتوں میں ضرورت پیش آتی ہی آسان ہو جاتے ہیں \*

ریاوے اور نہریں نفس الامر میں اُن ساری جنسوں کے پیدا کرنے کی لاگت کو گھٹاتی ہیں جو اُنکے ذریعہ سے فروخت کاہ تک پہنچائی

جاتی ہیں اور جن اشیاء کے پیدا کرنے کے سامان وغیرہ کو اُنکے ذریعہ سے منتقل کیا جاتا ہے اُنکی لاگت ہر بھی اُنکا یہی اثر ہوتا ہے اُنکے ذریعہ سے ایسی زمینیں تردد میں آسکتی ہیں جو دوسرے حال میں بے بوجھ نہ فرخ اجناس کے کاشتکار کو اُسکی ممکنات کا بدلہ نہ دے سکتیں فن چہاز رانی کی اصلاحیں غذا اور دیگر اشیاء کی لاگت پر جو براہ تری لائی جاتیں یہی اثر کرتی ہیں \*

باعتبار ایسے ہی امور کے یہہ دلت باآئی جاتی ہے کہ بہت سی اصلاحیں جو محض عام آدات سے تعلق رکھتی ہیں اور جنکو بظاہر گو کسی طرح کا ربط و لگاؤ فن کشتکاری سے نہیں ہوتا تاہم وہ اس امر کا ذریعہ بنتی ہیں کہ ایک خاص مقدار غذا کی نسبتاً کم خرچ سے پیدا کیجائے مثلاً کوئی بڑی اصلاح جو لوہا گلاف کی ترکیب میں کیجائے بالضرور کشتکاری کے آلات کو سستا کرنے پر مایل ہوگی اور لاگت میں ریل روتہ اور گاڑیوں اور چہازوں اور شاید عمارتوں اور بہت سی اُور چیزوں کے کہ جنکی ساخت میں بوجہ گرانہ فی الحال لوہے کو دخل نہیں ہے تخفیف کریگی اور بدینوجہ اُسکے ذریعہ سے غذا پیدا کرنے کی لاگت میں کمی ہوگی اُس اصلاح سے بھی یہی نتیجہ مرتب ہوگا جو ایسے عملوں میں دستکاری کے کی جائے کہ جنکے اندر سے مادہ غذائی کو بعد علیحدگی کے زمین سے گذرنا پڑتا ہے اول دفعہ جب پانی اور ہوا کی قوت عملی سے غلہ کی پسائی میں مدد لیگئی تو اُس نے روٹیوں کو اُچھل سستا کر دیا جسقدر کہ کوئی نئی اور بڑی تحقیق فن کشتکاری کی اُنکو سستا کرتی اور جو کوئی بڑی اصلاح چکی کی بذات میں کی جاتی تو وہ بھی نسبتاً ایسا ہی اثر پیدا کرتی نتائج ہر سستے و سائل آمد و رفت کے ہم ابھی گفتگو و بحث کر چکے ہیں بعضی ایجادیں فن انجینئرنگ ایسی ہوتی ہیں کہ اُنکے ذریعہ سے انجام دینا جمیع بڑے بڑے عملوں کا جو زمین کی سطح سے تعاقب رکھتے ہیں آسان ہو جاتا ہے مثلاً پچیس سال پہلے

کے فن کی اصلاح زمین سے پانی خارج کرانے کے عمل میں بہت کار آمد ہے اور نہر اور ریلوے بنانے کے کام میں جو مدد اس سے پہونچتی ہے اسکا تو ہم ذکر ہی نہیں کرتے ملک ہولنڈ اور بعض مقامات انگلستان کی نہر زمینیں بذریعہ بنیوں کے خشک کی جاتی ہیں اور ان آلون کو ہوا اور بھاپ کے زور سے حرکت دلاتے ہیں جہاں آبپاشی کی نہروں یا تالابوں یا بندوں کی ضرورت ہوتی ہے وہاں فن آدات کی مہارت عمل پیدائش کے سستا کرنے کے واسطے بڑی ذریعہ ہوتی ہے \*

فن دستکاری کی اصلاحوں میں سے جو اصلاحیں اس طرح کی ہیں کہ ان سے آسان کرنے میں غذا پیدا کرنے کے عمل کی مدد صریح نہیں مل سکتی اور جو گوہمیں سبب اس قانون عام کے نقصان کی اصلاح نہیں کرسکتیں کہ افزایش پیداوار اراضی بمنسبت افزایش محنت صرف شدہ کے روز بروز کم ہوتی جاتی ہے تاہم وہ منتج ایک ایسے نتیجہ کی ہوتی ہیں جو عمل در آمد میں قانون مذکور کے نقص کا مصلح ہے یعنی جس امر کو وہ روک نہیں سکتیں اس کے اثر کا تاہم کچھ قدر جبر کردیتی ہیں \*

سازے مصالحہ دستکاروں کے چونکہ زمین سے مستخرج ہوتے ہیں اور بہت سے اُنہیں کے بالتخصوص ملبوسات کی کشتکاری کے ذریعہ سے حاصل آتے ہیں پس قاعدہ عام پیدائش کا اراضی سے یعنی قاعدہ گھٹنے والی پیداوار کا آخر کار دستکاری اور کشتکاری دونوں میں برابر صادق آئیگا یعنی جسقدر آبادی زیادہ ہوتی جائیگی اور قوت زمین کی واسطے پیدا کرنے پیداوار زیادہ کے روز بروز گھٹتی جائیگی اسیقدر کوئی افزوں مقدار مصالحہ اور غذا کی بذریعہ اتنی افزوں محنت کے حاصل آئیگی جو اپنی مقدار میں مقدار مناسب سے زیادہ ہوگی مگر دستکاری کی کسی ہی میں جو مصالحہ صرف ہوتا ہے اُسکی لاگت ایک جزو قلیل ہوتا ہے کل لاگت کا شی مذکور کے پس اشبای دستکاری میں جتنی محنت

کشتکاری کی داخل ہوتی ہی وہ بمناسبت کل محنت کے جو اُنکے بنانے میں لگتی ہی بمنزلہ ایک خفیف کسر کے ہوتی ہی اور جسقدر پیدائش میں اشیائے دستکاری کے افزونی ہوتی جاتی ہی اُسقدر باعتماد اس کسر خفیف کے باقی سب محنت ہمیشہ کمی کی طرف مایل ہوتی ہی کونکہ دستکاری میں بمناسبت کشتکاری کے آلات اور کلوں کی اصلاحوں اور محنت بچانے کی ترکیبوں کو زیادہ گنجائش ہی اور ناظرین اور اوراق ابواب ماسبق میں دریافت کر چکے ہیں کہ محنت کو تحلیل کرنا اور اُسکو بہ کفایت کام میں لانا بہت کر کے اس امر پر موقوف ہی کہ مانگ وسیع ہو اور عمل پیدائش کو میزان کیل پر انجام دلانا ممکن پس ظاہر ہی کہ جو اسباب محنت کی بار آوری کو بڑھاتے ہیں اُنکو دستکاریوں میں بہت غلبہ ہی اُس ایک سبب پر جو اُسکی بار آوری کے گھٹانے پر مایل ہی اور افزونی پیدائش اشیائے مصنوعی کی کہ جسکی بوجہ افزوں ہونے آبادی کے ضرورت دامنگیر ہوتی ہی بروے کار آتی ہی بذریعہ روز بروز گھٹنے والی اور نہ بذریعہ روز بروز بڑھنے والی لاگت متناسب کے اور امر واقعی ہونا اس قول کا اس سے عیاں ہو گیا ہی کہ دو گذری ہوئی صدی میں قیمت ہر قسم کی مصنوعات کی برابر گھٹی چلی آئی ہی اور یہہ گھٹاؤ قیمت کا اُن ایجادوں کے سبب سے زیادہ جلد بروے کار آیا ہی جو ستر اسی برس کے اندر آلات و کلوں میں ہوئے ہیں اور وہ اس لائق ہی کہ آگے کو اور مقدار میں زیادہ ہوتا چلا جائے مگر کم تک اور کہاں تک زیادہ ہوگا یہہ امر صحت کے ساتھ مقرر کرنا ممکن نہیں اب ہم کہتے ہیں کہ یہہ امر تصور میں آسکتا ہی کہ محنت کشتکاری کی بار آوری بہنگام افزونی پیداوار کے بتدریج کم ہوتی جائے اور اُسکی جہت سے قیمت غذا کی درجہ بدرجہ گراں ہونے لگے اور واسطے پیدا کرنے غذائے مطلوبہ کل آبادی کے روز بروز زیادہ آدمیوں کی ضرورت پیش آئے اور اُسی زمانہ میں بار آوری محنت کی اور ہنرمندیوں میں کاروبار



معصنت کے اس سرعت کے ساتھ بڑھے کہ کشتکاری کے واسطے جتنی زیادہ معصنت کی ضرورت ہی وہ دستکاریوں کی معصنت کی بچت سے میسر آسکے اور تاہم پیداوار دستکاری کی زیادہ ہو اور اہل مدینہ کی کل حاجات کا سرانجام بنظر کل نسبت زمانہ سابق کے بہتر طریق سے ہو اور غربا کو بھی اس نفع کا فائدہ پہونچے یعنی ممکن ہی کہ ارزانی ملبوسات اور مکانات کی چھت سے انکی غذاے گراں کا جبر ہو جائے \*

غرضکہ بموجب بیان صدر کے فنون پیدایش کی اصلاحوں میں سے کوئی بھی اصلاح ایسی نہیں ہی کہ جو کسی نہ کسی طریق سے بمخالفت اس قانون کے کہ معصنت کشتکاری کا عوض روز بروز گھٹا جاتا ہی اثر نکرتی ہو یہہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ صرف کار و بار معصنت ہی کی اصلاحیں یہہ اثر پیدا کرتی ہیں طریق حکومت کی اصلاحیں اور اخلاق و سلوک کی ترقیاں بھی یہی نتیجہ دیتی ہیں فرض کرو کہ کوئی ملک فی الحال اُس حالت میں تباہی کے گرفتار ہی جسمیں ملک فرانس قبل گردی کے مبتلا تھا یعنی فرض کرو کہ باستثنائے آؤر لوگوں کے صرف معصنت مزدوری کرنے والوں پر منحصر لگایا جاتا ہی اور اس قاعدہ سے کہ وہ نفس الامر میں پیدایش پر جرمانہ ہی اور اُمرام اور درباریوں کے دست نظام سے جو ضرورت جان و مال کو لوگوں کے پہونچتی ہی اُسکی کہیں دان نہیں ملتی اب ہم کہتے ہیں کہ جو طرفان اس طریق پیداد کو بیخ و بن سے اُکھاڑ ڈالے اگر اُسکے اور نتایج سے قطع نظر کر کے صرف اُسی ترقی پر فکر کریں جو اُسکے ذریعہ سے معصنت کی بار آوری کو حاصل ہوتی ہی تو کیا طوفان مذکور برابر بہمت سی اصلاحوں کار و بار معصنت کے تصور نہ کیا جائیگا موقوف کو دینا کسی مالی لاگ کا جو زراعت پر لگتی ہو مثل دھک کے بمنزلہ اُسکے ہی کہ گویا بمقدار دھم حصہ کے اُس معصنت میں دعتاً تخفیف ہو گئی جو واسطے استحصال پیداوار حالیہ کے مطابق ہی موقوف کر دینا قوانین غلہ یا کسی اور روک ٹوک کا

جو پیدائش میں اشیا کے بمقامات مخصوص جہاں اُنکو نہایت کم خرچ سے پیدا کرسکتے ہوں ہارچ ہوویں بمنزلہ اِس کے ہی کہ گویا عمل پیدائش میں کوئی بڑی اصلاح کی گئی جب ایسی زر ریز زمینوں پر بلا روک ٹوک تردہ ہونے لگتا ہی کہ جو سابق شکارگاہوں یا کسی اور دل لگی کے کاموں کے لیے وقف کی گئی ہوں تو محنت کشتکاری کی بار آوری بہیمت مجموعی نسبت زمانہ سابق کے زیادہ ہو جاتی ہی جو تقایم باعتبار سست اور بے اثر کرنے محنت کشتکاری کے قوانین مساکین کی بد نظمی سے انگلستان میں اور اُنسے بھی زیادہ بدتر ملک ایرلنڈ میں بوجہ ناکارہ ہونے طریقہ حقبت کاشتکاروں کے جو روے کار اُٹے وہ سب کو بخوبی معلوم ہیں محنت کی بار آوری پر کوئی اصلاح اتنا زیادہ صریح اثر نہیں کرتی جتنا کہ اصلاح و درستہ طریقہ مستاجری اراضی و قوانین ملکیت زمین کی تدریج دینا قاعدہ وراثت کا جسکے بموجب جائدادیں خاص وارثوں کو پہونچتی ہیں اور سستا کر دینا عمل انتقال املاک یا کسی اور امر کا جو اِس قدرتی میلان کی تقویت کرے کہ بحالت نہونے روک ٹوک کے زمین ایسے لوگوں کے قبضہ سے جو اُس سے کم نفع اُٹھا سکتے ہیں نکل کے اُن لوگوں کے قبضہ میں چلی جاتی ہی جو اُس سے زیادہ منفعت حاصل کرسکتے ہیں اور دیا جانا لنبی ميعاد کے پتوں کا بعوض اُسکے کہ جب چاہا کاشتکار کو اُسکی جوت سے بیدخل کر دیا یا مقرر کرنا کسی بہتر طریقہ کا بعوض اِس قاعدہ کے کہ خود مزدور بلا ذریعہ کسی سرمایہ دار مستاجر کے زمین کا اجارہ لے اور شرطیں اُسکے اجارہ اور مقدار اُسکے لگان کی بیابندی کسی دستور کے مقرر نہو بلکہ اِس قاعدہ پر کہ جسنے زیادہ روپیہ دینا قبول کیا اُسکو زمین مل گئی اور سب سے زیادہ حاصل ہونا کاشتکار کو کسی حقیقت دایمی کا اِس اراضی پر جسکو وہ جوتتا ہی یہ سب باتیں نفس الامر میں ایسی حقیقی اور بعض اُنہیں کی ایسی بڑی اصلاحیں عمل پیدائش کی ہیں جیسے کہ ایجاد کازنہ کی چرخے یا کل دھانی

کی بھی حال ہی تعلیم و تربیت کی اصلاحوں کا کاربکر کی زیرکی کو  
 محنت کے بار آور بنانے میں بڑا دخل ہی نہایت تعلیم یافتہ ملکوں میں  
 سے بعض ملکوں کے اندر اس زمانہ کا عیار ذکاوت اتنا کم ہی کہ کسی اور  
 تدبیر سے محنت کی بار آوری میں اتنے غیر انتہا درجہ تک ترقی ہونے  
 کی آمید نہیں ہوسکتی جتنی کہ اس تدبیر سے کہ جو لوگ صرف ہاتھ  
 پیو یعنی آلہ محنت رکھتے ہیں انکے دماغ کو زیور عقل سے آراستہ کیا  
 جائے اور احتیاط اور کفایت شعاری اور ایمان داری ایسی صفات ہیں کہ  
 مزدوروں کی ذات میں اُنکا ہونا اُسی قدر ضروری ہی جتنا کہ ذکاوت کا  
 ہونا راہ و رسم دوستانہ اور توحید اغراض و احساس کا مابین مزدوروں اور  
 اُن لوگوں کے جو اُنسے کام لیتے ہیں بڑی کار آمد بات ہی میں نے غلط  
 کہا مجھے یہ کہنا چاہیئے تھا کہ بڑی کار آمد بات ہوتی کیونکہ  
 مجھے علم نہیں کہ ایسی دوستانہ راہ و رسم فی الحال کہیں وجود رکھتی  
 ہی یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ فقط مزدوروں ہی کے جرگہ میں علم و  
 تہذیب خصال کے زیادہ ہونے سے بار آوری محنت کی اعانت ہوتی  
 ہی اگر دولتمندان کادل کوش کے جرگہ میں جہد دماغی زیادہ ہو جائے  
 اور تعلیم کامل وجود پائے اور ایمان داری کی حس زیادہ تیز ہو جائے اور  
 ہمدردی اور خیر طلبی ملک کی صفت اُنکے دلوں میں زیادہ استحکام  
 پائے تو یہ لوگ امور انتظام اور رسم و رواج ملک کے باب میں نہایت  
 عمدہ تجویزیں اصلاحوں کی نکال سکیں گے اور اُنکی ہشتی اور تقویت  
 کرسکیں گے زیادہ دور نظر ڈالنے کی کیا حاجت ہی صرف اُنہیں آثار کو  
 ملاحظہ کرو جو اظہر ہیں ملک فرانس کی کشتکاری ٹھیک اُنہیں امور  
 میں ہست اور پس پا ہی جنہیں بتائیں جہد و سعی مردمان تعلیم یافتہ  
 کی آمید اصلاح اور بہتری کی تھی اور وجہ اُسکی کچھ قدر یہ تھی  
 کہ وہاں کے زمینداران دولتمند کلیہ اُنہیں کار و بار اور حفاظت میں ہمہ تن  
 مصروف ہیں جنکو شہر سے تعلق ہی کوئی بھی درستی اور اصلاح کار و بار

انسانی کی ایسی نہوگی کہ جو منجملہ اپنے اور فائدوں کے محنت کی بار آوری پر بطریق صریح یا غیر صریح اثر نیک نہ کرتی ہوگی اسمیں کچھ شک نہیں کہ بعض صورتوں میں تعلیم عقلی کار و بار محنت یعنی کشتکاری و دستکاری وغیرہ میں کلیہ محنت ہوجانے کے شوق کو درجہ اعتدال پر لائیگی مگر نفس الامر میں جتنی محنت کار و بار مذکور کے انجام دینے میں صرف کی جائیگی وہ ہمیشہ زیادہ بااثر ہوگی \*

قبل نشان دینے آن بڑے بڑے نتائج کے جو صفات سے ان دو قراء مخالف کے کہ جو محنت کشتکاری کی بار آوری کو تعیین کرتے ہیں مستخرج ہوتے ہیں ہمکو یہ بات بیان کرنی لازم ہی کہ جو کچھ ہم نسبت کشتکاری کے بیان کر آئے ہیں وہی تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ حق میں باقی اور ہنوز کے صادق آنا ہی کہ جنکی استقامت سے مصالحہ کرہ ارضی سے نکالے جاتے ہیں اور جو مفہوم عام میں کشتکاری کے داخل ہیں مثلاً کان کھودنے کی محنت سے افزوں پیداوار چھپی حاصل آتی ہی کہ خرچ متناسب کی نسبت سے زیادہ محنت و راس المال صرف کیا جائے بلکہ اُس میں اس سے بھی ایک اور زیادہ خرابی ہی اور وہ یہ ہی کہ اُس کی معمولی سالانہ پیداوار حاصل کرنے کے واسطے سال بسال زیادہ محنت اور زیادہ راس المال صرف کرنا پڑتا ہی کیونکہ کان کے اندر سے جو کچھ ایک بار نکال لیا جاتا ہی اُس کا بدل کان نہیں کرسکتی اور اِس سے صرف یہی نتیجہ پیدا نہیں ہوتا کہ کانیں آخر کو خالی ہوجاتی ہیں بلکہ جہاں ہنوز آثار خالی ہوجانے کے نمودار نہیں ہیں وہاں بھی معدنیات کے استخراج کی لاگت روز بروز بڑھتی جاتی ہی کیونکہ غار کو روز بروز عمیق تر اور دالانوں کو چروڑا کرنا پڑتا ہی پانی اُولہیچنے کے لیئے زیادہ قوت صرف کرنی پڑتی ہی اور پیداوار کو زیادہ عمیق سے باہر لانا یا فاصلہ پر لیجانا پڑتا ہی اور اِسلیئے قاعدہ گہنے والے عرض کا کان کھودنے کے عملوں میں بہ نسبت عمل ہاے کشتکاری کے زیادہ بے قید معنی کے ساتھ صادق آتا ہی مگر

اس کے ساتھ یہہ بھی معلوم رہے کہ ان عملوں میں عامل مختلف یعنی پیدائش کی اصلاحوں کے اثر کو بہت زیادہ دخل ہی کیونکہ ان میں کشتکاری کی نسبت سے کاروں اور آلات کی اصلاحوں کو زیادہ گنجائش \* ہی سب سے پہلے کل ذخائر سے معادن ہی کی کھودائی وغیرہ میں مدد لیگئی تھی اور ترائیپ کیمیائی میں جنکی استعانت سے فائزات معادن سے نکالی جاتی ہیں بیحد و لا نہایت اصلاحوں کی گنجائش ہی ان سب باتوں کے علاوہ ایک اور امر کثیر الرقعہ ہی جو معادن حال کے خالی ہوجانے کے دغدغہ کو متناہی ہی یعنی دریافت ہونا نئے معادن کا جو معادن سابق کے برابر یا ان سے زیادہ زریزہ ہوں المستحضر جمیع عاملان طبیعی جو اپنی مقدار میں مستعد ہیں وہ صرف اپنی قوت اخیر ہی میں بار آوری کے مستعد نہیں بلکہ بہت مافیل اسکے کہ قوت مذکور درجہ اخیر تک تانی جائے ان سے کوئی افزوں مقدار پیداوار کے بعد بہت زیادہ صرف مستعد اور اس المال کے حاصل آتی ہی یہہ قانون عام ہی اور ممکن ہی کہ اسکا عمل چند روز کے لیئے ان امور سے رک جائے جو انسان کے اختیار کو خادمان طبیعت پر بڑھائیں خصوصاً وسعت سے آنکے علم کی جسکے ذریعہ سے انکی حکومت صفات اور قوا پر عاملان طبیعی کے زیادہ ہوجاتی ہی \*

## باب سیمینہم

در باب ان نتائج کے جو قوانین مستدکرہ ابواب

ماسبق سے پیدا ہوتے ہتی

۱ تشریح و توضیح ماسبق سے ظاہر ہی کہ افزائش پیدائش کی حد کو سبب پر مبنی ہی یعنی یا تو کمی پر اس المال کے یا کمی پر زمین کے عمل پیدائش یا تو اس سبب سے ساکن ہوجانا ہی کہ مال

جمع کرنیکی خواہش اتنی نہیں ہوتی کہ اس المال میں زیادہ افزونی ہو یا اس سبب سے کہ ہر چند مالکان آمدنی فاضل اپنی اس آمدنی سے ایک حصہ کے پس انداز کرنے پر دل سے آمادہ ہوتے ہیں مگر مدینہ کی اراضی مسکنوں سے بذریعہ لگانے زیادہ اس المال کے اتنا عوض حاصل نہیں آتا کہ اسکو اجتناب کے شایان تصور کیا جائے چن ملکوں میں مثل اقوام ایشیا کے مال جمع کرنے کی خواہش ضعیف ہو یعنی چران کے آدمی تاریکیہ توقع نفع کثیر کی نہ کہتے ہوں اور اس نفع کثیر کے حصول کے لیئے مدد دراز تک انتظار نہ کرنا ہوتا ہو نہ پس انداز کرتے ہوں اور نہ واسطے\* حصول و سایل پس انداز کے مسکنت کرتے ہوں جہاں یا تو عمل پیدایش کم بار آور ہو یا سخت مسکنت کرنی پڑتی ہو بدینہ وجہ کہ نہ وہاں اس المال پر دست رس ہی اور نہ لوگوں میں اتنی دوراندیشی کہ ایسی تدبیریں اختیار کریں کہ جنکے ذریعہ سے عاملان طبعی مسکنت انسانی کے قائم مقام ہو جائیں وہاں یعنی ایسے ملکوں میں بنظر انتظام و کفایت اس امر کے بڑی ضرورت ہی کہ مسکنت اور مال جمع کرنے کی خواہش بااثر میں افزونی ہو روے کار لائی جائے اور ان دونوں کے افزوں کرنے کے یہہ وسیلے ہیں اول بہتر انتظام ملک داری اور زیادہ کامل حفاظت مال کی اور لیاجانا اوسط محصولات کا اور زیادہ دایمی اور نافع تر ہونا طریق قبض و تصرف کا اراضی پر کہ جسکے ذریعہ سے حتی الامکان خورد کاشتکار کو بلا تقسیم نوعی اسکی مسکنت و ہنر اور کفایت کا کلیہ انتفاع حاصل ہو دوم ترقی دانا عقل و دانش کا عوام میں اور زایل ہونا ایسی رسمیات اور تعصبات کا جو مسکنت کے بااثر ہونے میں مانع آتی ہیں اور بڑھنا چستی و چالاکی قوائے نفسانی کا جو لوگوں کی طبایع میں نئی نئی خواہشیں پیدا کرے سرم جاری کرنا ایسے ہنروں کا جو اور ملکوں میں شایع ہوں اور جنکے ذریعہ سے مقدار عوض کی جو اس المال زاید کے استعمال سے حاصل آوے اتنی بڑھ جائے کہ مال جمع

کرنے کی خواہش کے ضعف کو دور کر دے اور در آمد کرنا راس المال کا غیر ملکوں سے تاکہ افزونی پیدائش کا حصور آگے کو صرف کفایت اور دور اندیشی پر اہل ملک ہی کے نرھے یہہ تدبیر اعلیٰ ملک کی طبیعت کو ہرانگیختہ کرتی ہی اور گو بوجہہ چمانے نئے خیالات اور توڑنے سلسلہ عادات کے حالت اصلی میں لوگوں کی اصلاح نہیں کرتی مگر اُن کے دلوں میں نئی خواہشیں پیدا کرتی ہی اور اُنکی بلند نظری کر بڑھاتی ہی اور اُنکے حزم اور دور اندیشی کے بڑھانے پر مایل ہوتی ہی یہہ سب باتیں کم و بیش حق میں جمیع آبادیہائے ایشیا اور کم دانشمند اور کم محنت و رز ملکوں فرنگستانِ مثل روس اور ہنگری اور سپین اور آئرلینڈ کے صادق آتی ہیں \*

۲ مگر دنیا میں ایسے بھی ملک ہیں اور انگلستان اُنکا سردار ہی کہ جنہیں نہ تو جفا کشی اور نہ مال جمع کرنے کی خواہش باثر کی تقویت کی ضرورت ہی یہاں کے آدمی توڑے عوض کے واسطے اپنے اوپر سخت متحنت گوارا کرتے ہیں اور بختیال حاصل کرنے توڑے نفع کے بہت پس انداز کرتے ہیں اِن ملکوں میں گو مزدوروں کی جماعت میں اتنی کفایت شعاری اور جز رسی نہیں ہی جتنی کہ ہونی چاہیئے مگر زیادہ متمول حصہ میں لوگوں کے مال جمع کرنے کی خواہش اتنی غالب ہی کہ اُس کو گھٹانے اور اعتدال پر لانے کی ضرورت ہی \*

اگر بوجہہ بہت ہی کم ہو جانے مقدار عوض کے راس المال کی افزونی رکب نچاے تو اِن ملکوں میں راس المال کی کمی نہو عوض یعنی پیداواریوں کو جو درجہ بدرجہ گھٹنے کا میلان ہی دہی میلان اِس امر کا باعث ہوتا ہی کہ افزائش پیدائش کے ساتھ اکثر حالت میں پیدا کرنے والوں کے نقصان راہ پاتا ہی اور یہہ میلان جو اپنے وقت پر افزائش پیدائش کو مطلق روک دیتا نتیجہ ہی اُنہیں اعلیٰ اور خلیقی شرايط کا چھاپہ پیدائش از اراضی موقوف ہی \*

سب ملکوں میں جنہوں نے ترقی کشتکاری میں اول مرتبہ سے قدم اگے بڑھایا ہی ہر افزونی غذا کی مانگ کی جو بوجھ افزوں ہونے آبادی کے ہر روی کار آتی ہی ہمیشہ بصورتِ اُسی وقت نہ واقع ہونے اصلاح پیداہش کے ہر فرد بشر کی مقدار غذا کو جو واجبی تقسیم کے بموجب اُس کے حصہ میں آتی چاہیئے کہنائی ہی افزائش پیداہش کی بصورت نہونہ زر خیز قطعات اقتادہ زمین کے یا تازی اصلاحوں کے جو قیمت اجناس کو ارزاں کریں نہونے پائیکی اِلا اُس صورت میں کہ مقدار معنیت کی انداز متناسب سے زیادہ بڑھائی جائے رعایا کو یا تو زیادہ چھد سے معنیت کرنی ہوگی یا تھوڑی غذا یر قناعت کرنی ہوگی یا پوری غذا حاصل کرنے کے واسطے اور قسم کے آرام اور آسائشوں کو کہتا ہڑیگا جب کبھی ضرورت اِن بانوں کی ملتوی رہ جائی ہی تو اِس التوا کی یہہ وجہ ہوا کرتی ہی کہ اصلاحیں جو عمل پیداہش کو آسان کر دیتی ہیں روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہیں اور جو تدبیریں آدمی واسطے زیادہ با اثر کرنے اپنی معنیت کے نکالتا ہی وہ خادم طبیعت کے ساتھ ہم پائے لڑائی قائم رکھتی ہیں اور اُس کے قوائے دنی سے چہرُ تازے مخازن پیداہش کی اُسی سرعت سے حاصل کرتی ہیں جس سرعت سے کہ حوایح انسانی ہرانے مخازن پر قابض و متصرف ہوجانی ہیں \*

اِس سے یہہ نتیجہ فخریم نکلتا ہی کہ کچھ ضرور نہیں کہ جب لوگوں میں مال کی عدم مساوات بہت ہو تب ہی افزائش آبادی کے روکنے کی ضرورت پیش آتی ہی کسی بھی حالت میں تہذیب اور دانشمندی کے اگر بنظر مجموع دیکھا جائے تو زیادہ آدمیوں کی خور و نوش کا بندوبست اُس فراغت سے نہو سکیگا جس فراغت سے کہ کم آدمیوں کا آبادی کے بہت زیادہ ہو جانے سے جو خرابی پیدا ہوتی ہی اُس کا سبب اہل مدینہ کی بے انصافی نہیں ہی بلکہ خادم طبیعت کی دنائت و کنجوسی بے انصافی کے ساتھ تقسیم ہونا دولت کا لوگوں



میں اتنا بھی تو نہیں کرتا کہ خروانی مذکور کو بڑھارے بہت سے بہت  
البتہ یہہ نتیجہ دیتا ہی کہ اس خروابی کو کچھہ قدر جلد مختصوس  
کرا دیتا ہی \*

اس کہنے سے کچھہ فائدہ نہیں کہ کثرت آبادی کی جہت سے  
جستدر زیادہ کھانے والے پیدا ہوتے ہیں اسیقدر محنت کرنے والے بھی تو  
زیادہ ہو جاتے ہیں کیونکہ نئے آدمیوں کو اتنی ہی غذا مطلوب  
ہوتی ہی جتنی کہ پرانوں کو مگر فیوں کی محنت سے اتنا پیدا نہیں  
ہوتا جتنا کہ پرانوں کی محنت سے اگر جمیع آلات پیدایش کے سب  
لوگوں کی ملک مشترک ہو جائیں اور کل پیداوار حصہ مساوی آن میں  
تقسیم کیجائے اور اس طرح کے انتظام کے ساتھ محنت دہی یا  
چاہد اور پیداوار اسی قدر منوط ہو جستدر کہ اب ہی تو جمیع مردمان  
موجود کے با فراغت بسر کے واسطے سامان کافی اور رافی موجود ہوگا۔ مگر  
جب آبادی دوچند ہو جائیگی جیسا کہ ایسی صورت حال سازگار میں  
بالشہہ ہر بیسویں سال ہوا کرنا ہی تب فرمائیئے کہ ان لوگوں کا کیا حال  
ہوگا اگر فنون پیدایش میں اسی زمانہ میں اصلاح و ترقی معمولی  
درجہ سے کہیں زیادہ نہو تو ناقص زمینیں جنکی طرف واسطے پیدا کرنے  
غذائے مطلوبہ اس قدر بڑھی ہوئی آبادی کے رجوع کیجائیگی اور زیادہ  
محنت اور کم عوض دینے والے طریقے کشتاری کے جو اسی غرض سے  
اچھی اراضی پر اختیار کیئے جائینگے لاسمحالہ ہر فرد بشر کو مدینہ کے  
نسبت سابق کے مفاس کر دینگے اور جو آبادی اسی انداز سے بڑھتی  
چلی جائیگی تو جلدی ایک دن ایسا آجائیگا کہ کسی کے پاس اہل  
مدینہ سے بجز اشیائے حاجات ضروری کے اور کچھ نہوگا اور اس کے  
چند روز بعد ایک اور ایسا زمانہ آئیگا کہ اشیائے حاجات ضروری ہو بھی  
لوگوں کو دست رس نہوگی اور آگے کو افزایش آبادی کی بذریعہ اموات  
کے رکے گی تصنیف اس امر کا کہ آیا فی التال یا کسی زمانہ آئندہ میں

پیداوار محضنت کی بمناسبت محضنت صرف شدہ کے بڑھتی یا گھٹتی جاتی  
 ہی اور اوسط حالات لوگوں کی بہتر یا خراب ہوتی جاتی ہی  
 اس بات پر موقوف ہی کہ آبادی بمناسبت اصلاحوں کے یا اصلاحیں  
 بمناسبت آبادی کے زیادہ بڑھتی ہیں بعد بڑھ جانے آبادی کے اسقدر کہ  
 معیشت کے جو بڑے بڑے فائدے ہیں آپر دست رس ہو جائے پھر جو  
 افزونی اُسکی تعداد میں برورے کار آؤ گی وہ لوگوں کی اوسط درجہ کی  
 آسردگی میں خرابی پیدا کریگی مگر اصلاح کی ترقی اس کے مخالف  
 عمل کرنی ہی اور آبادی میں بلا گھٹانے بلکہ کچھ قدر بڑھانے اسایش  
 کے افزایش کی اجازت دیتی ہی یہاں اصلاح سے اُسکا مفہوم عام مراد  
 ہی جسمیں صرف نئی ہی ایجادیں کار و بار محضنت کی یا وسیع  
 استعمال اُن ایجادوں کا جو فی الحال معلوم ہیں داخل نہیں بلکہ وہ  
 ساری اصلاحیں جو دستورات اور قوانین اور تعلیم اور رایوں اور کار و بار  
 انسانی میں بالعموم برورے کار آئیں داخل و شامل ہیں بشرطیکہ اُنکا  
 یہہ میلان ہو جیسا کہ قریب قریب سب اصلاحوں کا ہوتا ہی کہ پیداوار  
 کے لیئے نئی ترغیبیں اور آسانیاں پیدا کریں اگر ملک کے قوائے بار آور  
 اُسی سرعت سے بڑھتے جائیں جس سرعت سے کہ بڑھنے والی آبادی کو  
 افزونی پیداوار کی ضرورت لاحق ہوتی ہی تو یہہ لازم نہیں ہی کہ پیداوار  
 مذکور کی افزایش ایسی اراضی ناقصہ پر تردد کرنے سے برورے کار لائی  
 جائے جو اراضی ناقصہ سے کہ حال میں زیر تردد ہیں ناقص تو ہوں یا  
 بذریعہ کرنے زیادہ محضنت کے پرانی زمینوں پر بانکہ اُن سے نسبتاً کم  
 فائدہ حاصل آتا ہی بہر حال قوت کے اس نقصان کا جبر اس  
 افزودہ بار آور سے ہو جاتا ہی جو محضنت کو اصلاحوں کی ترقی  
 کے ذریعہ سے دستکاریوں میں حاصل ہو جاتی ہی غرضکہ ایک  
 نہ ایک طرح سے افزوں آبادی کی پرورش کا بندوبست ہو جانا ہی  
 اور سب آدمی مسئلہ سابق کے اسودہ اور فارغ البال دھتے ہیں مگر

جب افزونی اختیار انسانی کی اور خدمات طبیبیت کے معطل رہ جاتی ہی یا اُس میں کچھ کمی رہ پاتی ہی اور آبادی کی افزونی میں کمی نہیں ہوتی یعنی جب بذریعہ اُسی اختیار کے جو حال میں عاملان طبیعی پر حامل ہی افزوں پیداوار مہیا کرنی پڑتی ہی تو در صورتیں پیش آتی ہیں یعنی یا تو افزوں آبادی میں سے ہر فرد کو بنظر اوسط زیادہ جہد و سعی کرنی پڑتی ہی یا کل پیداوار سے ملک کے ہر فرد کے حصہ میں کم مقدار آتی ہی \*

یہ امر واقعی ہی کہ کسی زمانہ میں ترقی آبادی کی بمناسبت ترقی اصلاحوں کے سریع ہوتی ہی اور کسی زمانہ میں اصلاحوں کی ترقی بمناسبت آبادی کی ترقی کے جلد بے روئے کار آتی ہی ملک فرانس میں جو بڑی گرہی ہوئی تھی اُسکے پہلے بہت دنوں تک انگلستان میں آبادی بآہستگی دھیمے قدم سے بڑھتی تھی مگر اصلاح کی خصوصاً اصلاح کشتکاری کی ترقی اس سے اور بھی زیادہ دھیمی تھی کیونکہ ہرچند کوئی امر ایسا بے روئے کار نہیں آیا کہ جسکے سبب سے سونے چاندی کی قیمت ارزاں ہو جاتی مگر غلہ کی قیمت بہت گراں ہو گئی اور بجائے اُسکے کہ غلہ انگلستان سے درآمد کیا جائے اُلٹا اُس میں اور ملکوں سے درآمد ہونے لگا مگر بہت شہادت ہے کہ کئی قطعی تصور نہیں ہو سکتی کیونکہ جیسی غیر معمولی اچھی فصلیں اول کے پچاس سال متواتر میں پیدا ہوئی تھیں ویسی صدی مذکور کے پچھلے پچاس سال میں نہیں ہوئیں اور قطع نظر اُس معمولی ترقی کے جو آبادی میں ہوئی ان فصلوں کی کمی نے غلہ کو گراں کر دیا ابھی تک یہ بات تحقیق نہیں ہوئی ہی کہ اُس زمانہ میں دستکاریوں کی اصلاحوں یا اجناس درآمدہ کی ارزانی سے محنت اراضی کی کمی بازراری کا جبر ہوا یا نہیں مگر جب سے رات اور آرکرائیٹ اور اُنکے ہم معصروں نے کلوں میں بڑی ایجادیں کی ہیں تب سے عوض محنت کا غالباً اُسی سرعت سے افزوں ہوتا ہی

بچس سرعت سے کہ آبادی اور غالب ہی کہ افزونی عوض کی آبادی کی افزونی کی مناسبت سے زیادہ ہوجاتی اگر اُسی افزونی نے عوض کی قوت تکثیر کو نوع انسانی کے کہ آسمیں خلعتی ہی تحریک نہ کی ہوتی اصلاح پائی ہوئی ترکیبوں کو کشتکاری کے گذرے ہوئے بیس بیس ہوس کے اندر اتنی وسعت سریع حاصل ہوئی ہی کہ زمین بھی مناسبت مہذب صرف شدہ کے زیادہ عوض بار لاتی ہی پیش از اسکے کہ قوانین غلہ کی منسوخی نے کچھ دنوں کے لیئے آبادی کے داب کو پرودایش پر بہت ہلکا کر دیا قیمت غلہ کی بالتحقیق گھٹ گئی تھی مگر معلوم رہے کہ کچھ زمانہ کے لیئے گو اصلاحوں کی ترقی آبادی کی افزونی حقیقی کے ساتھ ہمقدم رہے بلکہ بڑھ بھی جائے مگر بالتحقیق وہ کبھی اُس غایب تک نہیں پہنچ سکتی جس تک آبادی کا پہونچنا ممکن ہی فی الحقیقت افزونی آبادی کی روک رہی ہی ورنہ ممکن نہ تھا کہ کوئی امر نوع انسانی کی حالت میں نقصان عام کے راہ ہانے کو روک سکتا جو افزونی آبادی کی حال کی نسبت سے زیادہ روکی ہوتی اور جو اصلاحیں اب ہوئی ہیں وہی اُس صورت میں بھی ہوتیں تو جتنی پیداوار ملک یا افراد کو عموماً فی الحال نصیب ہوتی ہی اُس سے زیادہ ملتی ساری نئی زمین جو باستعانت اصلاحوں کے خدام طبیعت سے جبراً چھینی ہی وہ کلیہ پرورش کے کام میں صرف آبادی کے مستعمل نہوتی گو کل پیداوار خام کی مقدار اتنی زیادہ نہوتی جتنی کہ اب ہی مگر ہر فرد مدینہ کے حصہ میں جو حصہ اُسکا آنا وہ حال کے حصہ کی مقدار سے زیادہ ہوتا \*

۳ جب آدمیوں کی افزونی مناسبت اصلاحوں کی ترقی کے زیادہ ہونے لگتی ہی اور ملک کو بدعالت مجبوری روز بروز و سایل معاش کو شرایط ناسازگار ہر بدیں وجہ حاصل کرنا پڑتا ہی کہ زمین اُس قابل نہیں کہ بلا مہذب زائد افزون مقدار اجناس کی بقدر مانگ زائد کے

پیدا کرسکے تب اس صورت ناخوش میں باوجود اسکے کہ لوگوں کی عادات میں باعتبار انداز افزونی کے کمی راہ نہ پائے دو طرح سے اُمید تصفیہ کی ہوسکتی ہی اول تو یہ کہ غذا غیر ملکوں سے لائی جائے اور دوسرے یہ کہ آبادی زائد نقل مکان کرے \*

لانا زیادہ سستی غذا کا کسی غیر ملک سے اسکے برابر ہی کہ گویا درآمد کی جگہ میں فن کشتکاری کے اندر کوئی ایسی اصلاح کی گئی جسکے ذریعہ سے غذا سستی پیدا ہونے لگی بہ تدبیر نفس الامر میں مصنت کی بارآوری کو بھی بڑھا دیتی ہی کیونکہ قبل اختیار کرنے اس تدبیر کے جو مصنت غذا کے پیدا کرنے میں صرف کی جاتی تھی اسکے بدل میں ایک خاص مقدار غذا کی ملا کرتی تھی اب وہی مصنت پیدا کرنے میں کڑے اور دیگر اشیاء کے جو باہر سے لائی ہوئی غذا کے بدل میں دی جا رہی صرف ہوگی اور اسکی عوض میں نسبت سابق کے زیادہ غذا ملیگی غرضکہ دونوں اصلاحوں کا مآل ایک ہی ہوتا ہی کیونکہ وہ مصنت کی بارآوری کی قوت کی کمی کو کچھ دنوں کے لیئے بعد کردیتی ہیں مگر دنوں صورتوں میں بعد گذر جانے اس زمانہ کے کمی مذکور پھر فوراً اپنا قدم آگے بڑھانے لگی ہی یہ کمی سوچ کے مشابہ ہی کہ کچھ دور پیچھے ہٹ کر پھر اپنا قدم آگے بڑھاتی ہی \*

بلاشبہ لوگوں کے دلوں میں یہ خیال گذرے گا کہ جب کوئی ملک خاص اتنی چرتی چکلی سطح سے روے زمین کے جتنا کہ آباد حصہ کرہ ارضی کا ہونا ہی اپنی غذا حاصل کرتا ہو تو اُس میں کھانے والوں کی تعداد کے بڑھ جانے سے سطح مذکور پر کہ جسکا وہ ایک جزو قلیل ہی چنداں اثر نہوگا اور ملک مذکور میں بلا ڈالنے داب کے متوازن پیدایش پر یا بڑھانے قیمت غذا کے روئے زمین پر آبادی تکنی چوگنی ہوسکے گی مگر ناظرین اوراق کو معلوم رہے کہ اس قیاس کے قائم کرنے میں چند اُس سے چشم پوشی کی جاتی ہی اول تو ملک ہاے غیر جنسے غلہ

درآمد کرسکتے ہیں کل کرۂ ارضی کو مشتمل نہیں ہو سکتے وہ صرف اُسکے اُسی حصہ کو مشتمل ہیں جو لب بکھر یا کنارہ پر کسی درجے عظیم کے جسمیں جہاز اور کشتیاں چل سکیں واقع ہو بہت سے ملکوں میں لب بکھر وہ قطعات زمین کے ہوا کرتے ہیں جو سب سے پہلے اور بہت کثرت سے آباد ہوتے ہیں اور جنکا اپنا ہی خرچ اکثر اتنا ہوتا ہی کہ وہ دوسروں کے لیئے غذا پس انداز نہیں کرسکتے پس سب سے بڑا مخزن رسد کے مہیا کرینکا وہ قطعے زمین کے ہوا کرتے ہیں جو کنارے کنارے کسی جہاز رانی کے قابل دریا مثل رود نل اور وستولا اور مسیسیپی کے واقع ہوتے ہیں اور پیدا کرنے والے حصوں میں روے زمین کے ایسے قطعوں کی انہی فراوانی نہیں ہوتی کہ غیر انتہا زمانہ نک روز بروز جلد بڑھنے والی مانگ کا سرانجام بلا بڑھانے داب کے اوپر بار آور قوتوں زمین کے ہوسکے اور یہہ بھی اُمید نہیں ہوسکتی کہ وسائل آمدورفت کی جیسی اب صورت ہی آس میں غلہ کی رسد مفرط اندرونی حصص سے ملک کے بہم ہوسکے اچھی سڑکوں سے اور اکثر بذریعہ نہروں اور ریل روت کے اِس وقت میں رسد مہیا کرنے کی تخفیف ہوسکتی ہی مگر یہہ بڑی دھیمی اصلاح ہی اور بجز ملک امریکا کے اور سارے غلہ برآمد کرنے والے ملکوں میں وہ بہت ہی دھیمی ہی یہہ اصلاح آبادی کے ساتھ ہمعقد نہیں رہ سکتی اِلا اُس صورت میں کہ آبادی کی افزائی کامل طریق سے روکی جائے \*

دوسرے اکثر یہہ بھی مان لیں کہ رسد کل سطح سے اُن ملکوں کے حاصل آتی ہی جو غلہ برآمد کرتے ہیں تو یہی جسقدر غذا اُن سے بلا بڑھانے خرچ متناسب کے حاصل آئیگی وہ مقدار میں محدود ہوگی جو ملک غذا برآمد کرتے ہیں اُن کی دو تفریق ہوسکتی ہیں ایک تو وہ جنہیں مال جمع کرنے کی خواہش با اثر قوی ہو اور دوسرے وہ جنہیں خواہش مذکور ضعیف ہو آسٹریلیا اور ریاست ہائے متفقہ امریکا میں یہہ خواہش قوی ہی رہاں راس المال جلد بڑھتا ہی اور غذا کی

پیداہش کو بہت سرعت سے وسعت حاصل ہوسکتی ہی مگر ان ملکوں میں آبادی بڑی غیر معمولی سرعت سے بڑھتی جاتی ہی اور ان کی کشتکاری کو اپنی بڑھنے والی آبادی اور غیر ملکوں کی بڑھنے والی درآمد کرتے ہیں آبادی کی غذا کا بندوبست کرنا پڑتا ہی اس سے لازم آتا ہی کہ آنکو بھی بہت جلد اس امر کی ضرورت لاحق ہو کہ وہ ان زمینوں کی طرف رجوع کریں جو گو بہ نفس خود زر ریزی میں کم نہوں مگر بوجہ واقع ہونے کے فاصلہ پر اور ایسے مقامات میں کہ جہاں تک رسائی کم آسان ہو بمنزلہ بفقیر اور کم زر ریز کے ہوں اور مثل پرانے ملکوں کے آدمیوں کے ایسے طریق کشتکاری کے ضرورتاً اختیار کریں جو بمناسبت محنت صرف شدہ کے کم بارآور ہوں \*

مگر ایسے ملک بہت کم ہیں جن میں ایک ہی زمانہ میں ارزانی غذا اور سرسبز کاروبار محنت کی وجہ رکھتی ہو ایسے ملک وہی ہوتے ہیں جن میں دانشمندی کے زمانہ کے ہنر بحالت کمال زر ریز اور غیر آباد زمینیں پر مستعمل ہوتے ہیں پرانے ملکوں میں سے جو ملک غذا درآمد کرسکتے ہیں ان کو یہ قدر غلہ کے باہر لیجانے کی صرف ایسی سبب سے حاصل ہوتی ہی کہ ان کی محنت کے کاروبار طریق نرتی میں بہت پس پا ہوتے ہیں کیونکہ ان میں راس المال اور اس کی جہت سے آبادی اتنی نہیں بڑھتی کہ غذا کی قیمت کراں ہو روس اور پولند اور ہنگری اس قسم کے ملک ہیں اور ان میں مال جمع کرنے کی خواہش با اثر ضعیف ہی اور فنون پیداہش نہایت غیر کامل وہاں راس المال کم ہی اور اس کی افزونی خصوصاً بذریعہ اسباب خانگی کے بہت دھیمی \*

حسب افزوں مانگم اتنی بڑھ گئی کہ غذا کا درآمد کرنا ممکن ہوا تو یہہ غذا بتدریج پیدا ہوسکتی ہی کیونکہ راس المال مطلوبہ بذریعہ انتقال کے اور کارخانوں سے مہیا نہوسکا بدینوجہ کہ وہاں اسے کارخانہ وجود رکھتے

قہہ روٹی کا کھڑا اور لوہے کا سامان جو غلہ کے مبادلہ میں انگلستان سے مل سکتا تھا اُس کو روسی اور اہل پرولت اپنے ملک میں نہیں بناتے کیونکہ وہ اُس کے بغیر بسر کرتے نہیں یہہ اُمیٹ ہو سکتی ہی کہ پیدا کرنے والے بذریعہ اپنی سعی زائد کے جسکے کرنے کی ترغیب ہو چہہ کھلنے منڈیوں اُن کی پیداوار کے حاصل ہی برور اہم کچھ پیدا کرینگے مگر قوانین اِن ملکوں کے جہاں کے کہتی کرنے والے یا قو غلام یا ایسے کاشتکار ہیں کہ قریب قریب غلاموں کی حالت میں بسر کرتے ہیں ایسے نہیں ہیں کہ اُن سے سعی مزید کے وجود پانے کی آسانی ہو اور اِس زمانہ میں بھی تحریک و اصلاح کے یہہ قوانین جلد تبدیل نہیں ہوتے اگر اِس امر پر بھروسہ کیا جائے کہ زیادہ راس المال کے لگانے سے پیداوار زیادہ ہو جائیگی تو راس المال دو طریق سے بہم ہو سکتا ہی یعنی یا تو بذریعہ پس انداز کے جو بآہستگی اور بہ تقاضی اُس تحریک کے کیا جائیگا جو نئی نئی چیزوں کے دیکھنے اور آمد و رفت کے زیادہ وسعت پانے سے ہوگی اور اِس صورت میں غالب ہی کہ آبادی بھی اُس قدر جلد بڑھیکے یا بذریعہ لانے کے اُسکو غیر ملکوں سے اگر انگلستان چاہے کہ ملک روس یا پرولت سے روز افزوں رسد غلہ کی ہانہ آئے تو اُسکو لازم ہی کہ اپنا راس المال اُن ملکوں میں بھیجے اور غلہ پیدا کر اے مگر اِس میں اتنی دشواری پیش آتی ہیں کہ وہ بمنزلہ واقعی نقصانوں کے تصور ہوتی ہیں اختلاف زبان اور اختلاف طریق و عادات اور بہت سی اُڑ مشکلیں جو طریق معاشرت اور رسم و رواج و قوانین ملکی کے تہاں سے پیدا ہوتی ہیں اِس تدبیر کی مخالفت کرتی ہیں اور باوجود اِن سب دشواریوں کے جو راس المال کو وہاں لیجا کے اِس کام میں لگایا بھی جاوے تو بلا ریب وہاں کی آبادی کو اُس سے ایسی تحریک ہوگی کہ قریب قریب ساری افزوں غذا جو اُسکے ذریعہ سے حاصل آئیگی غالباً وہیں خرچ ہو جائیگی باہر نہ نکلے پائیگی پس جو بہہ بات نہوتی کہ غیر ملکوں کے ہنر و علوم کو اِن



ملکوں میں جاری کرنے اور وہاں کی سست قدم دانشمندی کو تیز قدم بنانے کی صرف یہی تدبیر ہی تو اُسپر کم اعتبار کیا جاتا کہ وہ اجناس پر آمد کی مقدار کو بڑھائی اور غذائے روز افزوں لائے ہوئے درجہ تک غیر ملکوں کو دلا سکے گی مگر کسی ملک کی دانشمندی کو ترقی دینا ایکدن کا کام نہیں اُسکو زمانہ دراز لگنا ہی اور اس مدت دراز میں آبادی رسد دینے اور رسد لینے والے ملکوں کی اتنی زیادہ ہوجاتی ہی کہ شماری نہیں کہ ترقی مذکور قیمت غلہ کی بمقابلہ افزونی مانگ کے ارزاں رکھ سکے یہ ترقی چاہے چھوٹے قطعہ میں کسی ملک خاص کے کی جائے چاہے کل فرنگستان میں دونوں صورتوں میں بعلت افزوں ہونے آبادی کے اُسکا اثر غلہ کی قیمت پر یکساں ہوگا پس یہ قانون کہ جہاں آبادی بمناسبت اصلاح کے جلد بڑھتی ہی وہاں عوض جو محکمات سے حاصل آتا ہی کم ہونا جاتا ہی حق میں صرف انہیں ملکوں کے صادق نہیں آتا جو اپنا رزق اپنی ہی زمین سے پیدا کرتے ہیں بلکہ اُن ملکوں کے حق میں بھی کلیہ صادق آتا ہی جو واسطے لانے رزق کے کسی بھی ملک سے جس تک رسائی ممکن ہو اور جہاں سے رزق مذکور سستا مل سکتا ہو آمادہ ہوں کسی بھی سبب سے دفعتاً سستا ہوجانا رزق کا مثل کسی اور اصلاح فنون کے میلان طبعی کو ان معاملات کے صرف ایک دو منزل پیچھے ہٹا دینا ہی مگر وہ اُسکے طریق کو بدل نہیں سکتا غلہ در آمد کرنے کی آزادی کے متعلق ایک اور امر قابلِ التوجہ ہی جو ممکن ہی کہ چند روز کے بعد اُن اثرات کی نسبت سے زیادہ بڑے اثر پیدا کرے جو غلہ کی تجارت آزاد کے نہایت سخت مخالفوں یا اُسکے نہایت گرمجوش حامیوں کے وہم و خیال میں نہ بھی گذرے ہوں جو ار اور باجزہ ایسی جنسیں ہیں کہ واسطے پرورش و پرہیزگاری ملک کے مقدار کافی باوجود محسوب کر لینے فرق قوت تغذیہ کے آلوؤں پر بھی زیادہ سستی مہیا ہوسکتی نہیں اگر کبھی ایسا اتفاق ہوجائے کہ

غربا ان غلوں کو بجائے کیہوں کے کھانے لگیں تو محنت کی قوت ہار آوری باعتبار حاصل کرنے رزق کے اتنی بڑھ جائیگی اور کمیے کی پرورش کا خرچ اتنا گھٹ جائیگا کہ جو آبادی امریکا کے انداز کے موافق تھی بڑھنے لگے تو بھی اُسکو کئی بشت لگنی کہ پرورش کی اس آسانی کے ساتھ ہمدرد ہو جائے \*

۴

۴ جس ملک میں بڑھنے والی آبادی سے اس المال پر تو داب نہ پڑتی ہو مگر زمین کی بار آوری اُسکے دباؤ سے سخت دبی جاتی ہو اُسکو سوائے درآمد کرنے رزق کے ایک اور تدبیر پر بھی دست رس ہو سکتی ہے یعنی نقل مکان پر بطور بستی بسانے کے اس تدبیر کا اثر جتنا کہ ہونا ہی حقیقی ہی کہونکہ اس صورت میں ایسے زوریز قطعات غیر آباد زمینوں کے دوسرے مقاموں میں تلاش کئے جاتے ہیں کہ جو نقل مکان کرنے والوں کے وطن میں اگر موجود ہوتے تو بڑھنے والی آبادی کی مانگ زاید کا سرانجام بلا گھٹانے بار آوری محنت کے ہو سکتا پس جب وہ ملک کہ جسمیں بستی بسائی جائیں قریب ہو اور نقل مکان کا شوق و ذوق لوگوں کی طبیعتوں میں کافی و رافی تو یہ تدبیر کذبہ کار گر اور با اثر ہوتی ہے ایرانی بستیوں سے امریکا کی فکل کے لئے ہر گزات کی طرف چلا جانا جو نفس الامرو میں بمنزلہ بستی بسانے کے ہی ایسی تدبیر ہے کہ جسکے سبب سے کل ملک متفقہ میں آبادی بلا مزاحمت نوعے بڑھتی چلی جاتی ہے او محنت سے جو عوض حاصل آتا ہے وہ اب تک مقدار میں کم نہیں ہوا ہے اور نہ رزق بہم کرنے کی مشکل زیادہ ہوئی ہے اگر آسٹریلیا اور قلبی کنیڈا انگلستان سے اسی مسافت پر ہوتے جس مسافت پر کہ دسکون سن یا آئی اودا نیو یورک سے ہیں اور اگر انگلستان کی فاضل آبادی بلا عہد کرنے کے سمندر سے انہیں نقل مکان کر سکتی اور مثل مردمان نیوانگلینڈ کے وہ بھی

دل چلے اور سیماب صدف اور خانہ نشینی کے کم عادی ہوتے تو ان ملک ہائے غیر آباد سے انگلستان کو وہی فائدہ حاصل ہوتا جو فرانسیسی بستیوں کو امریکا کے وہاں کی نئی بستیوں سے پہونچتا ہی مگر یہی معاملے جیسے ہیں ویسے معلوم اس صورت میں ہر چند قدیموں کے ساتھ ہر روے کار لانا نقل مکان کا واسطے ہلکا کر دینے دباؤ آبادی کے ایک ہر بار کی سعی سے ایک بڑی تدبیر ہی اور ہر چند ایسی غیر معمولی حالت میں جیسے کہ ابرلڈ کے باہام قائم ہونے تین سببوں یعنی بگڑ جانے فصل آلو اور عمل درآمد قوانین مساکین اور بید خالی عام سارے کاشتکاروں کے تھی ممکن ہی کہ بہت سے آدمی زیادہ اُسے کہ چنکر ایکبارگی ملک سے نکال دینا کبھی مقتضایے تدبیر ملکی ہوا ہو برضائے خود کسی خاص حالت میں غایت فنگی کی کسی ملک سے نکل جائیں تا ہم غالب نہیں ہی کہ ہرچند نہایت اچھے انتظام کے اتنا نقل مکان برابر ہوتا رہے کہ جس سے مثال امریکا کے وہ سارا حصہ سالانہ افزوں آبادی کا ( اور وہ بھی اُس زمانہ کا کہ جب آبادی نہایت سرعت سے افزوں ہوتی ہو ) جو اُسی مختصر زمانہ میں مہر مہر معاش کی اصلاحوں کے تناسب سے زیادہ ہونے کے سبب سے ہر اوسط درجہ کی فرد مدینہ کی فنگی معاش کا باعث ہوتا ہی ملک میں تہرے نہ پائے اور جب تک یہہ بات ہر روے کار نہ اُٹھائی ممکن نہیں کہ آبادی کے روکنے کی ضرورت تدبیر نقل مکان سے رفع ہو جائے نسل مکان کے معاملہ میں اُس مقام پر ہم زیادہ اور کچھ نہیں لکھتے اِس کتاب کے کسی اور مقام میں بستی بسانے کے معاملہ عام پر زیادہ بسط سے گفتگو کریں گے اور نسبت اُسکے قابل الوقوع ہونے اور اُسکی عظمت اور بزرگی کے باعتبار ملک انگلستان کے بحشت کرینگے اور بیان کرینگے کہ کن اصول پر اُسکو بفعل

## خاتمہ

لہذا الحکمہ سوارث کے مجموعہ اصول کسب دولت کہ حکیم  
 پے عدیل جرن سوارث اللہ تعالیٰ کی کتاب لاجواب کے مقالہ  
 اول کا ترجمہ ہی بتوفیقِ امدادِ الہی مدنت درنیم سال میں تاریخ شروع  
 سے بماء اپریل سنہ ۱۸۶۸ ع بمقامِ اندور بسعی گاہ گاہے اس ہیج میرز  
 کے کہ دھرم ناراین نام رکھتا ہی پورا ہوا مگر حقیقت میں پورا اُسوقت  
 ہوگا کہ نظر فیض اثر سے مربع نشین چاربالش فضل و کمال سید احمد  
 خاں صاحب بہادر سکتر سپن ٹیفک سوسئیتی علیگڈہ کے کہ مسود  
 اوراق سے رابطہ ہموطنی اور واسطۃ الفتن روحانی رکھتے ہیں اور اس  
 اہتمام کے سلسلہ کے وہی متحرک ہوئے ہیں گذر کے زور قبول سے معلیٰ ہو  
 مولف جاننا ہی کہ یہ اوراق پریشان ہزاروں خلل و زل سے مالا مال  
 ہیں مگر جس حال میں شہسوارانِ عرصۂ سختدانی و یکہ تاران \* \*  
 شیوا بیانی تسلیم کرتے ہوں کہ ترجمہ لغات کا ایک زبان سے بزبان دینر  
 آسان نہیں ہی تو یہ بے بضاعت کہ علم و ہنر سے عاری ہی اور مدنت  
 نیس سال سے وطن مالوف سے آوارہ اور فبضان صحبت اہل زبان سے  
 محروم کیونکر اس لغزش گاہ سے سلامت گذرنا جو رضا جوئی اُس بزرگ  
 منش ملکی سیرت کی مقدم تھی چار ذچار باوجود بے اعدادی کے  
 اس کار پر خطر کا کفیل ہونا پڑا اب صاحبانِ سخن فہم سے التجا ہی کہ  
 جس جگہہ سقم دیکھیں بے تکلف اصلاح دیں اور اس عنایت خاص سے  
 مولف کو مرہونِ مدنت فرمائیں \*

51243

1241

د قهرم نړۍ د ملګرو ملتو

۱۔ اصول سیاست و فن

[illegible]

HECKED AT 10:10 AM



MAULANA AZAD LIBRARY  
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

**RULES :—**

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for text-books and 10 P. per vol. per day for general books kept over-due.

